چوں خواہی کہ نامت بود در جہاں ★ مکن نام نیک بزرگاں نہاں

ہمیں کام وناز وطرب داشتند ★ باا خر برفتند وبگزاشتند

(سعدی)

تذکرہ امام ابو منصور ماتریدی

پیشواء اھل سنة وجماعة رئیس المتکلمین ابو منصور محمد ماتریدی

(متوفی ۳۳۳ھ)

تالیف

ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

Published By:

Jamia Al-Noor

1 Trafalgar Square. Ashton-under-lyne OL7 0LN

Greater Manchester (UK) 07790050451

نام کتاب	تذکرہ امام ابو منصور ماتریدی
تالیف	ابو عاصم غلام حسین ماتریدی
زیر اہتمام	قاری غلام مصطفی
کمپوزنگ	محمد عبداللہ، حلیمہ سعدیہ، محمد عبدالظاہر مجتبیٰ
نظر ثانی	علامہ شہباز احمد (خطیب وامام جامعۃ النور)
سن اشاعت	۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۰۱۶ء

ملنے کے پتے

مکتبۃ المرتضیٰ، مصطفیٰ منزل ۸۵ بی بلاک، کشمیر کالونی، جہلم، پاکستان

مدرسہ تجوید القرآن وائیٹ فیلڈ کمیونٹی سنٹر، مانچسٹر روڈ، نیلسن، برطانیہ

مکتبۃ المصطفیٰ مکان نمبر ۸ کاسل سٹریٹ، برائر فیلڈ، برطانیہ

تذکرہ امام ابومنصور ماتریدی کی اجمالی فہرست

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گجرانوالہ کا تعارف وتبصرہ

تذکرۂ امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ: یہ کتاب بھی علامہ ابوعاصم غلام حسین ماتریدی کی تحقیق وعرق ریزی کا شاہکار ہے۔آپ نے پیشوائے اہلسنت وجماعت، رئیس المتکلمین حضرت علامہ امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمہ کا یہ جامع تذکرہ تحریر کرکے نہ صرف ان سے اپنی محبت کا بھرپور اظہار فرمایا ہے بلکہ اہلسنت کیلئے یہ قیمتی تحفہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب آٹھ ابواب میں آپ کے حالات و واقعات، علم وفضل، اساتذہ وتلامذہ، تالیفات وتصنیفات، علماءِ مشائخ کے ہاں آپ کے مقام ومرتبہ، آپ کے مسلکِ اعتدال کی مقبولیت وعالمگیریت کو بڑی تفصیل سے بیان کرتی ہے۔امام صاحب نے اہلسنت اور اہل بدعت کے درمیان فرق کو روزِ روشن کی طرح واضح کیا۔آپ نے درجنوں بدعتی فرقوں کا رد اوران کے اعتراضات کے جامع جوابات لکھ کر اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا۔ آپ کی عظمت وشان کو بیان کرکے علامہ غلام حسین ماتریدی نے اہلسنت کو ایک علمی وتحقیقی اور گرانقدر تحفہ پیش کیا ہے۔

صفحات ۲۲۵، قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ: مذکورہ بالا

(رجب المرجب ۱۴۳۸ھ اپریل ۲۰۱۷ء)

احرف آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قارئین کرام! علم الھدیٰ، رئیس المتکلمین، عمدۃ المفسرین، مصحح عقائد المسلمین، امام اھل السنۃ و الجماعۃ ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی الحنفی (رحمہ اللہ تعالیٰ) بڑے جلیل القدر، صاحب کرامت، امام اہل سنت ہوئے ہیں۔ طبقات الحنفیہ کی کتابوں کے لکھنے کا آغاز آٹھویں صدی ہجری سے ہوا ہے اور ان میں صرف آپ کا تعارف ہی پیش کیا گیا ہے۔ دیگر مؤرخین نے بھی آپ کا ذکر نہیں کیا اور بڑی بے انصافی سے کام لیا ہے۔

چوں خواہی کہ نامت بود در جہاں ☆ مکن نام نیک بزرگاں نہاں

چند سالوں سے امام ابومنصور ماتریدی کے بارے میں تحقیقی کتابیں اور مقالات لکھے جارہے ہیں لیکن زیادہ تر عربی، ترکی یا انگریزی میں ہیں۔ اور اردو میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں امام ابومنصور ماتریدی کے حالات اور کارناموں کا ذکر کیا گیا ہو۔ اس لئے آپ کے حالات زندگی اور کارناموں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ راقم الحروف نے بڑی محنت اور کوشش کی اور متعدد کتابوں کی ورق گردانی کی تو پہلی مرتبہ ۲۰۱۰ء میں ایک رسالہ امام ابو منصور ماتریدی سمرقندی حنفی کے نام سے شائع کیا تھا۔ پھر اس کے بعد دوسری مرتبہ امام اھل سنۃ و الجماعۃ ابو منصور محمد ماتریدی کے نام سے تذکرہ ائمہ دین میں شامل کیا تھا لیکن غلطی سے اس کی تصحیح نہ ہو سکی تھی۔ اس لئے اب مزید تحقیق کرنے سے جو

حالات ملے ان کو ایک نئی ترتیب اور متعدد اضافوں اور ترمیموں کے ساتھ کتابی صورت میں تذکرہ ابو منصور ماتریدی کے نام سے پیش کیا جارہا ہے۔ اس کتاب میں امام ابومنصور ماتریدی کے احوال و کمالات و تصنیفات اور آپ کے اساتذہ، تلامذہ اور بعض علماء متکلمین ماتریدیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور بہت سے مسائل و فوائد اور فرائد بھی جمع کر دئے ہیں۔ حتی الامکان کوشش کی گئ ہے کہ غلطیاں نہ ہوں لیکن پھر بھی املاء وغیرہ کی غلطیوں کا ہونا ممکن ہے۔ اور راقم الحروف کو اپنی کم علمی، بے بضاعتی کا پورا پورا اقرار اور احساس ہے۔ گویا اسی موقع و محل کے مطابق امام شرف الدین بخاری نے فرمایا ہے:

من بعجز و قصور معترفم ★ نے چو نادان و احمق و خرفم

میں اپنی کمزوری اور کوتاہی کا اقرار کرتا ہوں، ناسمجھ اور بیوقوف اور بے عقل شخص کی طرح نہیں ہوں

پیش ازیں گفتہ اند اہل سلف ★ عذر مَنۡ صَنَّفَ قَدِ اسۡتَهۡدَفَ

اس سے پہلے گذشتہ لوگوں نے عذر بیان کیا ہے کہ جس نے تصنیف کی بیشک وہ نشانہ بن گیا

لیک بقدر خویش کوشیدن ★ بہ زبیکاری و خموشیدن

لیکن اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرنا، بیکار اور خاموش رہنے سے بہتر ہے

راقم الحروف کے نہایت ہی محترم جناب الحاج، پیر طریقت صوفی نور محمد نقشبندی صاحب کے صاحبزادے فاضل نوجوان شہباز احمد نے اس کتاب کی اشاعت میں خصوصی تعاون کیا ہے۔ رب کائنات انہیں ایمان اور جان کی سلامتی عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ راقم الحروف کی اس ناتمام سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور سب معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنے نیک بندوں کی محبت پیدا فرمائے اور اپنے نیک مقبول بندوں کی معیت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (سورہ آل عمران ۱۹۳)۔

اے ہمارے رب۔ پس بخش دے ہمارے گناہ اور مٹا دے ہم سے ہماری برائیاں اور (اپنے کرم سے) موت دے ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (سورت ابراھیم ۴۱) اے ہمارے رب۔ بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مؤمنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔ آمین

دعاؤں کا طالب: ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

مصطفی منزل، ۸۵ بی بلاک کشمیر کالونی، جہلم۔ پاکستان۔

حال مقیم 8 کاسل سٹریٹ برائر فیلڈ، لنکا شائر۔ برطانیہ۔

۱۴۳۸ھ ۲۰۱۶ء

باب اول: فتح ترکستان (ماوراء النہر) کی فتح وظہور اسلام

ترکستان ایشیا کا مشہور ملک ہے جسے قدیم زمانے میں توران اور تاتار کہا جاتا تھا۔ یہ افغانستان کے شمال میں واقع ہے۔ سمرقند اور بخارا وغیرہ اس کے مشہور شہر ہیں۔ توران ہی کو ماوراء النہر (دریا کے پار) کہتے ہیں۔ چونکہ ترکستان اور ماوراء النہر دریا جیجون (آمو دریا) کے پار ہے، اسی لئے اہل عرب نے اس علاقہ کو ماوراء النہر کہنا شروع کیا (فیروز اللغات ص ۲۳۶) یعنی وہ سارا علاقہ جو دریاء جیجون کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ بخارا، خوارزم اور تاشقند اس علاقے کے مشہور شہر ہیں۔

ترکستان کا نام توران ہے، چنانچہ صاحب اضواء علی تاریخ توران لکھتے ہیں: توران ای ترکستان وما وراء النھر اصل سکانھا من ذریة ترك بن یافث، وکان ترك ولیی عھد والدہ وسمت الارض باسمہ ترکستان ولکن فی عھد سلطنة فریدون التی ظلت خمس مائة عام ظھرت تسمیة ایران وتوران

بدلا من ترکستان (ص ۲۵)۔

ترجمہ: توران یعنی ترکستان اور ماوراء نہر ہے۔ اس کے اصلی رہنے والے ترک بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ اور ترک اپنے والد یافث کا جانشین تھا، اور اسی کے نام سے اس زمین کا نام ترکستان رکھا گیا۔ اور لیکن فریدون کی سلطنت میں جو پانچ سو برس رہی تھی تو اس کا نام ترکستان کی بجائے ایران اور توران نام مشہور ہو گیا تھا۔

قبائل ترکستان

(۱) اوزبک یہ لوگ ترکی اور فارسی بولتے ہیں، (۲) تاجیک۔ یہ لوگ فارسی بولتے ہیں، (۳) قیدغیز یہ لوگ ترکوں سے ہیں اور پہاڑوں میں رہتے ہیں، مواشی چراتے ہیں و گندم بوتے ہیں اور پہاڑوں میں زندگی گذارتے ہیں۔

(۴) قزاق یہ لوگ ترکی بولتے ہیں اور جہاں پانی اور گھاس ہو وہاں ٹھہر جاتے ہیں، یہ اصحاب مواشی اور گھوڑے چراتے ہیں (اضواء علی تاریخ توران ترکستان ص ۱۷ مختصرا)۔ ترکستان کے دو حصے ہیں ایک مغربی ترکستان دوسرا مشرکی ترکستان اور مغربی ترکستان میں بخارا، سمرقند اور تاشقند وغیرہ شہر ہیں (موجودہ وسط ایشیا تاشقند سمرقند بخارا اوزبکستان میں ہیں)۔ ترکستان میں زیادہ تر ترک قومیں آباد تھیں۔ اور یہ ترک بن یافث بن نوح علیہما السلام کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ حاشیہ شرح عقائد میں ہے کہ یہ قوم اقلیم شمال کے زمینی حصہ میں آباد ہے۔ ترک یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا اور اس کی اولاد کو ترک کہتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ لوگ مسلمانوں کے کفار سے بھی زیادہ دشمن تھے (ملخص تاریخ اسلام)۔ پھر اسلام لانے کے بعد یہی لوگ داعی اسلام بن گئے۔

ترکستان میں ظہور اسلام

اسلام پہلی صدی ھجری (۲۲ھ) بمطابق ساتویں صدی عیسوی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فاتحین عرب کے ساتھ شمالی آزربائیجان میں داخل ہو گیا تھا، اور حضرت بکیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اس فوج کے سپہ سالار تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمان اور آگے بڑھ گئے اور داغستان اور مغربی ترکستان میں داخل ہو گئے۔
پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۵۴ھ کو عبیداللہ بن زیاد کی سرکردگی میں ترکستان فتح ہوا تھا۔ ۵۵ھ میں عبیداللہ بن زیاد کی جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا گیا۔ اور انہوں نے بخارا کی فتح وصلح کے بعد سمرقند کا رخ کیا اور وہاں کے باشندگان نے بھی صلح کرلی۔ ان سے سات لاکھ سالانہ (روپیہ) خراج مقرر کیا گیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ ترکستان میں اسلام پھیلنے لگا۔ مگر اسلام کی حقیقی پیش قدمی کا آغاز ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں ہوا کہ ۸۶ھ کو قتیبہ بن مسلم کی سرکردگی میں سمرقند، بخارا، خوارزم، تاشقند فتح ہو گئے تھے اور ۹۶ھ میں کاشغر بھی فتح ہو گیا تھا۔ غرضیکہ دس سال کے عرصہ میں پورا مغربی ترکستان فتح ہو گیا تھا۔

ترکستان میں عرب قبائل کا ورود

ترکستان کے علاقوں اور شہروں میں ظہور اسلام کے ساتھ ہی عرب قبائل وفاتحین کا دخول بھی شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے مختلف علاقوں اور شہروں میں عرب آباد ہو گئے تھے، پھر وہاں کے باشندے اسلام میں داخل ہونے کے ساتھ ہی عربوں کے رنگ میں رنگے تھے اور عربی زبان اور عربی تہذیب ان کی تہذیب بن گئی تھی۔ یہاں تک کہ وہاں کے اکثر شرفاء یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ عربی نسل ہیں کہ ان کے اجداد مسلم بن عبدالملک کے ساتھ آئے تھے اور یہاں ہی کے ہو کر رہ گئے تھے (ملخص از روس میں مسلمان قومیں)۔
یہی وجہ ہے کہ ماوراء النہر کے شہروں میں بڑے بڑے محدثین، مفسرین، متکلمین، مئورخین اور

معقولی اور منقولی علماء پیدا ہوئے جو عربی زبان میں یدطُولیٰ رکھتے تھے۔ اور اسی خطہ سے کافی تعداد میں صوفیاء اور علماء ھندوستان میں چلے گئے تھے اور بعض علماء ریاست جموں کشمیر کے مختلف شہروں میں جاکر اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ ترکستان (ماوراء النہر) کے بلاد میں پہلی صدی ھجری کو اسلام کا پرچم لہرانے لگا تھا۔ اور وہاں کی بت پرست بدھ مت مذہب اور دھریہ قومیں اسلام میں داخل ہونے لگی تھیں۔ اسی طرح یہ تمام شہر اسلام کے مرکز بن گئے تھے۔ بالخصوص سمرقند اور بخارا دنیائے اسلام کے عظیم مرکز تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ترکستان اس دور میں دینی علوم کے لحاظ سے رشک حجاز وعراق بن گیا تھا (روس میں مسلمان قومیں)۔

ترکستان میں مختلف حکومتیں

ترکستان پر عرب ۱۷۵ برس (۹۶ھ تا ۲۶۱ھ) حکمران رہے ہیں۔ سامانی خاندان نے ۲۶۱ھ سے ۳۹۵ھ تک (ایک سو بتیس برس) حکومت کی، آخران کا اقتدار بھی ۵۲۸ھ میں ختم ہو گیا، کیونکہ ہمیشہ بادشاہی رب کائنات کے لئے سزاوار ہے اور وہی ملکوں کا مالک ہے۔
اَب اس کے بعد سلجوقیوں کی قسمت کا ستارہ ۱۳۳ برس حکومت کرنے کے بعد ۵۲۸ میں ستارہ بھی ڈوب گیا۔ پھر خوارزمی بادشاہوں کے ہاتھ میں اقتدار آگیا اور وہ ۸۹ برس (۵۲۸ھ بمطابق ۱۱۳۳ء سے ۶۱۷ھ بمطابق ۱۲۱۸ء) تک حکومت کرتے رہے (روس میں مسلمان قومیں ملخص)۔ اس پانچ سو سال کی مدت میں عظیم الشان اسلامی کارنامے سرانجام دئے تھے۔ لاتعداد مدارس ومساجد تیار کی گئیں اور علماء کثیر تعداد میں اپنی زبان وقلم اور علم وعمل سے اشاعت اسلام میں معروف رہتے تھے، مگر اس کے ساتھ آپس میں فروعی مسائل میں اختلاف، مناظرے، مجادلے اور جھگڑے بھی ہوتے رہے۔

فتنہ چنگیزی

علاءالدین خوارزم کے دور میں (ساتویں صدی ھجری، ۶۱۷ھ) سب سے بڑا فتنہ اٹھا، جس کی وجہ سے ترکستان کے دینی مراکز تباہ و برباد ہوگئے۔ اس کو فتنہ چنگیزی کہا جاتا ہے۔ اس چنگیز خان نے علماء و محدثین کو شھید کردیا، تمام مدارس و مسجدیں گرا اور جلادیں۔ کتب خانے تباہ کردئے گئے اور اسلام کے آثار ونشان کو ختم کردیا گیا۔ ماوراءالنہر کے بلاد پر قبضہ کرنے کے بعد چنگیزی فتنہ سارے وسط ایشیا میں پھیل گیا تھا۔ آخر کار چنگیز خان ۶۲۴ھ میں مرگیا اور پھر ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ کو اس کے پوتے ہلاکو خان نے معتصم باللہ کے زمانہ میں وزیر بے ضمیر ابن علقمی رافضی کی سازش کی بناء پر بغداد پر فوج کشی کی اور دارالاسلام کو بھی برباد کیا۔ کتابیں دریا دجلہ میں بہادیں اور علماء قتل کردئے گئے۔ بغداد جو اسلام کا مرکز اور گہوارا تھا اس کو تباہ و برباد کردیا۔ اس زمانہ میں سیاسی اختلاف شدید ہونے کے ساتھ ساتھ مذھبی اختلاف بھی بے حد تھے۔ تمام مذھبی علماء آپس میں اختلافی مسائل پر لڑتے تھے، شیعہ سنی اختلاف بھی شدید تھے۔ شیخ نصیرالدین طوسی اس وقت ہلاکو خان کا قابل اعتماد مشیر تھا۔

ترکستان کی تباہی کچھ کم نہ تھی مگر بغداد کی بربادی سے اسلام کو اس قدر نقصان پہنچا کہ اب تک اس کی تلافی نہیں ہوسکی۔ ماوراءالنہر کے شہروں میں ہر جگہ چنگیزی تاتاری قابض ہوگئے تھے۔ ۷۶۵ھ کو تیموری حکومت قائم ہوئی اور ۸۰۷ھ یا ۸۵۷ھ کو تیمور فوت ہوگیا اس کے بیٹے اور پوتے تحت حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے جھگڑے۔ آخر ترکستان سے تیموری خاندان کی حکومت ۹۵۶ھ کے زمانہ میں ختم ہوگئی کیونکہ ہمیشہ بادشاہی اللہ تعالی ہی کے لئے ہے جو باقی ہے۔

ترکستان کی خودمختار حکومتیں

(۱) دولت صفاریہ (۲) دولت علویہ طبرستان میں (۳) دولت طولونہ مصر میں (۴) دولت سامانیہ ایران میں (۵) آل حمدان (۶) دولت زیاریہ (۷) اور دولت اخشدیہ جن کا تفصیل

سے بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ مگر اس جنگ اقتدار سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی لحاظ سے یہ دور نہایت افراتفری اور ابتری کا تھا اور یہ مزکورہ سات خودمختار حکومتیں خلفاء بنی عباس کی حکمرانی وخلافت کو تسلیم تو کرتی تھیں اور ان کے ناموں کا خطبہ بھی پڑھا کرتی تھیں لیکن کسی خلیفہ کے حکم کو ہرگز نہیں مانتی تھیں۔ آخر خلافت عباسیہ کا جو عہد زوال ۲۴۸ھ کو شروع ہوا تھا وہ ۲۶۱ھ کو خلافت عباسیہ کے ساتھ ہی ختم ہوگیا۔ اس آخری دور زوال میں متعدد واقعات پیش آئے ان میں سے ایک بڑا اندوناک واقعہ فرقہ قرامطیہ کا تھا جو کہ امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑی ازمائش تھی۔ یہ فتنہ ۲۷۸ھ کو پیدا ہوا اور طویل عرصہ تک رہا۔ آخر حق تعالی نے اس فتنہ سے اہل اسلام کو نجات دی۔

سامانی دور حکومت

دور خلافت کے زوال کے بعد ترکستان میں جو پہلی آزاد حکومت قائم ہوئی وہ سامانی خاندان کی حکومت تھی (جو اسد بن سامان کی اولاد سے تھے)۔ یہ ماوراءالنہر خراسان اور ایران پر حکومت کرنے لگے۔ اس وقت ان کا دارالخلافہ بخارا تھا۔ سامانیوں نے ۲۶۱ھ سے لے کر ۳۹۵ھ تک یعنی ۱۳۰ سال تک حکومت کی۔ اس عرصہ میں ان کے دس حکمرانوں نے بادشاہی کی تھی اور ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

(۱) نصر اول (۲) نصر دوم (۳) احمد کو فرغانہ پر مقرر کیا (۴) اسماعیل کو ھرات پر مقرر کیا (۵) نوح کو سمرقند پر مقرر کیا: اول (۶) یحیی کو طاش قند پر مقرر کیا

اسی نوح اول بادشاہ کے زمانہ میں امام صاحب (رحمہ اللہ) کا وصال ہوا تھا۔ آپ نے غالباً ۷۱ برس تک سامانی حکمرانوں کا دور دیکھا اور اسی میں عمر کا طویل حصہ گزار دیا۔ سامانی عہد میں علم وادب کی دل کھول کر سرپرستی کی گئی لیکن اس دور میں بڑی خصوصیت فارسی زبان کی ترقی ہے کہ اَب تک مسلمان جس قدر کتابیں لکھتے تھے وہ عربی زبان میں تھیں۔ جو لوگ عرب نہیں

تھے جیسے ایرانی اور ترک وہ بھی عربی ہی میں کتابیں لکھتے پڑھتے تھے سامانی بادشاہوں نے فارسی کو فروغ دیا۔ سامانی دور میں جو دینی دستور مدون کیا گیا تھا اس کے متعلق ترکستان نامہ فارسی کے محشی لکھتے ہیں تدوین دستور دینی درزمان سامانیاں بزبان ہائے عربی وفارسی بنام ابوالقاسم سمرقندی مزکور دراین داستان بہمراہ اسم ابومنصور ماتریدی کہ مدافع عمدہ مذھب حقہ علیہ معتزلہ وقرامطایان بودہ (ترکستان نامہ ج ا ص ۵۶۸)۔

کہ سامانیوں کے زمانہ میں جو اسلامی دستور اور قانون مدون اور تیار کیا گیا تھا اس کے تیار کرنے والوں میں ابوالقاسم سمرقندی کا نام بھی امام ابومنصور ماتریدی کے ساتھ اس میں مزکور ہے اور امام ابومنصور ماتریدی معتزلہ اور قرامطوں کے خلاف مذہب حق کی مدافعت فرماتے تھے۔

اس اجمال کی کچھ تفصیل یوں ہے کہ یہ حکومت سمانیہ ۶۲۱ء میں ماوراء النہر میں قائم ہوئی۔ اپنے مورث اعلیٰ اسد بن سامان کے نام پر خاندان سامانی کہلاتا ہے۔ نصر بن احمد بن اسد سامانیوں کی آزاد حکومت کا پہلا حکمران ہے۔ ماوراء النہر کے علاوہ موجودہ افغانستان اور خراسان بھی اس حکومت میں شامل تھے۔ اس کا دارالحکومت بخارا تھا۔ سامانیوں نے ۳۹۵ھ تک یعنی کل ۱۴۳ سال حکومت کی۔ اس عرصہ میں ان کے دس حکمران ہوئے۔ ان میں سب سے مشہور اور اچھا حکمران اسماعیل سامانی (۲۷۹ھ تا ۲۹۵ھ) تھا۔ اسماعیل بڑا نیک مزاج اور عادل بادشاہ تھا۔

نصر دوم کا عہد علم وادب کی سرپرستی کی وجہ سے ممتاز ہے۔ اور اس کے لڑکے نوح اول کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے بخارا میں ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا تھا جس میں ہر علم وفن کی کتابوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کمرے مخصوص کیئے تھے۔

اور سامانی بادشاہوں نے اَب فارسی زبان کی سرپرستی شروع کر دی کیونکہ وہ خود فارسی بولتے

تھے۔ چنانچہ فارسی کا پہلا بڑا شاعر رودکی، اسماعیل کے پوتے نصر باشاہ کے (۳۰۱ھ تا ۳۳۱ھ) کے دربار کا شاعر تھا۔ اسی زمانہ میں طبری کی مشہور تاریخ اور تفسیر کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ مشہور فلسفی فارابی اور ابن سینا کا بھی ابتدائی تعلق سامانی دربار سے تھا۔ علماء میں علم کلام کے ماہر امام منصور ماتریدی متوفی ۳۳۰ھ اور صوفیوں میں ابونصر سراج متوفی ۳۷۸ھ، ۹۸۸ء بھی اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی لکھی ہوئی کتاب اللمع عربی میں ہے اور علم تصوف کی بنیادی کتابوں میں شمار کی جاتی ہے (ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ ص ۲۴۳، ۲۴۴)۔

مفتی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ، ماوراء النہر عربی لفظ ہے جس کے معنی دریاء کے اس پار کے ہیں، النہر سے مراد دریاء آمو ہے جس کا قدیم نام جیحون تھا۔ یہ افغانستان کو روس کی تھیائی ہوئی مسلم ریاستوں سے الگ کرتا ہے۔ دریا کے جنوب میں افغانستان اور شمال میں ترمز اور بخارا اور سمرقند کا علاقہ ہے۔ یہ علاقہ تاریخ اسلام کی عہد ساز شخصیتوں کا وطن تھا یہاں سے جلیل القدر محدثین ومفسرین، فقہاء، مجتہدین، نابغہ روزگار متکلمین مایہ ناز مسلم سائنسدان وحکماء اور مشہور عالم حکمران سیاسی رہنما فوجی جرنیل اور بابرکت اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ علماء ماوراء النہر کی علمی تحقیقی کاوشوں سے اسلامی علوم وفنون کے ذخائر آج بھی جگمگا رہے ہیں۔ حدیث اور فقہاء کے مشہور امام مجتھد حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور قرآن کریم کے بعد دین اسلام کی صحیح ترین کتاب صحیح بخاری کے مئولف امام بخاری (رحمہ اللہ) اور احادیث کی صحاح ستہ میں سے مشہور کتاب جامع ترمزی کے مؤلف کا مسکن یہی سرزمین تھی علم کلام کے مشہور امام ابومنصور ماتریدی جیسے ارباب علم وفضل کا وطن بھی یہی علاقہ (سمرقند) تھا۔

ابونصر فارابی (رحمۃ اللہ علیہ) اور ابن سینا (رحمۃ اللہ علیہ) جیسے حکماء اور شیخ خواجہ بہاء الدین نقشبند اللہ جیسے اولیاء اللہ بھی اسی سرزمین میں پروان چڑھے تھے۔ یہاں مسلمانوں کے دور انحطاط میں بھی روسی کیمنیسٹوں کے قبضہ سے پہلے کوئی شہر اور قصبہ دینی درسگاہ سے خالی نہ تھا۔

ہزاروں مدارس موجود تھے صرف بخارا میں آٹھ سو مدارس تھے جن میں تقریباً چالیس ہزار طلبہ دینی تعلیم مفت حاصل کر رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو مٹا دینے کی ہر ممکن روسی کوشش کے باوجود وہاں اَب بھی صورتحال یہ ہے کہ بوئے یمن آج بھی اس کی ہواؤں میں ہے۔ رنگ حجاز آج بھی اس کے نواوں میں ہے (سویت یونین کی مسلم ریاستیں اور جہاد افغانستان)۔

ترکستان ستاروں کی زمین

ماوراء النہر سے مراد، بخارا، سمرقند، نسف، اسبیجاب، ججند، تاشقند، اوشجد، خوارزم، کاشغر کے شہر ہیں۔ ماوراء النہر کا ذکر ایک حدیث میں بھی آیا ہے (مشکوۃ شریف علامات قیامت فصل ۲)۔ اور بلاشبہ ماوراء النہر (ترکستان) میں بے شمار اور لاتعداد فقہاء احناف پیدا ہوئے ہیں۔

ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں:

امیر المحدثین امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، ولادت ۱۹۲ھ، وفات ۲۵۶ھ، نصر بن محمد السمرقندی، متوفی ۳۷۵ھ، امام مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، متوفی ۲۶۱ھ، ابوداؤد السجستانی متوفی ۲۷۵ھ، امام ابوعیسیٰ بن سورۃ الترمذی متوفی ۲۷۹ھ، امام محمد بن علی حکیم ترمذی متوفی ۳۲۰ھ، امام ابوبکر قفال الشاشی طاشقندی متوفی ۳۶۵ھ، ملک العلماء ابوبکر بن مسعود الکاسانی متوفی ۵۸۷ھ، شمس الدین محمد سرخسی متوفی ۵۹۲ھ، فخر الدین محمد قاضی خان اوزجندی متوفی ۵۸۳ھ، سراج الدین اوشی صاحب بدء الامالی متوفی ۸۱۹ھ، شیخ الاسلام برھان الدین علی مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، علامہ محمود زمخشری متوفی ۵۳۸ھ، عبدالقاھر جرجانی متوفی ۴۷۱ھ، علامہ میر سید شریف جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ، علامہ صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود متوفی ۷۴۷ھ، شیخ سدید الدین کاشغری متوفی ۷۰۵ھ، علامہ محمود کاشغری متوفی ۴۶۶ھ، ابوالبرکات عبداللہ نسفی متوفی ۷۱۰ھ، ابونصر محمد بن محمد فارابی متوفی ۳۳۹ھ، ابوعلی سینا بخارا متوفی ۴۲۸ھ، ابوزید احمد بلخی متوفی ۳۲۲ھ، ابوعبد

اللہ محمد بن موسی خوارزمی متوفی ۲۳۲ھ۔ رحمہم اللہ۔

اور ان کے علاوہ بے شمار علماء ہوئے ہیں جن کی تفصیل القند فی ذکر علماء سمرقند میں ہے۔

اس لئے اس خطہ ارض کو چاند (ستاروں) کی زمین کہنے میں ہرگز مبالغہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایک عربی شاعر نے ترکستان کے متعلق لکھا ہے۔

عُلَمَاءُ الْاِسْلَامِ کَانُو بُدُوْرًا ۔۔۔ وَسَمَاءُ الْبُدُوْرِ تُرْکِسْتَانُ

اِنْ اَرَدتَّ الدُّنْیَا تَرَی الْمَجْدَ فِیْھَا ۔۔۔ قَدْ اُقِیْمَتْ لِصَرْحِھَا الْاَرْکَانُ

اَوْ اَرَدْتَّ الدِّیْنَ الْحَنِیْفَ تَجِدْہُ ۔۔۔ وَھُوَ لِلْبِرِّ وَالْھُدَی عُنْوَانُ

وَطَنُ الْمُسْلِمِیْنَ دُنْیَا وَدِیْنًا ۔۔۔ وَتَتَغَنِّیَ بِفَضْلِھَا الْاَزْمَانُ

ترجمہ: علماء اسلام چودھویں کے چاند تھے۔ اور ترکستان ان چاندوں کا آسمان تھا۔ اگر تو دنیا کی خواہش کرے تو تجھے یہاں بزرگی و شرف نظر آتا۔ اس کے محل کے لئے عظیم ستون کھڑے کئے گئے تھے۔ اور اگر تو دین حنیف کی تمنا کرتا تو وہ بھی تجھے یہاں ملتا۔ ترکستان نیکی اور ہدآیت کا عنوان و پتہ ہے۔ ترکستان مسلمانوں کا دینی و دنیوی وطن تھا۔ زمانے والے اس کی برتری کا گیت گاتے رہے تھے (روس میں مسلمان قومیں)۔

علماء کرام کے علاوہ صوفیاء کرام بھی وہاں بکثرت ہوئے ہیں چنانچہ ڈاکٹر حسن احمد محمود لکھتے ہیں

وقد دخل الصوفية ميدان دعوة الى الاسلام فى بلاد الترکستان فی عهد السامانيين تغلغل نفوذهم بين الاتراك الغربيين اولا ثم اسظقوا الى الاتراب الشرقين (اسلام فی اسیا الوسطی ص ۱۷۳)۔ صاحب سمرقند و بخاریٰ کی بازیافت لکھتے ہیں کہ ترکستان (اور ماوراء النہر) کے علماء و صلحاء کا علمی و دینی فیض سارے عالم اسلام کو پہونچا۔ حدیث شریف میں مام بخاری اور امام ترمذی، امام نسائی جیسے اولین ائمہ حدیث پیدا ہوئے۔ فقہ اور فلسفہ میں بھی اس علاقہ کو امتیاز حاصل ہوا۔ فقہ کی عظیم کتاب 'المبسوط' کے مصنف

امام سرخسی اور ایک دوسرے بڑے مصنف فخر الدین بن منصور صاحب فتاویٰ قاضی خان، پھر مشہور امام و فقیہ امام مرغینانی صاحب هدایه، ان کے علاوہ علاء الدین محمد بن احمد سمر قندی صاحب تحفة الفقهاء اور امام ابو بکر محمد بن اسماعیل بن قفال الشاشی صاحب اصول الشاشی اسی علاقہ کے تھے۔ مشہور امام طب و فلسفہ ابن سینا صاحب کتاب الشفاء فی الطب، مشہور فلسفی ابو نصر فارابی اور علم کلام کے امام ابو منصور ماتریدی اسی علاقہ کے تھے۔ تصوف وتزکیہ کے عظیم ترین شیوخ خواجہ بهاء الدین نقشبند، اور خواجہ عبید اللہ احراء اسی علاقہ کے تھے۔ اسی طرح امام ابو بکر کاسانی صاحبِ بدائع الصنائع، امام ابو البرکات عبد اللہ نسفی صاحبِ تفسیر مدارک التنزیل، علامہ عبد الرحمان تمیمی دارمی سمر قندی صاحبِ مسند دارمی اسی علاقہ کے تھے۔ اور اسی علاقہ سے متصل جنوبی خطہ میں اسماعیل بن حماد جوھری جو کہ لغت عربی کی بنیادی کتاب الصحاح کے مصنف ہیں اور بلند پایہ محدث وامام مذہبِ فقہ امام احمد بن حنبل اور عظیم عالم و بزرگ حضرت عبد اللہ بن مبارک، حضرت فضیل بن عیاض، مشہور عالم فقہ اسحاق بن راھویہ 'مروٗ' کے تھے جو اوزبکستان سے جنوب میں علاقہ ترکمانستان میں واقع ہے۔ اور ترکستاب کے خوارزمی خطے میں تفسیر کے عظیم مصنف علامہ زمخشری صاحبِ تفسیر کشاف اور عظیم ادیب ابو بکر خوارزمی، بلاغت وادب کے مشہور مصنف علامہ یوسف سکاکی صاحب مفتاح العلوم اور علامہ سعد الدین التفتازانی صاحبِ مختصر المعانی اور مشہور جغرافیہ داں ابو ریحان البیرونی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کی کتابیں اسلامی علوم وفنون کی امهات الکتب ہیں اور اسلامی مدارس وجامعات کے نصاب میں اب تک داخل ہیں اور علوم اسلامیہ کی دنیا میں سکۂ رائج الوقت بنی ہوئی ہیں (سمرقند و بخاریٰ کی بازیافت، ص ۳۴)۔

فقہاءِ احناف کی کثرت

یہ تو مختلف مکاتب فکر کے علماء تھے۔ اور فقہاء احناف بھی بکثرت تھے جن کی وجہ سے احکام شرعیہ جاری کئے۔ اور ماوراء النہر (ترکستان) میں زیادہ فقہ حنفی کے پیروکار تھے۔ کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی تعداد ۸۸۰ سے زائد تھی یعنی بکثرت تھے جو مختلف بلاد سے حصول علم کے لئے آتے تھے اور وہ دنیا کے مختلف شہروں میں پھیل گئے۔ اور پھر تبلیغ کرتے رہے۔ دنیا کا کوئی ملک اور کوئی شہر ایسا نہیں تھا جس میں امام صاحب (رحمہ اللہ) کے شاگرد رشید نہ ہوں۔ اسی طرح مشرقی علاقہ کے مختلف شہروں میں امام صاحب کے تلامذہ تھے جن کی وجہ سے علم فقہ حنفی کو عروج حاصل ہوا مثلاً سمرقند، بخارا، بلخ، ہرات، سرخس، کرمان، مرو، نساء، رے، نھاوند، ہمدان، استر آباد، حلوان، اصفهان، حرجان طبرستان، صغانیان، ترمز، قھستان، سجستان، خوارزم وغیرہ۔ شہروں میں امام صاحب (رحمہ اللہ) کے لاتعداد شاگرد تھے جنہوں نے فقہ حنفی کو فروغ دیا اور عرصہ دراز تک یہ علماء عظام کا سلسلہ جاری رہا اور بڑے بڑے فقہاء کرام پیدا ہوئے۔ چنانچہ صاحب نبراس لکھتے ہیں وَنَشَأَ فِي بِلَادِ مَاوَرَاءِ النَّهْرِ أَئِمَّةٌ عِظَامٌ لَا يُحْصٰى عَدَدُهُمْ عَلٰى مَذْهَبِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَبِي حَنِيْفَةَ وَمُقْتَدَاءُهُمْ فِي الْكَلَامِ هُوَ الْإِمَامُ عَلَمُ الْهُدٰى أَبُوْ مَنْصُوْر مَاتُرِيْدِيْ وَمَاتُرِيْدُ مَنْ قُرَى سَمَرْقَنْد وَهُمْ يُسَمُّوْنَ الْمَاتُرِيْدِيَّةَ (نبراس ص ۲۴۲)۔ اور ماوراء النہر کے شہروں میں بڑے بڑے امام پیدا ہوئے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب امام اعظم ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کے مذہب پر تھے اور علم کلام وعقائد میں ان سب کے امام علم الهدیٰ ابو منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) تھے۔ اور ماترید سمرقند کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے۔ اور ان سب علماء کو ماتریدیہ کہتے ہیں (کیونکہ وہ کلام وعقائد میں امام ابو منصور ماتریدی کے تابع تھے)۔ حراسان اور بلاد ماوراء النہر میں ترشکل میں پھیلے تھے

بالخصوص عہد سامانی میں حنفی مذہب نے زیادہ ترقی کی تھی ان بلاد میں مذہب حنفی امام ابومنصور ماتریدی اوران کے شاگردوں کی وجہ سے دور دراز تک حنفی مذہب پہنچ گیا تھا۔امام ابومنصور ماتریدی کے بڑے بڑے علماء اور مفکرین پیرو کار رہتے تھے۔امام ابوحنیفہ کے بعد امام ابومنصور ماتریدی مؤسس اور بانی مبانی تھے اوراس کے اطراف کے شہروں میں (مقدمہ ابومنصور ماتریدی)۔غرضیکہ وسط ایشا میں مغربی ترکستان اسلامی تہذیب وتمدن کا عظیم مرکز رہا ہے۔
انیسویں سدی عیسوی کے آخر تک مغربی ترکستان پر روسی قابض ہو گئے تھے اور ترکستان کی وحدۃ کو ختم کر کے پانچ اشترا کی جمہوریتوں کا نام دیا۔
(۱) قازقستان (۲) اوزبکستان دارالخلافہ تاشقد (۳) کرغیزستان (۴) ترکمانستان دارالخلافہ عشق آباد (۵) تاجیکستان ۔(اوزبکستان میں سمرقند، بخارا اور اشقند ہے)۔

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کا مزار

سمرقند اوزبکستان کے شہروں میں سے بہت بڑا شہر ہے اور یہی دارالخلافہ رہا ہے اس میں بڑے بڑے علماء وصوفیا ہوئے ہیں جن کو سمرقند کی نسبت سے یاد کیا جاتا ہے۔حضرت قثم بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کا مزار شریف بھی یہاں ہی ہے جو انتہائی مشہور ومعروف اور مرجع خلائق ہے۔حضرت قثم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے چچازاد بھائی تھے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیٹے تھے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بھائی اور آپ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر سے پیدا ہوئے تھے۔ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن جعفر اور حضرت قثم رضی اللہ عنہما دونوں کھیل رہے تھے تو نبی ﷺ وہاں سے گزرے تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے اور قثم رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا۔اور دونوں کیلئے دعا فرمائی۔حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے آخر نبی ﷺ سے الگ ہوئے تھے،یعنی لحد مبارک میں نبی ﷺ کو اتارنے کے بعد سب سے آخر میں یہی خوش نصیب

باہر نکلے تھے۔اور حضرت قثم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا آخری دیدار کیا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورخلافت میں ان کو حاکم مکہ بنادیا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک اسی جگہ مامور رہے پھر حضرت قثم رضی اللہ عنہ سعید بن عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیلئے سمرقند گئے اور آپ وہاں ہی راہ خدا میں شہید ہو گئے اور سمرقند ہی میں آپ کو دفن کیا گیا۔اور آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ * لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

میں نیک لوگوں سے محبت رکھتا ہوں حالانکہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔شاہد کہ اللہ تعالی مجھ کو صلاحیت عطاء فرمائے (نیک بنادے اور ان کے زمرہ میں شامل کرلے)

باب دوم: حیات امام اہل سنت وجماعت ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ)

امام ابومنصور ماتریدی کی ولادت

امام ابومنصور ماتریدی سمرقند کے ماترید (گاہوں) میں پیدا ہوئے۔اسی لئے آپ کو امام ابو منصور ماتریدی کہا جاتا ہے۔ **والماتریدی نسبة الی القریة التی ولد بها وتسمی ماترید او ماتریت و ماترید او ماتریت قریة من قری سمرقند فی بلاد وماوراء النهر ویرادبه ماوراء بجیخون واحیانا تضاف سمرقند فیقال الشیخ الامام علم الهدی ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی** (مقدمہ کتاب التوحید ص ۱)۔اور ماتریدی اس گاؤں کی طرف نسبت ہے جس میں آپ پیدا ہوئے اوراس کو ماترید یا ماتریت بھی کہا جاتا ہے۔یہ سمرقند کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے یا گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔کبھی سمرقند کی جانب منسوب کیا

جا تا ہے تو کہا جا تا ہے شیخ امام علم الہدیٰ ابو منصور محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی۔ ماترید کو دو
طریقوں سے پڑھا جاتا ہے، ماترید یا ماتریت۔

**والماتریدی نسبة الی ماترید بضم التاء او فتحها ویقال لها ماتریت
قریة قرب سمرقند** (امام ابو منصور ماتریدی)۔ اور ماتریدی نسبت ہے ماترید کی طرف
اور اس کو تا کی پیش (ماتُرید) اور ماتَرید پڑھا جاتا ہے۔ اور اُس کے لئے کہا جاتا ہے کہ
ماتریت سمرقند کے قریب ایک گاؤں ہے۔

ابوسعید عبدالکریم لکھتے ہیں **مضیت الیها غیر مرة خرج منها جماعة من العلماء
والفضلاء** (الانساب ج۱ ص۱۵۵) کہ میں ماترید کی طرف کئی دفعہ گیا تھا، اس میں علماء وفضلاء
کی ایک بڑی جماعت ہوئی ہے۔ ان میں سے **ابو نصر الفتح بن ابی حفص ماتریدی،**
ابوبکر محمد بن محمد بن حسان ماتریدی اور قاضی امام ابوالحسن علی (رحمت اللہ علیہم)۔

ابوسعید عبدالکریم لکھتے ہیں **هذه النسبة الی محله من حائط السمرقند یقال لها
ماتریت ویقال بالدال ایضا ماترید مضیت الیها غیر مرة خرج منها
جماعة من العلماء والفضلاء منهم ابو الفتح ابن ابی حفص الماتریدی**
(الانساب ج۱۲ ص۲)۔ ماتریدی سمرقند کے ایک محلہ کی طرف نسبت ہے جس کو ماتریت کہا جاتا
ہے اور اس کو دال کے ساتھ ماترید بھی پڑھا جاتا ہے۔ میں (ابوسعید عبدالکریم) اس کی طرف
سے کئی مرتبہ گزرا ہوں۔ ماترید میں علماء وفضلاء کی ایک جماعت پیدا ہوئی ہے اور ان میں سے
ابونصر الفتح بن ابوحفص ماتریدی ہیں۔ اور یہاں ہی امام ابو منصور ماتریدی پیدا ہوئے اور اسی
وجہ سے اس جگہ کو مشہوری حاصل ہوئی۔ اور ماترید میں اور بھی بڑے بڑے علماء وفضلاء پیدا
ہوئے ہیں۔ اور یہ سمرقند کا محلہ اور گاؤں تھا اور یہ جمہوریہ ازبکستان میں ہے۔ یہ محلہ اور گاؤں
اس زمانے میں تھا۔ اب تو یہ بڑے شہر میں تبدیل ہو گیا، ہو گا۔ واللہ عالم۔

اور سمرقند میں علماء فضلاء اور مشائخ کافی تعداد میں ہوئے ہیں۔ امام ابو منصور ماتریدی سمرقندی
کے علاوہ بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) امام ابو القاسم حکیم اسحاق السمرقندی

(۲) امام ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراهیم سمرقندی (متوفی ۳۷۵ھ) یہ بہت
بڑے مفسر محدث فقیہ واعظ ہوئے ہیں۔ آپ نے تقریباً اکیس کتابیں لکھیں ہیں۔ ایک تفسیر
میں جو 'بحر العلوم' کے نام سے مشہور ہے، گیارہ کتب فقہ میں، تین زهد ورقائق میں، چھ کتب
اصول دین میں ہیں۔ آپ کی تفسیر بحر العلوم فتاوی نوازل، تنبیہ الغافلین، خزانۃ الفقہ اور
بستان العارفین بڑی مشہور اور معروف کتابیں ہیں۔ اور آپ ابو اللیث السمرقندی کے نام سے
بہت مشہور ہیں۔

(۳) امام اسحاق سمرقندی

(۴) امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل سمرقندی

(۵) امام ابو نصر محمد بن عثمان سمرقندی

(۶) امام محمد بن عبد الجلیل السمرقندی

(۷) امام علامہ عبد الرحمان دارمی سمرقندی صاحبِ مسند دارمی رحمہم اللہ۔

علماء سمرقند کا تذکرہ **القند فی ذکر علماء سمرقند** میں ہے۔

امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش

علم الھدی، امام المتکلمین، رئیس المفسرین ابو منصور محمد بن محمد بن محمود بن محمد ابو منصور ماتریدی
سمرقندی انصاری (رحمہ اللہ) تعالیٰ۔ تاریخ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔ بعض نے لکھا
ہے کہ امام ابو منصور ماتریدی تقریباً ۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اس لئے کہ آپ نے اپنے شیخ
نصیر بن یحییٰ بلخی (متوفی ۲۶۸ھ) سے علم حاصل کیا تھا تو شیخ نصیر بن یحییٰ کی وفات کے وقت

امام ابومنصور ماتریدی کی عمر تقریباً دس برس ہوگی۔ اور امام ابومنصور ماتریدی کی وفات ۳۳۳ھ میں ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر ۸۵ برس ہوگی۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے امام محمد بن مقاتل رازی (متوفی ۲۴۸ھ) سے بھی علم حاصل کیا تھا تو شیخ محمد بن مقاتل رازی کی وفات کے وقت آپ کی عمر دس برس ہوگی۔ اگر امام ابومنصور ماتریدی کی ولادت ۲۳۸ھ میں ہو۔ اس صورت میں آپ کی عمر ۹۵ برس ہوگی۔ یہ ایک قیاس و اندازہ ہے۔ یقینی طور پر تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہے اس لئے کہ تمام صاحبان طبقات الحنفیہ اور سوانح نگار تاریخ ولادت کے بارہ میں خاموش ہیں۔

ڈاکٹر فتح اللہ خلیف لکھتے ہیں ولا یذکر احد من المؤرخین تاریخ مولدہ وان کان دکتور ایوب علی یرجح انہ ولد حوالی عام ۲۳۸ھ، لان احد اساتذۃ الماتریدی ھو محمد بن مقاتل الرازی الذی توفی عام ۲۴۸ھ فان صح ذلک یکون الماتریدی قد عاش ما یقرب من المائۃ عام لان المؤرخین متفقون علی انہ توفی عام ۳۳۳ھ، ۹۴۴ء (مقدمہ کتاب التوحید ص ۲)

ترجمہ: اور مؤرخین میں سے (کسی نے) بھی آپ کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں کیا اگرچہ ڈاکٹر ایوب علی صاحب ترجیح دیتے تھے کہ آپ تقریباً ۲۳۸ھ ۸۵۲ء میں پیدا ہوئے اس لئے کہ امام ابومنصور ماتریدی کے اساتذہ میں ایک استاذ محمد بن مقاتل رازی جو ۲۴۸ھ ۸۶۲ء میں فوت ہوئے ہیں۔ تو اگر یہ اندازہ درست ہے تو پھر امام ابومنصور ماتریدی تقریباً سو سال زندہ رہے ہیں۔ اس لئے کہ مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ۳۳۳ھ ۹۴۴ء میں فوت ہوئے ہیں۔ علامہ طاش کبری زادہ کے سواء اس اجماع سے کسی نے خروج نہیں کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ ۳۳۶ھ میں فوت ہوئے اور سمرقند میں دفن ہوئے۔

فاضلہ، محققہ فاطمۃ یوسف الخیمی لکھتی ہیں کہ ہم کہہ سکتے ہیں امام ابومنصور ماتریدی

(رحمہ اللہ) تقریبا ۲۳۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور امام ابوالحسن اشعری سے بیس سال قبل تو اس حساب سے تقریبا سو سال عمر ہوگی کیونکہ اس اندازہ کے مطابق پیدائش ۲۳۸ھ اور وفات ۳۳۳ھ ہے۔

لعل ھذا یمکننا القول ان ابا منصور الماتریدی قد عاش قرابۃ مئۃ عام اذ ولد علی ما قدرنا سنۃ ۲۳۸ھ تقربیا و توفی سنۃ ۳۳۳ھ و دفن فی سمرقند۔ تارکا تراثا ثرا یھتدی بہ اقرانہ و تلامذہ والاجیال من بعدہ الی الطریق القویم لفھم القران العظیم والسنۃ الشریفۃ وعقیدۃ اھل السنۃ (مقدمہ تاویلات اھل السنۃ ص ۸)۔

نام ونسب وکنیت والقابوں کی کثرت

امام المتکلمین عمدۃ المفسرین امام الائمہ ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی (رحمہ اللہ) کے سلسلۂ نسب کے حوالے سے بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ آپ کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت ابوایوب خالد بن زید بن کلاب انصاری رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جن کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سترہ ماہ تک قیام پزیر رہے تھے۔ یہاں اس سلسلہ میں چند حوالے ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:

(۱) ڈاکٹر فتح اللہ خلیف تحریر فرماتے ہیں لا نعرف شیئا عن والدیہ ولا عن احد من اسرتہ وان کان المؤرخون یذکرون آن نسبہ یرجع الی ابی ایوب خالد بن زید بن کلیب الانصاری وھو الذی نزل علیہ رسول اللہ ﷺ حین ھاجر للمدینۃ ولذلک نجد الامام البیاضی یذکر الانصاری صراحتا عند ذکر اسم الامام الماتریدی حیث یقول الامام ابو منصور محمد بن

محمود الماتریدی النصاری (مقدمہ کتاب التوحید ص ۲)۔ ترجمہ: ہم آپ کے والدین اور آپ کے خاندان کے کسی فرد کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے اگرچہ مؤرخین ان کا نسب بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابوایوب خالد بن زید بن کلیب انصاری تک پہنچتا ہے، وہ ابو ایوب جن کے پاس نبی ﷺ اس وقت اترے (مہمان بنے) تھے جب آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ اور اسی لئے ہم علامہ احمد بیاضی کو پاتے ہیں کہ وہ امام ابو منصور ماتریدی کا نام ذکر کرتے ہوئے صراحتاً آپ کے انصاری ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔

۲) امام کمال الدین احمد بیاضی الحنفی (متوفی ۱۰۹۷ھ) لکھتے ہیں الامام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی الانصاری (اشارت المرام ص ۲۳)۔ ترجمہ: امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی انصاری (رحمہ اللہ) تعالیٰ۔ بعض نے آپ کے سلسلہ نسب میں محمود کے بعد محمد نام بھی لکھا ہے۔

۳) علامہ سید مرتضیٰ زبیدی (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں ووجدت فی بعض المجامیع بزیادة محمد بعد محمود و بالانصاری فی نسبه فان صح ذلك فلا ریب فیه فانه ناصر السنة قامع البدعة ومحی الشریعة کما ان کنیته تدل علی ذلك ایضا (اتحاد السادة المتقین ج ۱ ص ۵)۔

اور میں نے بعض مجامیع میں محمود کے بعد لفظ محمد کی زیادتی پائی ہے (کہ محمد بن محمد بن محمود بن محمد اور آپ کے نسب میں انصاری کی نسبت ہے تو اگر صحیح ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سنت کی مدد کرنے والے، بدعت کو مٹانے والے شریعت کو زندہ کرنے والے تھے جیسا کہ آپ کی کنیت ابومنصور بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

۴) هو ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی الانصاری الذی ولد حوالی سنة ۲۳۵ھ و توفی ۳۳۳ھ (مقدمہ تاویلات اہل

السنة)۔

ترجمہ: وہ امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی انصاری جو تقریباً سنہ ۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

۵) قیل ان نسب الماتریدی یرجع الی ابی ایوب خالد بن کلیب الانصاری وهذه النسبة شریف له ودلیل علو قدر اسرته وشرف نسبه اذ انها تنتهی الی ابی ایوب الانصاری وهو الذی نزل علیه رسول الله ﷺ حین هاجر الی مدینة (مقدمہ تاویلات اہل السنة)۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی کا نسب حضرت ابوایوب خالد بن کلیب انصاری کی طرف لوٹتا ہے اور یہ آپ کے لئے نسبت شریفہ ہے اور آپ کے خاندان کے لئے بلند مرتبہ ہونے کی دلیل ہے اور آپ کے نسب کی شرافت ہے جبکہ ان کا نسب ابوایوب انصاری تک منتہی ہوتا ہے وہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جن کے پاس نبی ﷺ اترے تھے جبکہ آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

۵) کتاب التوحید (مطبوعہ مکتبۃ الارشاد استانبول) کے محقق لکھتے ہیں هو الامام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی الانصاری۔

فالماتریدی نسبة الی ماترید، وهی محلة بسمرقند، فی جمهوریة اوزبکستان وقد لقبه اصحابه بالقاب مختلفة؛ فهو امام الهدی، وعلم الهدی وهو امام المتکلمین وهو مصحح عقائد المسلمین، وهو رئیس اهل السنة. فهذه الاوصاف والالقاب تومی الی ما للرجال من مکانة فی نفوس اصحابه، والی دور بارز تحقیق له فی نصرة السنة والدفاع عنها، حیث نهض الماتریدی فی الاقالیم الشرقیة من العالم الاسلامی،

ونهض ابو الحسن الاشعري فی الاقاليم المتوسطة لمجابهة ذوی
الافکار المتطرفة (مقدمہ کتاب التوحید تاریخ المذاہب الاسلامی)۔

۶)امام نجم الدین ابوحفص عمر نسفی (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں الشیخ القاضی الامام ابو
الحسن الماتریدی وهو علی بن الحسن بن علی بن محمد بن عفان بن الفضل
بن زکریا بن عثمان بن عفان بن خالد وهو ابو ایوب الانصاری رضی اللہ
عنه کانت ام ابیه بنت الشیخ الامام ابی منصور الماتریدی (رحمه
الله) وداره فی سکة البادین وتوفی یوم الاثنین السادس والعشرین من
شهر ربیع الاول سنة احدی عشرة خمسائیة ودفن بجاکردیزه عند ابیه
الشیخ الامام الحسن الماتریدی یقرب الشیخ الامام ابی منصور (القند
فی ذکر علماء سمرقند ص ۴۱۹)۔

ترجمہ: شیخ قاضی امام ابوالحسن ماتریدی (سے مراد) علی بن الحسن بن علی بن محمد بن عفان بن
الفضل بن زکریا بن عثمان بن عفان بن خالد (سے مراد) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہ ان
کے والد کی والدہ امام ابومنصور ماتریدی کی نواسی تھی۔ قاضی ابوالحسن علی امام ابومنصور ماتریدی
کے نواسے تھے اوران کا گھر سکہ بادین میں ہے اورآپ ۲۶ ربیع الاول ۱۱ھ میں فوت ہوئے
اوران کوان کے والد شیخ امام الحسن ماتریدی کے نزدیک شیخ ابومنصور ماتریدی کے قرب میں دفن
کیا گیا۔

۷)اورامام ابوسعید عبدالکریم سمعانی (المتوفی ۵۶۲ھ) رقمطراز ہیں، والقاضی الامام
ابو الحسن علی بن الحسن بن علی بن محمد بن عفان بن علی بن الفضل زکریا
بن عثمان بن عفان بن خالد بن دید بن کلیب الماتریدی وخالد هو ایوب
الانصاری کانت امه بنت الشیخ الامام ابی منصور ماتریدی۔ وتوفی

ابو الحسن فی شهر ربیع الاول سنة احدی عشرة وخمس مائة ودفن بجا
کردیزه احدی مقابر سمرقند (الانساب ج ۵ ص ۱۵۵) اورقاضی ابوالحسن علی بن
حسن بن علی بن محمد بن عفان بن علی بن فضل بن زکریا بن عثمان بن عفان بن خالد بن زید
کلیب ماتریدی اور خالد سے مراد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں اور قاضی ابوالحسن
علی والدہ ماجدہ شیخ امام منصور ماتریدی کی صاحبزادی تھیں اور قاضی ابوالحسن علی نے ماہ ربیع
الاول ۵۱۱ھ میں وفات پائی اورانکو جاکردیزہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا جو کہ سمرقند کے
قبرستانوں میں سے ایک قبرستان ہے۔

امام ابوالحسن علی بن حسن (رحمہ اللہ) کا سلسلہ نسب آٹھ واسطوں سے حضرت ابوایوب انصاری
سے مل جاتا ہے۔ تو یہ دلیل ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ انصاری خاندان سے
تھے۔

۸)علامہ محی الدین ابومحمد عبدالقادر قرشی، صاحب الجواہر المضیہ تحریر فرماتے ہیں علی بن
حسین بن علی بن محمد بن عفان بن علی بن الفضل بن زکریا بن عثمان بن
خالد بن زید بن کلیب الماتریدی ابو الحسن القاضی سبط شیخ
الاسلام ابی منصور ماتریدی (الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۵۵۳)۔ کہ ابوالحسن قاضی شیخ
الاسلام ابومنصور ماتریدی کے نواسہ تھے۔

محقق کتاب التوحید لکھتے ہیں: لقد وردت العبارة فی هامش کتاب التوحید
للماتریدی (مخطوطہ کبرج ورقۃ رقم اظ) کالاتی ان الامام ابا منصور رضی الله عنه
فیما بلغنی کان من اولاد ابی ایوب خالد بن زید بن کلیب انصاری رضی
الله عنه۔ وهو الذی نزل علیه رسول الله ﷺ حین هاجر الی المدینة اقام
عنده سبعة عشر شهرا ومات بقسطنطنیة انظر کذلك الانساب

للسمعانی ص ۴۹۸۔ واتحاف السعادۃ للزبیدی ۲ ص ۵ (حاشیہ کتاب التوحید مطبوعہ مکتبۃ الارشاد استانبول ص ۱۰)۔

امام ابومنصور ماتریدی کی کتاب التوحید مخطوطہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ بیشک امام ابومنصور رضی اللہ عنہ اس روآیت کے مطابق جو مجھے پہنچی ہے حضرت ابوایوب خالد بن کلیب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ وہ ابوایوب انصاری جن کے پاس نبی کریم ﷺ اترے تھے، جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور سترہ ماہ آپ ﷺ ان کے پاس ٹھہرے تھے۔ حضرت ایوب انصاری قسطنطنیہ میں فوت ہوئے تھے۔ دیکھئے کتاب علامہ سمعانی کی الانساب اور علامہ زبیدی کی اتحاف السعادۃ۔

امام کمال الدین احمد البیاضی (رحمہ اللہ) اور دیگر علماء کے اس انتساب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھے ان ہی دلائل وشواھد کی بناء پر امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے نام کے ساتھ انصاری لکھتے ہیں۔

۹۵ھ میں قتیبہ بن مسلم کی فتح سمرقند کے بعد متعدد قبائل عرب اس سرزمین ترکستان میں وارد ہوئے تھے جو مختلف شہروں میں آباد ہو گئے تھے اور قبائل عرب کا یہ دستور تھا کہ اپنے خاندان سے رشتہ لیتے اور دیتے تھے۔ امام ابومنصور ماتریدی کی صاحبزادی کا رشتہ اسی خاندان میں دیا تھا جو انصاری تھا۔

ولا شك ان شرفاء العرب كانوا يراعون الكفأة فى الزواج فى البلاد النائية (الانساب)۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بے شک شرفاء عرب دور دراز ے ملکوں اور شہروں میں عقد نکاح میں برابری کا لحاظ کیا کرتے تھے۔

اس لئے بعض علماء اس لئے بعض علماء تحقیق کو ترجیح دیتے ہیں کہ قوی احتمال یہی ہے کہ آپ عربی الاصل ہیں۔ اور حضرت ابوایوب انصاری کے خاندان سے ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

اور بعض محققین کا خیال ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی عربی النسل والاصل نہیں ہیں بلکہ آپ ترکی الاصل ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کی عربی مشکل اور جملوں کی ترکیب مغلق ہے۔ اور اس میں ترکی اور فارسی الفاظوں کی امیزش ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربی الاصل نہیں ہیں، بلکہ ترکی الاصل ہیں۔

کتاب التوحید (مطبوعہ دار الارشاد استانبول) کے محققین لکھتے ہیں وقد ظهرت القاطعة التى تشير بوضوح كامل الى استحالة كون الامام ابى منصور الماتريدى عربى الاصل.... لذلك لا نستطيع استبعاداً الاحتمال الذى يودى بنا الى القول يكون الماتريدى تركى الاصل (مقدمہ کتاب التوحید ص ۱۱ مطبوعہ مکتبۃ الارشاد استانبول ۱۴۲۲ھ)

تاویلات القرآن (مطبوعہ دار الارشاد استانبول) کے محققین لکھتے ہیں وهناك احتمال كبير بان الامام ابا منصور الماتريدى كان من اصل تركى (مقدمہ محقق تاویلات القرآن ص ۵۷)

نیز لکھتے ہیں ومن المحتمل جدا ان ابا منصور الماتريدى كان من اصل تركى (المقدمہ ص ۱۴ ج ۱۸) بڑا اور قوی احتمال یہ ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی الاصل میں ترکی ہیں۔ خیال رہے کہ امام ابومنصور ماتریدی کے دور میں زیادہ فارسی زبان بولی جاتی تھیں اس لئے بعض غیر عربی الفاظ عربی میں استعمال ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ عربی الاصل نہیں ہیں۔ آپ عربی الاصل ہیں یا ترکی الاصل۔ (واللہ اعلم)۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حسب و نسب کا وہ مرتبہ نہیں ہے جو ایمان، علم اور تقوی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (سورہ حجرات ۱۳)۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ تم میں سے وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ حضرت مولانا جامی فرماتے ہیں:

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی — کہ دریں راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

ابومنصور کنیت ہے

تمام کتابوں میں آپ کی کنیت ابومنصور بیان کی گئی ہے اور یہی زیادہ مشہور بھی ہے۔لیکن بعض نے آپ کی کنیت ابونصر بھی بیان کی ہے۔چنانچہ کتاب منية المصلي و غنية المبتدی فصل في زلة القاری کے ص ۴۴۹ پر ابونصر الماتریدی لکھا ہے۔اور علامہ وصی احمد سورتی متوفی ۱۳۳۴ھ نے حاشیہ میں امام ابوالنصر کا جو ترجمہ لکھا ہے وہ بعینہ امام ابومنصور ماتریدی کا ترجمہ ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں، ابونصر ماتریدی سے مراد محمد بن محمد بن محمود امام متکلمین، مصحح عقائد مسلمین ہیں۔انہوں نے ابوبکر احمد جوزجانی سے انہوں نے ابوسلیمان سے انہوں نے امام محمد سے علم حاصل کیا اور آپ سے حکیم قاضی اسحاق بن محمد سمرقندی، علی رستغفنی اور ابومحمد عبدالکریم بن موسی بزدوی نے علم پڑھا۔آپ کی تصنیفات میں سے کتاب التوحید، کتاب المقالات، کتاب اوھام المعتزلہ و رد اصول خمسہ لابی محمد باھلی، و رد الامامة لبعض الروافض والرد علی القرامطہ و ماخذ الشرائع فی الفقہ وغیرہ ہیں۔۳۳۳ھ میں وفات پائی (التعلیق المجلی ص ۴۳۸، حاشیہ ص ۷)۔اس ترجمہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں ابونصر سے امام ابومنصور ماتریدی مراد ہیں۔اور اسی طرح منیة المصلی کی شرح الکبیری اور شرح الصغیری میں بھی مذکور ہے۔ہوسکتا ہے منیة المصلی کے نسخہ میں کاتب کی غلطی سے ابونصر لکھا گیا ہو۔جمہور علماء کے نزدیک امام ابو منصور ماتریدی کی کنیت ابومنصور ہی ہے جیسا کہ طبقات الحنفیہ اور دیگر کتابوں میں ہے (واللہ علم)۔ابومنصور کنیت رکھنے کی کیا وجہ تھی؟ کیونکہ آپ کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا۔

وان كان يفهم من تلقيب الماتريدي بأبي منصور انه كان لديه ابن بهذا الاسم، الا ان الماتريدي يقول لدى تفسيره احدى الآيات حول معاني

الالقاب: ان القب ابي منصور يمكن ان يطلق عرفا على شخص لم ينجب اولادا ذكورا على امل ان يصبح لديه ولد ويحمل هذا الاسم (مقدمہ تاویلات القرآن ص ۲۳)۔

القابوں کی کثرت

امام ابومنصور ماتریدی کی کنیت ابومنصور نام محمد بن محمد بن محمود ہے۔اور آپ کے علم و فضل اور کمالات کی وجہ سے آپ کی پیروی کرنیوالوں اور ماننے والوں نے بڑے بڑے القاب دئے ہیں جو امام ابومنصور ماتریدی کی فضیلت و بزرگی پر دلالت کرتے ہیں۔مثلاً علم الهدى، امام متكلمين، امام الهدى، امام العقائد والتفسير، فقيه، فقيه اعظم، فقيه مجتهد، شيخ الاسلام، مناظر، متكلم ومفكر، شيخ، شَيْخُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ امام اهل السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ رئيس اهل السنة وَالْجَمَاعَةِ۔ مهدى هٰذِهِ الْاُمة۔ ناصر السنة وقامع البدعة۔ محيى الشريعة۔ مصحح عقائد المسلمين (کتاب طبقات الحنفیہ)۔شیخ اہل سنت و جماعت، امام اہل سنت و جماعت، سردار اہل سنت و جماعت، اس امت کے مھدی، سنت کی مدد کرنے والے، بدعت کو مٹانے والے، شریعت کو زندہ کرنے والے اور مسلمانوں کے عقائد کو درست کرنے والے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا (رحمہ اللہ) تعالیٰ فرماتے ہیں علم الهدى رئيس اهل السنة والجماعة الشيخ الامام ابو منصور قدس الله تعالىٰ روحه (فصل الخطاب ص ۸، ۱۶۷)۔امام اهل السنة، شيخ الاسلام۔ قدوة اهل السنة۔ رافع اعلام السنة والجماعة رئيس اهل السنة والجماعة۔ قامع البدعة۔ مُحيِ السنة امام اہل سنت، شیخ الاسلام، اہل سنت جماعت کے پیشواء، سنت کا علم بلند کرنے والے، اہل

سنت و جماعت کے سردار عقائد و نظریات کی بدعت کو مٹانے والے، سنت کو زندہ کرنے والے۔ امام الوراء، علم الھدٰی، شیخ ابو منصور ماتریدی (عبدیہ شرح عقائد نسفیہ ص ۴۴)۔ علامہ فتح اللہ خلیف فرماتے ہیں وَكُلُّهَا تَدلُّ عَلَى مَكَانَتِهِ عِنْدَ اَصْحَابِهِ وَمَنْزِلَتِهِ عِنْدَهُمْ فی العلم وَجِهَادِهٖ فِي نُصْرَةِ السُّنَّةِ وَالدِّفَاعِ عَنِ الْعَقِيْدَةِ وَاِحيَاءِ الشريعة (مقدمہ کتاب التوحید)۔ آپ کے القاب سے ایک لقب امام الھدی ہے اور امام ابواللیث نصر السمر قندی متوفی ۳۷۵ھ رحمہ اللہ کو بھی امام الھدی کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ بھی اپنے وقت کے ھدایت کے امام و رہنما تھے۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ سورۃ اللھب کی آیت نمبر ا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے عام کنیت کی وجہ تسمیہ، یوں ذکر کی ہے۔ وَذٰلِكَ لِاَنَّ هٰذِهِ الْكُنٰى اِنَّمَا تُذْكَرُ فِي الْمُتَعَارَفِ عَلٰى وَجْهِ التَّفَاؤُلِ كَمَا يُقَالُ: اَبُوْ مَنْصُوْرٍ عَلٰى رِجَاءِ اَنْ يُّوْلَدَ لَهُ اِبْنٌ يُسَمِّيْهِ مَنْصُوْرًا۔ (تاویلات القرآن)۔

امام ابومنصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) کو جو القاب دئے گئے ہیں ان میں سے ایک لقب رئیس ہے جس کا معنی ہے علماء سمرقند کے سردار یا علماء اہل سنت کے سردار۔ چنانچہ علامہ علاء الدین ابوبکر محمد سمرقندی متوفی ۵۳۹ھ فرماتے ہیں رئیسھم الشیخ الامام ابو منصور الماتریدی۔ (میزان الاصول فی نتائی العقول)

شیخ الامام الزاھد رئیس اھل السنة ابو منصور الماتریدی السمرقندی و رئیسھم الشیخ الامام الاجل ابو منصور الماتریدی الشیخ الامام الزاھد رئیسھم اھل السنة ابو منصور الماتریدی سمرقندی (میزان الاصول فی نتائی العقول)۔

ابوالثناء محمود لامشی لکھتے ہیں مشائخ سمرقند و رئیسھم الشیخ ابو منصور

ماتریدی (اصول فقہ)۔ مشائخ سمرقند اور ان کے سردار شیخ ابو منصور ماتریدی۔

معلوم ہوا کہ امام ابومنصور ماتریدی علماء و مشائخ سمرقند کے سردار تھے کہ وہ سب آپ پر اعتماد کیا کرتے تھے۔ غالباً اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء اہل سنت دو جماعتوں میں منقسم تھے علماء سمرقند علماء بخارا اور ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق اس میں بھی ان دو جماعتوں کا شدید اختلاف ہوا تھا۔

امام ابومنصور ماتریدی کے اساتذہ کرام

حضرت امام ابومنصور ماتریدی سمرقندی حنفی نے جن اساتذہ سے علم تفسیر و تجوید، علم حدیث و فقہ علم اصول الدین اور علم کلام و دیگر علوم حاصل کئے تھے۔ وہ یکتائے روزگار تھے اور وہ اپنے زمانہ کے نامور اساتذہ تھے۔ انہوں نے دنیائے اسلام میں حنفیت کو فروغ دیا تھا۔ وہ صرف مساجد و مدارس کے استاد نہیں تھے بلکہ وہ مجاھدین اسلام بھی تھے۔ آپ کے اساتذہ کی صحیح تعداد تو معلوم نہیں ہو سکی مگر بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱) ابونصر احمد بن العباس عیاضی (رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابونصر احمد (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھے۔ چنانچہ علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں: اِنَّهٗ اَحْمَدُ بْنُ الْعَبَّاسِ بِنِ الْحُسَيْنِ بِنِ جَبَلَةَ بِنِ غَالِبِ بِنِ جَابِرِ بِنِ نَوْفَلِ بِنِ عَيَّاضِ بِنِ سَعْدِ بِنِ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِي الْفَقِيْهُ السَّمَرْقَنْدِيُّ (اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۵)

ترجمہ: ابونصر احمد بن عباس بن حسین بن جبلۃ بن غالب بن جابر بن نوفل بن عیاض بن یحیی بن قیس بن سعد بن عبادہ انصاری ہیں۔ آپ فقیہ السمرقندی کے نام و لقب سے مشہور تھے۔ علامہ ادریسی نے تاریخ سمرقند میں ذکر کیا ہے کہ آپ بہت بڑے علم و فضل والے تھے اور

تقوی و بزرگی میں ان کی مشابہ و مثل کوئی بھی نہیں تھا۔ آپ ترک کفار کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے۔ وَرَغَمَ اَنَّ اَبَا نَصْرِ الْعَیَاضِیَّ کَانَ شَیْخًا لِلْمَاتُرِیْدِیِّ فَاِنَّہٗ کَانَ یَجْلِسُ مَعَہٗ فِیْ حَلْقَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ اَحْمَدُ الجوزجانی فَقَدْ تَخَرَّجَا مَعًا فِیْ خَلْقَۃٍ (مقدمہ کتاب التوحید ص ۴)۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے جو بہت فاضل و فقیہ تھے۔ ابو بکر احمد العیاض اور ابو محمد العیاض (اتحاف السادۃ شرح احیاء ص ۵)۔ ابو محمد بہت بڑے مجاھد تھے۔ جب آپ دشمنوں کے مقابلہ میں تیر مارتے تو نشانہ پر لگتا تھا، اگر آپ ہزار تیر برساتے تو سب ہی نشانہ پر لگتے تھے۔ ابونصر عیاض علیہ الرحمۃ کو اور آپ کے صاحبزادہ ابو محمد کو ترکوں نے قید کر لیا اور سواگرہ کی جنگ میں دشمنوں نے دونوں کو گرم پانی والے برتن میں ڈال کر شہید کر دیا۔ جواھر مضیہ میں امام العیاضی کے ذکر میں ہے لَمَّا تُشْهِدَ خَلَفَ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِہٖ کَانُوْا مِنْ اَقْرَانِ ابی المنصور الماتریدی۔ جب ابونصر عباس شہید ہوئے تو اپنے پیچھے انہوں نے چالیس شاگرد ایسے چھوڑے جو سب ابو منصور ماتریدی کے جوڑے کے تھے۔

آپ نے امام منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے ساتھ یہی علم فقہ ابو بکر احمد اسحاق جوزجانی سے سیکھی اور انہوں نے ابی سلیمان موسی جوزجانی سے اور انہوں نے امام محمد بن شیبانی سے فقہ پڑھی تھی۔ اور آپ شہید کئے گئے اور آپ کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی سرحد شہر اسبیجاب تھا، تو ابونصر احمد اپنے بیٹے ابواحمد کے ساتھ جہاد کے لئے گئے اور ابواحمد قریب البلوغت تھے۔ کفار نے ابونصر احمد پر قابو پالیا تو انہوں نے ان کو شہید کر ڈالا (حاشیہ نبراس ص ۲۲۹)۔

امام ابو منصور ماتریدی کی دوران تعلیم جو خوبیاں ظاہر ہوتی تھیں۔ ان کی وجہ سے شیخ ابونصر عیاضی بڑی شفقت فرماتے تھے، چنانچہ ابوالمعین نسفی متوفی ۵۰۷ھ لکھتے ہیں ولھذا کان استاذہ الشیخ ابو نصر العیاضی لا یتکلم فی مجالسہ مالم یحضر الشیخ

ابو منصور، فکان کلما راٰہ من بعیدٍ نظر الیہ نظر المتعجب وقال: وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ (سورہ قصص ۶۸)۔

اور اسی لئے آپ کے استاذ شیخ ابونصر العیاض اپنی مجالس میں اس وقت تک کوئی (پڑھنے کی) بات نہیں کرتے تھے کہ جب تک شیخ ابو منصور حاضر نہ ہو جاتے تو جب کبھی آپ کو دور سے آتے ہوئے دیکھتے تو (امام ابو منصور) کی طرف تعجب اور حیرانی سے دیکھتے اور یہ آیت تلاوت کرتے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے اور آپ کا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند فرماتا ہے (جو چاہتا ہے)۔

۲) شیخ ابو بکر احمد بن اسحاق بن صبیح جوزجانی (رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابوالمعین نسفی (متوفی ۵۸ھ) لکھتے ہیں الشیخ ابی بکر احمد بن صبیح الجوزجانی صاحب ابی سلیمان الجوزجانی تلمیذ محمد بن الحسن الشیبانی وکان فی انواع العلوم علی الخصوص والعموم فی الذروۃ العالیۃ والرتبۃ السامیۃ ومن رای تصانیفہ ککتاب فی الفرق والتمیز و کتاب التوبۃ وغیرھما عرف جلالۃ قدرہ الی زماننا ھذا (تبصرۃ الادلۃ ج ۲ ص ۲۵۳)۔

ترجمہ: شیخ ابو بکر احمد بن اسحاق بن صبیح جوزجانی، ابوسلیمان جوزجانی کے شاگرد تھے اور یہ محمد بن حسن کے شاگرد تھے اور یہ بالخصوص تمام علوم کے اقسام میں اور بالعموم بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ اور جو ان کی کتابوں کو دیکھے جیسا کہ الفرق التمیز اور کتاب التوبہ وغیرہ کو وہ جان لے گا آپ کے مرتبہ کو ہمارے اس زمانہ میں کوئی نہ تھا۔ جوزجان شہر بلخ کے پاس واقع ہے۔ یہ علم اصول اور علم فقہ کے جلیل القدر استاد تھے۔ اس زمانہ میں ان کا شہرہ عام تھا، پوری دنیا سے طلبہ حصول علم فقہ و اصول کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔ آپ علوم، اصول و فروع میں جامع تھے اور تمام اقسام علوم میں ان کا بہت بلند مرتبہ و مقام تھا۔ آپ کی کتابیں بڑی مشہور ہیں،

کتاب الفرق والتمیز ، کتاب التوبہ (شرح احیاء ج ۲ ص ۵ حدائق الحنفیہ ص ۱۸۸)۔

بلاشبہ ابوبکر احمد جوز جانی علوم اصول وفروع کے عالم اور جامع تھے اوران علوم کے تمام اقسام میں بلند چوٹی (مرتبہ) پر فائز تھے اوراسی طرح امام ابوبکر احمد جوز جانی اپنے شاگرد امام ابونصر عیاض کے ساتھ اپنے دونوں استادوں کے حلقہ درس میں بیٹھتے تھے۔امام ابوسلمان جوز جانی جوامام محمد بن حسن کے شاگرد اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔علامہ ابن ندیم ذکر کرتے ہیں **ان اباسلیمان الجوزجانی کان ورعا دینا فقیھا محدثا** (مقدمہ کتاب التوحید، الفہرست ص ۲۹۰) کہ ابوسلیمان جوز جانی بہت پرہیزگار، دیندار، فقیہ اور محدث تھے۔**لہٗ کتاب الفرق والتمیز و کتاب التوبۃ** (تاج التراجم ص ۱۰۹)۔آپ کی کتاب الفرق والتمیز اور کتاب التوبہ بڑی اہم ہیں۔آپ کی وفات ۲۶۸ھ میں ہوئی ہے (حاشیہ تبصرۃ الادلۃ)۔

۳) محمد بن مقاتل رازی رحمۃ اللہ علیہ

جنہوں نے امام محمد بن شیبانی اورابومطیع بلخی متوفی ۱۹۵ھ اورابومقاتل سمرقندی سے علم فقہ وکلام پڑھا اورعلم حدیث وکیع بن جراح سے پڑھی تھی۔آپ علم حدیث وفقہ اورعلم کلام کے جامع تھے۔آپ کا وصال ۲۴۸ھ میں ہوا ہے، حدائق الحنفیہ میں سن وفات ۲۴۲ھ لکھا ہے۔ **لقد تولی محمد بن مقاتل الرازی قضاء الری وتتلمذ علی محمد بن الحسن الشیبانی وابو مطیع الحکم بن عبداللہ بلخی، وابو مقاتل حفص بن مسلم السمرقندی کما روی عنہ ابو جعفر الطحاوی، ومن مصنفاتہ المدعی والمدعی علیہ** (طبقات الحنفیہ لابن کمال باشا، ھدیۃ العارفین اسماعیل باشا البغدادی، ابومنصور الماتریدی حیاتہ وآراؤہ العقدیۃ ص ۴۵)۔**ومن مشائخ الماتریدی محمد بن مقاتل الرازی قاضی الری** (مقدمہ کتاب التوحید ص ۳)۔اورامام ابومنصور ماتریدی کے مشائخ میں سے محمد بن مقاتل رازی ری کے قاضی تھے۔

۴) نُصیر بن یحییٰ بلخی (رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابومنصور ماتریدی کے چوتھے استاد معظم امام نصیر بن یحیٰی بلخی (رحمہ اللہ) تھے تھے۔انہوں نے ابوسلیمان بن موسی جوز جانی، ابومقاتل سمرقندی اورابومطیع بلخی سے علم حاصل کیا تھا جو اپنے زمانہ کے مشہور آئمہ دین میں سے تھے۔آپ کی وفات ۲۶۸ھ میں ہوئی ہے۔

خیال رہے کہ ابوبکر احمد جوز جانی، ابونصر عیاض اورنصیر بن یحیٰی تینوں نے امام ابوسلیمان موسی بن سلیمان جوز جانی سے علم پڑھا اور ابوسلیمان جوز جانی نے امام ابویوسف امام محمد بن حسن سے علم حاصل کیا اور محمد بن مقاتل نصیر بن یحیٰی نے ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی اورابومقاتل حفص بن مسلم سمرقندی سے زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔اور محمد بن مقاتل نے بھی امام محمد بن حسن سے علم سیکھا تھا۔اوران ائمہ اربعہ (امام ابویوسف امام محمد بن ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی اورابومقاتل حفص بن مسلم سمرقندی) نے امام ابوحنیفہ سے علوم سیکھے تھے (شرح احیاء، مقدمہ کتاب التوحید)۔

شیخ محمد ابوزھرہ لکھتے ہیں **وقد ثبت قطعا انہ تلقّی علوما الفقہ الحنفی و الکلام علی نصر بن یحییٰ البلخی (المتوفی ۲۶۸ھ)** (تاریخ المذاہب اسلامیہ ص ۱۷۳)۔ختمی طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے حنفی فقہ اور علم کلام کی تعلیم کے سلسلہ میں نصر بن یحییٰ بلخی متوفی ۲۶۸ھ سے حاصل کی۔

خیال رہے کہ بعض نے نصیر بن یحییٰ کو بغیر تصغیر کے نصر بن یحییٰ لکھا ہے (تاریخ المذاہب الاسلامیہ ص ۱۷۳)۔لیکن دیگر تذکروں میں آپ کو نصیر بن یحییٰ بلخی ہی لکھا ہے۔ہوسکتا ہے کہ یہ کاتب کی خطا ہو۔علامہ بلقاسم بن حسن الغالی لکھتے ہیں **و کان من شیوخہ ابو مطیع الحکم بن عبداللہ وابو مقاتل حفص بن مسلم السمرقندی وابو**

سلیمان الجوزجانی وقد کان بارعا فی الفقه الحنفی و الکلام (توفی ۲۶۸ ھ)

(ابومنصور ماتریدی حیاتہ واراءہ ص ۴۷)۔

۵) ابوعوسجة توبة بن قتيبة الهيحمي النحوی الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوعوسجہ توبہ (رحمہ اللہ) بھی امام ابومنصور ماتریدی کے اساتذہ میں سے ہیں۔ چنانچہ ابوحفص نجم الدین عمر نسفی لکھتے ہیں **هو ابو عوسجة توبة بن قتيبة الهيحمي النحوی الاعرابی دخل سمرقند و اقام بها، و کان يذهب مذهب ابی عبيدة معمر بن المثنی فی باب الادب، کان استاذ الشيخ الامام ابی منصور الماتريدی فی الادب روی عنه سيحان بن الحسين ابن حازم المؤدب من محلة اشتابديزة** (القند فی ذکر علماء سمرقند ص ۱۱۵ حاشیہ، تاویلات القرآن ج ۱۴ ص ۳۹)۔ اور امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ نے تاویلات القرآن میں متعدد بار ان کا حوالہ دیا ہے اور ان کے اقوال کو آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ امام ابومنصور ماتریدی کے اساتذہ ومشائخ علم اصول علم فروع علم توحید فرق وتمیز اور علم حدیث کے جامع تھے۔ اس سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی نے اَپنے وقت کے جن علماء وائمہ دین سے مختلف علوم حاصل کئے تھے وہ اصلاح وتقوی اور علم وفضل کے چمکتے ہوئے آفتاب ومہتاب تھے۔ اوران کی تعلیم کا سلسلہ امام المجتهدین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تک منتھی ہوتا ہے جنہوں نے خوداَپنے زمانہ کے جلیل القدر اساتذہ سے علمی فیض حاصل کیا تھا۔ اسی لئے امام اعظم رضی اللہ عنہ بعد میں آنے والے تمام محدثین مفسرین اور فقہاء کرام کے بالواسطہ یا بلاواسطہ سب کے استاد ہیں۔

مام ابومنصور ماتریدی کے اساتذہ کرام علم عقائد وکلام میں جن کتب ورسائل کے پڑھنے پڑھانے اور نقل وروآیت کرنے میں منھمک رہتے تھے وہ وہی کتب ورسائل تھے جو حضرت

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں جن کے نام یہ ہیں: **الفقه الابسط، الفقه الاکبر، کتاب العالم و المتعلم، الوصية مکتوب عثمان البتی، کتاب الرد علی القدریه، الرسالة**۔ یہ سب کتب ورسائل اصول عقائد وکلام میں ہیں ان میں عقائد اهل سنت کا بیان ہے (مقدمہ کتاب التوحید، حیات امام ابومنصور ماتریدی)۔

امام ابومنصور ماتریدی علم تفسیر القرآن الکریم، اصول فقہ، اصول عقیدہ اور اہل بدعت سے ان کے مذاھب کے اختلاف کی وجہ سے مناظرے کیا کرتے تھے۔ اوراس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ابومنصور ماتریدی کے علوم عقلیہ اور نقلیہ کے بڑے ماہر تھے۔ اوران علوم پر آپ کی گہری نظر تھی۔ آپ ماوراء النہر کے شہروں میں مدرسہ امام ابوحنیفہ کے رئیس تھے اور اہل سنت وجماعت کے سردار تھے۔

امام ابومنصور ماتریدی کے اساتذہ کرام کا شجرہ طیبہ

خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۱۳ھ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۲۳ھ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۳۲ھ

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۶۲ھ۔

حضرت شریح القاضی کوفی رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابراھیم نخعی کوفی رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۹۵ھ۔

حضرت حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ تابعی متوفی سنہ ۱۲۰ھ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تابعی متوفی سنہ ۱۵۰ھ۔

امام ابویوسف (رحمہ اللہ) متوفی سنہ ۱۸۲ھ۔

امام محمد بن حسن شیبانی (رحمہ اللہ) متوفی ۱۸۹ھ۔

امام محمد بن مقاتل رازی (رحمہ اللہ) متوفی ۳۲۸ھ۔

امام المتکلمین والمفسرین ابومنصور محمد انصاری ماتریدی (رحمہ اللہ) ۳۳۳ھ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ

امام ابویوسف متوفی ۱۸۲ھ

ابوسلیمان موسی بن سلیمان الجوزجانی متوفی بعد ۲۰۰ھ

ابوبکر احمد بن اسحاق بن صبیح جوزجانی متوفی ۲۶۸ھ

ابونصر احمد بن عباس انصاری العیاضی

امام نصیر بن یحیی بلخی متوفی ۲۶۸ھ

امام الائمہ امام ابومنصور ماتریدی انصاری

شجرہ

ابومطیع الحاکم البلخی متوفی ۱۹۹ھ

ابومقاتل حفص سمرقندی متوفی ۲۰۸ھ

امام محمد بن مقاتل رازی متوفی ۲۲۸ھ

نصیر البلخی متوفی ۲۶۸ھ

الشیخ الفقیہ علم الھدی والمفسرین الماتریدی رَحِمَھُمُ اللّٰہُ عَنْھُمْ

(دین مصطفی۔ امام ابومنصور ماتریدی پی ایچ ڈی)۔

باب سوم: امام ماتریدی کے علم و فضل

امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے بہت سے فضائل اور مناقب علماء کرام بیان فرماتے ہیں چنانچہ علامہ محقق شیخ عبداللہ مصطفی المراغی لکھتے ہیں: وکان ابو منصور الماتریدی قوی الحجة مفحما فی الخصومة دافع عن عقائد المسلمین ورد شبھات الملحدین ونفی عن عقائد کل ما اعتراھا من زیغ وما علق بھا مِن شبه

(الفتح المبین فی طبقات الاصولیین ص ۱۸۲)۔ اور ابو منصور ماتریدی قوی الحجت، دشمن کو ساکت کرنے والے، مسلمانوں کے عقائد کا دفاع کرنے والے، بے دینوں کے اعتراضات وشبہات کا رد کرنے والے تھے، اور ہر اس بات کی نفی کرتے جو کجروی سے پیش کی جائے اور ان کے متعلق پیدا کئے جانے والے شبہات کا رد فرماتے تھے۔

شیخ امام ابوزہرہ مصری (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں: امام ابومنصور ماتریدی کی ولادت سمرقند کی ایک بستی ماترید میں ہوئی۔ یہ حنفی مذہب کے سربرآوردہ فقیہ تھے۔ اس فن میں اتنی مہارت حاصل کرلی کہ مرجع انام بن گئے۔ ماوراء النہر کے لوگ فقہ، اصول فقہ اور جملہ دینی علوم کی تحصیل کے لیے ان کے حضور میں حاضر ہوا کرتے۔ فقہ اور اصول فقہ میں انہوں نے تصنیف وتالیف بھی کی، اول الذکر میں مآخذ الشرائع لکھی، اور ثانی الذکر میں کتاب الجدل۔ پھر علم کلام میں شہرت حاصل کی یہاں تک کہ ایک خاص مسلک کے بانی شمار ہوگئے اور خراسان کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد حلقہ بگوش بن گئی۔ شیخ محمد عبدہ نے عقائد عضدیہ پر اپنی تعلیقات میں فرمایا ہے کہ ماتریدیہ اور اشاعرہ کے مابین تقریباً تیس مسائل میں اختلاف ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک یہ مسائل جزئی اور یہ اختلافات لفظی ہیں۔ ماتریدیہ اور اشاعرہ دونوں نتائج اور مقاصد میں متفق ہیں۔ ماتریدیہ نے علم کلام میں ایک کتاب کعبی معتزلہ کے رد میں لکھی۔ ایک اور کتاب اوہام المعتزلۃ کے نام سے سپرد قلم کی۔ اس کے علاوہ ایک کتاب شیعوں کے رد میں تحریر کی۔ نیز قرامطہ کے رد میں بھی ایک کتاب تحریر فرمائی۔ ۳۳۲ھ میں انتقال ہوا (حیات شیخ ابن تیمیہ)۔

شیخ محمود بن سلمان الکفوی (رحمہ اللہ) (متوفی ۹۹۰ھ) رقمطراز ہیں امام الھدی قدوۃ اھل السنۃ والاھتداء، رافع اعلام السنۃ والجماعۃ قامع لمضالیل الفتنۃ والبدعۃ۔ الشیخ الامام ابو منصور محمد بن محمد الماتریدی

امام المتکلمین ومصحح عقائد المسلمین نصرہ اللہ بالصراط المستقیم فصار فی نصرۃ الدین القویم وصنف التصانیف الجلیلۃ ورد اقوال اصحاب العقائد الباطلۃ لہ کتاب التوحید وکتاب المقالات وکتاب الرد الاوائل للکعبی وکتاب بیان الوھم المعتزلۃ ورد الاصول الخمسۃ لابی محمد باھلی وکتاب رد الامامۃ لبعض الروافض وکتاب الرد علی القرامطۃ وکتاب ماخذ الشرائع فی احوال الفقہ وکتاب الجدل فی اصول الفقہ ولہ کتاب شتی غیر ذلک (کتاب اعلام الاخبار اعلام الاخیار مخطوط ورق ۱۸۱)۔

ترجمہ: ہدآیت کے امام، اہل سنت اور راستہ کے پیشواہ، اہل سنت وجماعت کے جھنڈوں کو بلند کرنے والے، بدعتوں اور فتنوں کی گمراہ کن چیزوں کو مٹانے والے، شیخ امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی، متکلمین کے امام، مسلمانوں کے عقیدوں کو درست کرنے والے، سیدھے راستے پر اللہ نے ان کی مدد کی مضبوط دین کی مدد دینے میں، آپ نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کی ہیں، جھوٹے عقائد والوں کے اقوال کا رد کیا (ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں) (۱) کتاب التوحید (۲) کتاب المقالات (۳) کتاب الرد اوائل الادلۃ للکعبی (۴) کتاب بیان وھم المعتزلۃ (۵) کتاب رد الاصول الخمسۃ لابی محمد الباھلی (۶) کتاب رد الامامۃ لبعض الروافض (۷) کتاب الرد علی القرامطۃ (۸) کتاب مآخذ الشرائع فی احوال الفقہ (۹) کتاب الجدل فی اصول الفقہ اور ان کے علاوہ بھی آپ کی مختلف کتابیں ہیں۔ آپ نے امام ابونصر عیاضی سے علم حاصل کیا اور انہوں نے ابوبکر جوزجانی سے اور انہوں نے ابوسلیمان جوزجانی سے اور انہوں نے امام محمد بن حسن سے، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے تعلیم حاصل کی۔ اور آپ سے قاضی ابوالقاسم حکیم ابو

اسحاق بن محمد سمرقندی اور شیخ امام علی بن سعید رستغفنی اور ابو محمد عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی نے تعلیم حاصل کی۔ (یہ آخر الذکر دونوں) جلیل القدر، امام فخر الاسلام علی بزدوی اور صدر الاسلام ابو الیسر محمد بزدوی کے دادا تھے (کتاب اعلام الاخیار اعلام الاخیار مخطوط ورق ۱۸۱، جزء اول)۔ بعض کہتے ہیں کہ امام ابو محمد عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی ان کے پردادا تھے لیکن کتاب اصول الدین کے ص ۱۴ پردادا لکھا ہے۔

امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کو عقیدت مندوں نے جو بڑے بڑے القاب سے نوازا ہے وہ القاب امام صاحب کی فضل اور بزرگی ظاہر کرتے ہیں اور ان کے مرتبہ اور مقام کی خبر دیتے ہیں۔ علامہ علی عبد الفتاح تحریر فرماتے ہیں ولقد ذکر التمیمی انہ فاق الاقران وتجمل بہ الزمان وشاعت مؤلفاتہ وسارت مصنفاتہ، واتفق الموافق والمخالف علی علو قدرہ وعظمۃ محلہ وطیب بشرہ، فانہ کان من کبار العلماء الاعلام، الذین بعلمھم یقتدی وبنورھم یھتدی، ولذلك کان یعرف عند الائمۃ بامام الھدی، وکان آیۃ فی علم الکلام (امام اھل السنۃ والجماعۃ امام ابومنصور الماتریدی وآراؤہ، الکلامیۃ ص ۱۴)۔

علامہ شہاب الدین ابن فضل اللہ العمری (رحمہ اللہ) (متوفی ۷۴۹ھ) امام ابومنصور ماتریدی کے بارے میں لکھتے ہیں محمد بن بن محمد ابو منصور الماتریدی احد اعلام الدین ومشائخ المسلمین۔ امام کل العالم بعلمہ یقتدون وبنھجہ یھتدون۔۔ کان احد ائمۃ الدنیا فقھا وعلما وورعا وفضلا ودیانۃ وخیرا۔ مقبولا عند الموافق والمخالف مجمعا علی انہ عدیم النظیر وسیف السنۃ وقامع اھل الزیغ والبدعۃ صنف الکتب وفرع علی السنن وذب عن حریمھا وقمع مخالفیھا ووصفہ سیف الحق۔ فقال ابو منصور

الماتریدی الذی غاص فی بحر العلوم فاستخرج دررھا واتی بحجج الدین فزین بفصاحتہ وغزارۃ علومہ غدرھا۔ وقال غیرہ کان المعتزلۃ یلقبون اھل السنۃ بہ وینسبون سالکی طریقۃ ابی حنیفہ فی العقائد والاصول فیقولون ھؤلاء الماتریدیۃ لشدۃ ما یغیظھم شانہ وقوۃ انتصارہ لمذھب اھل السنۃ والجماعۃ بالبراھین الساطعۃ والحجج القاطعۃ ولہ المصنفات الجلیلہ فی الاصول والرد علی اھل الزیغ ومات بعد الاشعری بقلیل وکانت وفاۃ الاشعری سنۃ اربع وعشرین وثلاثمائۃ (مسالک الابصار فی ممالک الامصار الجزء السادس ص ۶۱)۔

علامہ نے امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمہ کی شان میں بڑی محبت وعقیدت کا اظہار فرماتے ہوئے امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کے علم وفضل کے مطابق محبت بھرے القاب دئے ہیں اور ان کی دینی خدمات کے پیش نظر خراج تحسین پیش کیا ہے مگر راقم الحروف نے یہاں حسب ضرورت مختصر عبارت نقل کی ہے۔ معتزلہ امام ابومنصور ماتریدی کے پیروی کرنے والوں کو ماتریدیہ کہتے تھے اور آپ امام ابوحنیفہ کے علم وعقائد وفقہ میں پیروکار تھے۔ امام ابومنصور ماتریدی اپنے زمانہ کے نامور و یکتا روزگار اساتذہ سے مختلف علوم وفنون حاصل کئے تھے اور ان کو علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ صرف تین واسطوں سے حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (متوفی ۱۵۰ھ) کے شاگرد رشید تھے اور عقائد وکلام اور فروع میں امام ابو حنیفہ ہی کے پیروکار تھے۔ اور آپ بڑی بڑی ریاضتیں کیا کرتے تھے اور بعض اوقات ان سے کرامات کا ظہور بھی ہوتا تھا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صاحب کمال اور صاحب کرامت تھے۔

علامہ ابوالمعین نسفی (رحمہ اللہ) (متوفی ۵۰۸ھ) امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے علم و

فضل اور کمال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں وان ما اجتمع عندہ وحدہ من انواع العلوم العلمیة والحکمیة لن یجمع فی العادات الجاریة فی کثیر من المبرزین المحصلین ولھذا کان استاذہ الشیخ ابو نصر العیاضی رحمھما اللہ لا یتکلم فی مجالسہ مالم یحضر الشیخ ابو منصور فکان کلما راہ من بعید نظر الیہ نظر المتعجب وقال ربك یخلق ما یشاء ویختار (تبصرۃ الادلۃ فی اصول الدین ج ا ص ۳۵۹) اور بیشک کہ جن علوم دینیہ اور علوم حکمیہ کے آپ جامع تھے اتنے علوم عادت جاریہ کے مطابق بہت سے حاصل کرنیوالوں میں ہرگز جمع نہیں ہوتے۔ اور اسی لئے آپ کے استاد شیخ ابونصر عیاضی (دونوں پر اللہ کی رحمت ہو) اَپنے درس کی مجلس میں اس وقت تک گفتگو نہیں کرتے تھے جب تک امام ابومنصور حاضر نہیں ہوجاتے تھے۔ تو جب کبھی دور سے امام ابومنصور ماتریدی کو دیکھتے تو تعجب کے ساتھ انکی جانب دیکھتے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے، اور آپ کا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کو بھی اللہ تعالی نے علم وفضل کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے۔ استاذ و شیخ کا کسی شاگرد کی تعریف کرنا اس کی بزرگی کی دلیل ہوتی ہے اسی لئے امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) اَپنے اخلاص عمل اور دینی کارناموں کی وجہ سے زندہ ہیں اور اَپنے نام وکام سے زندہ رہیں گے۔

شیخ محمد ابوزھرہ مصری رحمہ اللہ تعالیٰ: اسلامی تاریخ مذاھب میں ابومنصور ماتریدی کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ماتریدیہ فرقہ محمد بن محمد بن محمود المعروف ابومنصور ماتریدی کی طرف منسوب ہے۔ آپ سمرقند کے محلہ ماترید میں پیدا ہوئے۔ سمرقند ماوراء النہر کے علاقہ میں واقع ہے۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ کی وفات ۳۳۳ھ میں ہوئی ہے۔ امام ماتریدی نے تیسری صدی ھجری کے آخر ثلث (تہائی) میں تعلیم حاصل کی۔ اس دور میں معتزلہ محدثین وفقہا

پر مظالم ڈھانے کے جرم میں ہرجگہ مقصور ومعتوب ہوچکے تھے۔ آپ کی تاریخ ولادت کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ قرائن و اثار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تیسری صدی ہجری کے نصف میں پیدا ہوئے۔ حتمی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ حنفی فقہ اور علم کلام کی تعلیم کے سلسلہ میں نصیر بن یحیی بلخی متوفی (۲۶۸ھ) کے اَگے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ بلاد ماوراء النہران دنوں علم فقہ واصول کے مجادلات ومناظرات کی اماجگاہ تھے۔ ان دنوں احناف وشوافع کے ما بین فقھی مجادلات کی گرم بازاری رہتی۔ مساجد میں بھی مجالس مناظرہ منعقد کرنے سے گریز نہ کیا جاتا تھا۔ اسی دور میں جب محدثین وفقہاء اور معتزلہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے تو ان کی مناظرہ بازی کا مرکز ومحور علم الکلام علم فقہ اور اصول فقہ علم وفنون تھے۔ امام ابو منصور ماتریدی نظری وفکری مسابقت کے میدان میں پہلے پڑے چونکہ آپ حنفی المسلک تھے لھذا آپ کے جولانگاہ فکر ونظر زیادہ تر فقہ، اصول فقہ واصول دین کے علوم ومعارف تھے۔ امام ابومنصور ماتریدی محدثین وفقہاء کی تائید وتوثیق کے لئے کمر بستہ ہوگئے اگرچہ آپ کا طرز وانداز بڑی حد تک اشاعرہ سے جداگانہ نوعیت کا تھا تاہم دونوں کے نتائج اکثر ہم اہنگ ہوتے ہیں، اگرچہ ان میں کلی موافقت ومطابقت نہیں پائی جاتی (تاریخ مذاھب اسلامی اردو ص ۲۹۳)۔

امام ابومنصور ماتریدی کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

امام ابوحفص نجم الدین عمر نسفی حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں وَهُوَ بَلْيَا بن مَلْكَان بن فَالخ بن عَابِر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح صلوات اللہ علیہ۔ ذکر اللہ تعالی فی کتابہ فی قولہ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا (سورہ الکہف ص ۶۵) ظھر بسمرقند مرّاتٍ فی مساجد ومزارات وممن راہ بھا: الشیخ الامام ابو منصور راہ

فی رباط دشت وساله ان یدعو له فدعا له وله روایات عن نبینا محمد ﷺ (القند فی ذکر علماء سمرقند ص ۱۴۱)

اور وہ خضر علیہ السلام بلیان بن ملکان بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اَپنی کتاب کے اس قول میں فرمایا: تو پایا انہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اَپنی طرف سے اور ہم نے سکھایا تھا اس کو اَپنے پاس سے (خاص) علم۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام سمرقند کی مساجد اور مزارات میں کئی بار ظاہر ہوئے اور جن لوگوں نے سمرقند میں حضرت خِضَرْ نبی کو دیکھا اور ان سے ملاقات کی ان میں حضرت شیخ ابو منصور الماتریدی بھی ہیں کہ آپ نے ان کو دشت کی سرائے میں دیکھا اور ان سے سوال کیا کہ آپ کے لئے دعا کریں **فَدَعَالَه** تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کے لئے دعا فرمائی اور آپ کے لئے ہمارے نبی ﷺ کی حدیثیں بھی روآیت کیں۔ یعنی حضرت علیہ السلام نے امام ابو منصور ماتریدی کے لئے دعا کی کیونکہ آپ نے دعا کرنے کی فرمائش کی تھی، تو حضرت خضر علیہ السلام نے اور ہمارے نبی ﷺ کی حدیثیں بھی بیان کیں۔

انبیاء علیہم السلام کی دعا قرب خداوندی کا وسیلہ ہے

امام ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں **وَدَعْوَاتُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اَفْضَلُ وَسَائِلِ تَکُوْنُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَعْظَمُ قُرْبٍ عِنْدَہٗ** (تاویلات القرآن ج ۱۳ ص ۴۰۲ مطبوعہ دار المیزان ترکی)۔ نبیوں کی دعائیں اللہ کے حضور سب سے افضل وسائل ہیں اور اس کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔

امام ابو منصور ماتریدی کا تقوی اور ان کی کرامت

مولانا فقیر محمد جہلمی (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں کہ امام ابو منصور مشائخ کبار میں سے بڑے محقق ومدقق اور متکلمین کے امام عابد زاہد صاحب کرامات بزرگ تھے۔ فقہ میں حنفی المذہب تھے۔ ان کے زمانہ میں مذہب امام ابوحنیفہ کی امامت ان پر منتہی ہوئی۔ آپ کا ایک باغ تھا جس میں خود کام کرتے تھے، اَپنے مہمانوں کو باغ میں سے بے موسم پھل کھلاتے تھے۔ لوگوں نے حیرت کی تو فرمایا کہ میں نے اَپنے دائیں ہاتھ سے کوئی گناہ نہیں کیا اس لئے جو چیز اس کے ذریعہ سے چاہتا ہوں حاصل ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے بادشاہ کے مظالم سے تنگ ہو کر آپ سے شکآیت کی تو گھاس سے کمان اور تنکے سے تیر بنا کر اسی ظالم بادشاہ کی طرف پھینکا۔ معلوم ہوا کہ اسی تاریخ کو قتل کیا گیا۔ **(رحمہ اللہ) رحمۃً واسعہ** (حدائق الحنفیہ)۔ یہ امام ابو منصور علیہ الرحمۃ کی کرامت تھی کہ ظالم سے نجات ملی۔

امام ابو منصور ماتریدی بہت بڑے مناظر تھے

آپ نے اَپنی طویل زندگی میں اسلام کی خدمت کی اور اسلام اور عقائد اسلام کے تحفظ کے لئے بہت سی کتابیں لکھیں۔ کتاب التوحید، تاویلات القرآن اس بات کی شاہد ہیں اور آپ نے اس وقت کے باطل فرقوں کے ساتھ مناظرے بھی کئے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد سعید افغانی لکھتے ہیں **ان رحلات الماتریدی الی البصرة للمناظرة فی العقائد بلغت نحو (۲۲) رحلة**۔ (شیخ الاسلام الانصاری طبع دار التالیف بمصر، تاریخ المذاہب الاسلامیہ ص ۱۷۳)۔ بے شک امام ابو منصور ماتریدی نے مسائل اعتقادیہ میں مناظرہ کرنے کے لئے بصرہ کی طرف بائیس مرتبہ سفر کیا تھا۔ چونکہ یہ امام ابو منصور ماتریدی کے علم وفضل اور کمال کی دلیل تھی اس لئے امام ابو منصور ماتریدی کے کمال کے منکر شمس الدین افغانی نے لکھا ہے کہ یہ دعویٰ کرنا کہ بائیس

مرتبہ مناظرہ کے لئے سفر کئے ہیں۔ یہ ایسا دعوی ہے جو کسی دلیل و برھان سے ثابت نہیں ہے۔ یہ درحقیقت امام ابو منصور ماتریدی کے کمال کو حسد و بغض کی وجہ سے نہ ماننا اور انکار کرنا ہے۔ اور منکر کے پاس بھی اس کے انکار کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلا دلیل ان سفروں کا انکار کیا ہے۔ اگر دلیل ہوتی تو وہ پیش کر دیتے۔ اگر کسی کے علم ناقص میں کسی بات کا علم نہ ہو تو اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

امام ابو منصور ماتریدی ائمہ مفسرین و متکلمین میں سے تھے

بعض سلفی حضرات بعض باتوں کی بنا پر آپ کو صوفیاء میں شمار کرتے ہیں۔ آپ بدعتی صوفیاء میں سے نہیں تھے بلکہ آپ علماء مفسرین، متکلمین اور فقہاء اکرام میں سے تھے اس لئے کہ آپ کشف والھام کو اسباب معرفت میں سے نہیں شمار کرتے اور طبقات صوفیہ میں سے کسی کتاب میں آپ کا ذکر بھی صوفیاء میں نہیں کیا گیا، اور نہ آپ نے کوئی تصوف کی کتاب لکھی ہے، جیسا کہ آپ کی تصنیفات کے ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ محقق تاویلات القران لکھتے ہیں فان الماتریدی لم یرد ذکرہ کاحد المتصوفة فی کتب التصوف علی خلاف صدیقه الحکیم السمرقندی (مقدمہ تاویلات القران ۸) بے شک امام ابو منصور ماتریدی کا ذکر متصوفہ کی طرح تصوف کی کتابوں میں نہیں آیا۔ بخلاف ان کے دوست حکیم سمرقندی کے کہ ان کا ذکر صوفیاء میں کیا جائے۔ آپ علم تفسیر، علم کلام، علم فقہ اور باطل فرقوں کے رد کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ خطۂ ماوراء النہر کے صوفی حنفی ماتریدی تھے جیسے ابوبکر بن اسحاق بخاری الکلاباذی (متوفی ۳۸۰ھ) صاحب التعرف لبیان مذھب التصوف۔ امام ابو منصور ماتریدی اپنے کارناموں کی وجہ بہت مشہور و معروف ہیں۔ نام سنتے اور لیتے ہی دل میں احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حالات زندگی سے ناواقفیت کی وجہ سے، بہت غیر مشور اور غیر معروف گمنام سمجھے جاتے ہیں لیکن ایسا نہیں بلکہ اسلامی خدمات کی وجہ سے مشہور ترین ہیں۔

محقق تاویلات القرآن لکھتے ہیں اشتھر الماتریدی بآثارہ وجھودہ فی علم الکلام والتفسیر والفقة وتاریخ المذاھب۔ وقد اصبح کتابه کتاب التوحید احد المراجع الاصیلة والاساسیة لمدرسة کلام اهل السنة۔ ان اسماء کتبه المذکورة فی المراجع تدل علی انه جاهد طویلا ضد البدع والافکار الشاذة التی کانت تتبناها الفرق المنحرفة کالمعتزلة والقرامطة والروافض فی المواضیع الاعتقادیة۔ وفی الفترات اللاحقة اطلق علیه مؤیدوه القابا تدل علی تشریفه مثل: الشیخ، الامام، شیخ الاسلام، امام الهدی، علم الهدی، رئیس مشائخ سمرقند، امام المتکلمین، مصحح عقائد المسلمین وامام اهل السنة

(مقدمہ المحقق تاویلات القرآن ص ۲۹ مطبوعہ دار المیزان استانبول ۲۰۰۹ء)۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ امام ابو منصور ماتریدی علم کلام، علم تفسیر، علم فقہ اور تاریخ مذاھب میں اپنی کوشش اور سعی اور اپنے کارناموں کی وجہ سے مشہور ہوئے ہیں۔ اور بے شک آپ کی کتاب التوحید اساسی، اصلی مراجع میں سے اہل سنت کے مدرسہ علم کلام کی ایک کتاب ہے۔ اور آپ کے مراجع میں جو مذکور کتابوں کے نام نے اس بات پر دال ہیں کہ آپ نے طویل عرصہ افکار شاذہ اور بدعت اعتقادی کے خلاف عملی جھاد کیا اور منحرفہ فرقوں سے خبردار کیا جیسے معتزلہ، قرامطہ، روافض اعتقادی مسائل میں۔ اور آپ کے ماننے، تائید کرنے والوں نے آپ کو بہت سے القاب دئے ہیں جو آپ کی بزرگی پر دلالت کرتے ہیں جیسے شیخ، امام، شیخ الاسلام، ھدایت کے پیشواہ، ھدایت کی علامت، سمرقند کے مشائخ کے سردار، متکلمین کے امام، مسلمانوں کے عقائد کو درست کرنے والے، امام اہل سنت وغیرھم۔

امام ابومنصور ماتریدی جامع العلوم تھے

سیف الحق والدین امام ابوالمعین میمون نسفی مکحولی (رحمہ اللہ) امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) تعالیٰ کے ماننے والوں میں سے ہیں اور آپ کے عقائد ونظریات کو سب سے زیادہ مفصل بیان کرنے والے ہیں۔ علماء احناف کا ذکر کرتے ہوئے امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کا ذکر نہایت ہی اختصار اور جامعیت ومحبت سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الامام ابو منصور الماتریدی (رحمہ اللہ) الذی غاص فی بحور العلوم فاستخرج دررھا، واتی حجج الدین فزین بفصاحته وغزارة علومه وجودة قريحته غررها، حتى امر الشيخ ابو القاسم الحكيم ان يكتب على قبره حين توفى

هذا قبر من جاز العلوم بانفاسه   واستنفد الوسع فی نشره واقباسه
فحمدت فی الدین اثاره   واجتنی من عمره ثماره

وهو الذی تخرج علیه الفقیه ابو احمد العیاضی فی انواع العلوم والشیخ ابو الحسن الرستغفنی وغیرهما من العلماء المتبحرین فی العلوم الملية، لكان كافيا، وعن ثلب رای هو علیه لذوی العقول والدین زاجرا۔ ومن رای تصانیفه ككتاب التوحيد وكتاب المقالات، وكتاب رد اوائل الادلة للعكبى وكتاب رد تهذيب الجدل للكعبى، وكتاب بيان وهم المعتزلة ورد كتاب الكعبى فى وعيد الفساق، ورد الاصول الخمسة لابی عمر الباهلی ورد كتاب الامامة لبعض الروافض، وكتابيه فى الرد على القرامطة، يرد فى احدهما اصول مذاهبهم وفى الاخرة فروعها، وكتابيه فى اصول الفقه احدهما المسمى

بماخذ الشرائع والاخر المسمى بالجدل، الى غير ذلك من الكتب۔ ووقف على بعض ما فيها من الدقائق وغرائب المعانی واثارة الدلائل عن مكامنها واستنباطها عن مظانها ومعادنها، واطلع على ما راعى من شرائط الالزام والالتزام، وحافظ من ادب المجادلة الموضوعة لفسخ عقائد المغترين بافهامهم، وقرن بكل مسالة من البرهان الموضوع لافادة ثلج الصدور۔ وبرد اليقين، لعرف انه المخصوص بكرامات ومواهب من الله تعالى المؤيد بمواد التوفيق ولطائف الارشاد والتسديد من الغنى الحميد، وان ما اجتمع عنده وحده من انواع العلوم الملية والحكمية لن يجتمع فى العادات الجارية فى كثير من المبرزين المحصلين۔ ولهذا كان استاذه الشيخ ابو نصر العياضى لا يتكلم، فى مجالسه ما لم يحضر الشيخ ابو منصور، فكان كلما رآه من بعيد نظر اليه نظر المتعجب وقال: وربك يخلق ما يشاء ويختار (سورہ قصص ۶۸)۔ وكتابه المصنف فى تاويلات القرآن كتاب لا يوازيه فى فنه كتاب، بل لا يدانيه شيئ من تصانيف من سبقه فى ذلك الفن۔ وما احسن ما قال بعض بلغاء الكتاب فى وصفه، فقال: كان من كبراء الائمة واوتاد الملة، وكتابه فى تفسير القرآن فتق عن المشكل اكمامه وقشع عن المشتبه غمامه وابان بابلغ الوصف واتقن الوصف احكامه وحلاله وحرامه، لقاه الله تحيته وسلامه (تبصرۃ الادلہ ج ا ص ۵۵۶ مطبوعہ ازھر)۔ اس اقتباس سے چند باتیں معلوم ہوئی ہیں: (۱) امام ابومنصور ماتریدی علم وفضل کے اعتباراً اپنے زمانہ کے لوگوں پر بہت بلند مقام رکھتے تھے اور اپنے زمانہ کے علماء کے سردار تھے۔ (۲) امام ابومنصور

ماتریدی کی بارہ کتب کا ذکر کیا ہے، اور یہ بتا دیا کہ ان کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں (۳) آپ کے شیخ ابونصر عیاضی آپ پر بہت شفقت اور مہربانی فرماتے تھے اور آپ کے مرتبہ ومقام کا خیال رکھتے تھے (۴) تاویلات القرآن کے برابر اس سے قبل کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی تھی (۵) تاویلات القرآن میں حلال وحرام، اور دیگر احکام کو کھول کر بیان کیا گیا ہے (۶) اور یہاں آپ کے دوشاگردوں کا ذکر کیا گیا ہے ابواحمد عیاضی اور ابوالحسن علی رستغفنی۔ ان کے علاوہ اور بھی آپ کے تلامذہ تھے۔

حیات امام ابومنصور ماتریدی کا خلاصہ:

صاحب تاریخ فلاسفہ اور اسلام امام لکھتے ہیں: ابومنصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی الانصاری الحنفی قصبہ ماترید میں پیدا ہوئے۔ ماترید شہر سمرقند کے مضافات میں سے تھے جو اس وقت کے وسط ایشاء کا مشہور شہر تھا۔ چند مؤرخین کے خیال میں آپ کا تعلق مدینہ منورہ کے حضرت ابو ایوب الانصاری کے مشہور خاندان سے تھا۔ الماتریدی کی لڑکی الحسن الانصاری کے نکاح میں تھیں جو کہ ابوالحسن الانصاری کے والد تھے اور مدینہ کے ابوایوب الانصاری کے نسب سے تھے۔ تمام مؤرخین جنہوں نے الماتریدی کی سوانح لکھی ہیں اس امر میں متفق ہیں کہ الماتریدی کی وفات ۹۴۴ عیسوی اور ۳۳۳ ہجری میں ہوئی مگر ان میں سے کسی نے بھی ان کی تاریخ پیدائش کا ذکر نہیں کیا۔ الماتریدی کے استاد جن کا نام محمد مقاتل الراضی ہیں جنہوں نے ۸۶۲ عیسوی اور ۲۴۸ ہجری میں وفات پائی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ الماتریدی اس سے قبل پیدا ہوئے ہیں جو کہ ۸۵۳ عیسوی اور ۲۳۸ ہجری ہوسکتا ہے۔ خیال کیا جا سکتا ہے کہ الماتریدی عباسی خلیفہ ۲۳۲ھ کے دور خلافت کے دوران پیدا ہوئے۔ اس خلیفہ کے ہاتھوں معتزلہ کے سلسلہ کی تہذیب ہوئی۔ یہ خلیفہ روآیتی مذہب کا حامی تھا۔ سامانی دور میں الماتریدی بہت مقبول ہوئے۔ سامانی خاندان نے پورے ایران پر حکومت کی اور سامانیوں

نے سائنس، ادب کی بہت حوصلہ افزائی کی۔ ان کے دور حکومت میں علماء ان کے دربار میں موجود رہتے تھے اور ان کی خوب پزیرائی ہوتی تھی۔ اور آپ نے اسی علمی اور ثکافتی ماحول میں پرورش پائی تھی اور آپ نے اسلامی تعلیم اس وقت کے چار مشہور ائمہ سے حاصل کی۔ ان علماء کے نام یہ ہیں: شیخ ابوبکر محمد بن اسحاق، ابونصر احمد بن العباس الفقیہ السمر قندی، نصیر بن یحییٰ بلخی، اور محمد بن مقاتل الرازی جو کہ رے کے قاضی تھے۔ یہ تمام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ علم اور مذہب میں واقفیت اور اہل السنۃ والجماعۃ کے آگے بڑھانے میں مدد ومعاونت کے باعث ہوئے۔ اسی لئے امام الہدی اور امام المتکلمین کے خطاب سے نوازہ گیا۔ محمود الکفوی کے نزدیک وہ راہنماؤں کے سردار، سنیوں کا نمونہ وراہ نما، ہدآیت یافتہ، اہل سنت وجماعت کی اقدار کا کامل ٹھہرانے والے، گمراہوں کے قاتل، عالموں کے عالم اور مسلمانوں کی ایمان کی تطہیر کرنے والا کہا جاتا تھا۔

امام ابومنصور ماتریدی نے مختلف علوم وفنون پر کئی کتابیں لکھیں ہیں مگر بدقسمتی سے اَب تک الماتریدی کی ایک بھی تصنیف حد اشاعت سے نہیں گزری (اب ۱۴۳۶ھ میں بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر الماتریدی اور کتاب التوحید دونوں طبع ہوچکی ہیں اور عام دستیاب ہیں)۔

اور تاویلات القرآن، قرآن کی شرح ہے۔ نہایت عالمانہ انداز میں بنیادی مذہب کی بابت روآیتی اور عقلی تشریح کی گئی ہے۔ شیخ عبدالقادر القرشی کے مطابق یہ ایک بے مثل کتاب ہے اور اس مضمون پر اس سے قبل اس سے اچھی کتاب کبھی لکھی نہیں جا سکی۔ اَپنی کتاب التوحید میں الماتریدی نے اَپنے سلسلہ کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے اور کوشش کی کہ روآیت پسندی اور عقلی دلائل کے انتہائی خیالات کو ہموار کر کے میانہ روی کی جانب راغب کیا جائے۔ یہ کتاب الماتریدی کی بالغ نظری، باریک بینی اور اَپنے ذہن کے فلسفی نظام سے گہری واقفیت کا واضح ثبوت ہے۔ جہاں تک ثبوت ملتا ہے الماتریدی اول متکلم ہیں کہ جس نے کتاب التوحید میں

انسانی علم کے ذرائع جیسے مضمون کو متعارف کرایا۔بعض ازاں الاشعری الباقلانی اور
البغدادی وغیرھم نے اس سلسلہ میں طبع آزمائی کی اور اس علم کو اور آگے بڑھایا۔حنفی علماء میں
پہلے عالم ہیں جنہوں نے اصول قانون جیسے مضامین پر قلم اٹھایا۔اس سلسلے میں ان کی دو
تحریریں ہیں۔ کتاب ماخذ الشرعیہ اور کتاب الجدل اَپنے مضامین میں سند کی حیثیت
رکھتی ہیں۔الماتریدی کی تصنیف سے یہ واضح ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے قرامطی اور شیعہ
خیالات اور خاص طور پر معتزلہ کا سختی سے رد کیا۔

آپ کے ہمعصر ابوالقاسم عبداللہ الکعبی (متوفی ۳۱۷ھ) بغداد کے سلسلہ کے معتزلہ کا بانی مبانی
تھا۔الماتریدی نے الکعبی کے نظریات کا اَپنی کتاب التوحید میں رد کیا۔علاوہ ازیں مزید تین
کتابیں الکعبی کے رد میں تحریر فرمائیں۔یہاں یہ دیکھا جائے کہ جس وقت الماتریدی بغدادی
گروپ اور دوسرے معتزلہ فرقوں سے برسرپیکار تھے۔اسی وقت ان کے ہمعصر اشعری عراق
میں فرقہ معتزلہ سے نبرد آزما تھے۔الماتریدی نے اَپنے سلسلہ کا کام اشعری سے بہت پہلے
شروع کیا بلکہ یوں لگتا ہے کہ الاشعری شاید اس وقت تک فرقہ معتزلہ سے متعلق تھے (ترجمہ
وتلخیص تاریخ فلاسفہ اسلام مرتبہ محمد شریف از مقالہ ڈاکٹر ابوالخیر ایوب علی صاحب ۱۹۶۳ء)۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کا سن وفات

امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کے سن وفات میں تین قول ہیں (۱) ۳۳۳ھ (۲) ۳۳۵ھ
اور یہ بھی کہا گیا ہے امام ابومنصور ماتریدی نے (۳) ۳۳۶ھ میں وفات پائی ہے۔سب
سے زیادہ راجح پہلا ہی قول ہے۔ڈاکٹر فتح اللہ خلیف فرماتے ہیں لان المؤرخین
متفقون علی انہ توفی عام ۳۳۳ھ ۹۴۴ء ولا یخرج علی ھذا الاجماع الا
طاش کوپری زادہ ودفن بسمرقند (مقدمہ کتاب التوحید) کہ مؤرخین اس بات پر متفق
ہیں کہ آپ کی وفات ۳۳۳ھ بمطابق ۹۴۴ء میں ہوئی ہے، مگر طاش کوپری زادہ نے اس

اتفاق واجماع کے خلاف لکھا ہے کہ آپ کی وفات ۳۳۶ھ میں ہوئی ہے۔

علامہ محققہ فاطمہ یوسف الخیمی لکھتی ہیں کہ اس بنا پر یہ ممکن ہے کہ ہم کہیں کہ امام ابومنصور
ماتریدی تقریباً ۱۰۰ برس زندہ رہے اس لئے کہ جب ہم نے اندازہ لگایا کہ آپ کی ولادت
۲۲۸ھ میں ہوئی ہے اور ۳۳۳ھ میں وفات پائی اور سمرقند میں دفن کیا گیا۔اَپنے دوستوں
تلامذہ اور ان کے بعد میں آنیوالوں کے لئے اَپنا دینی ورثہ چھوڑا تاکہ اس کے ذریعہ سے
ہدایت کا سیدھا راستہ پائیں۔اور قرآن عظیم، حدیث شریف اور عقیدہ اہل سنت کو سمجھ سکیں
(مقدمہ تاویلات اھل السنۃ ج۱ ص۸)۔

مزار امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ

سمرقند کے محلوں میں سے ایک بہت بڑا محلہ ہے جس میں ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔اس
قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا اور محلہ کا نام جاکردیزہ ہے۔اس قبرستان میں بڑے بڑے علماء
صوفیا، مفتیان عظام مدفون ہیں جن میں سے امام ابوالفتح صالح بن محمد صوفی (متوفی ۵۳۲ھ)
ہیں۔دفن بجوار قدوۃ الفریقین ابی منصور الماتریدی بجاکردیزہ وکان
اماما فاضلا ورعا مفتیا مدرسا کان یدرس فی دار الجوزجانیۃ وکان
فقیہا بعلم الفقہ والنظر (القند فی ذکر علماء سمرقند ص ۲۶۲) قدوۃ الفریقین ابومنصور
الماتریدی کے جوار میں جاکردیزہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا قدوۃ الفریقین کا معنیٰ ہے (علم
ظاھری اور باطنی کے مرشد اس سے مراد امام ابومنصور ماتریدی ہیں)۔جب آپ کو دفن کیا گیا
تو آپ کے شاگرد دوست ابوالقاسم الحکیم اسحاق سمرقندی نے حکم دیا کہ آپ کی قبر پر یہ عربی
عبارت تحریر کی جائے۔ھٰذَا قَبْرُ مَنْ حَازَ الْعُلُوْمَ بِأَنْفَاسِهِ وَاسْتَنْفَدَ الْوُسْعَ فِيْ
نَشْرِهِ وَاقْتِبَاسِهِ فَحُمِدَتْ فِي الدِّيْنِ آثَارُهُ وَاجْتُنِيَ مِنْ عُمْرِهِ ثِمَارُهُ۔
ترجمہ: یہ ان کی قبر ہے جنہوں نے علوم اَپنی سانسوں سے جمع کیا، اور علوم کے پھیلانے

میں اَپنی طاقت اورقوت صَرف کردی۔اوراس سے روشنی حاصل کرنے میں۔دین میں اس کےنشانات مٹ گئے اوراَپنی عمرمیں اس دینی باغ کے پھل پھول چن لئے۔

علامہ ابوسعید عبدالکریم سمعانی لکھتے ہیں ہذہ نسبۃ الی جاکردیزہ وھی محلۃ من محال سمرقند بہا مقبرۃ کبیرۃ مشہورۃ للعلماء الکبار اشتہر بالنسبۃ الیہا ابوالفضل محمد بن اسحاق بن ابراھیم بن عبداللہ الجاکردیزی السمرقندی (الانساب ج۲ ص۱۱)۔کہ یہ ایک جاکردیزہ کی طرف نسبت ہےاور یہ ایک محلہ ہے سمرقند کےمحلوں میں سےاوراس میں ایک بڑامشہورقبرستان ہےاور بڑے بڑے بزرگ علماءدفن ہوئے ہیں۔اسی نسبت کی طرف ابوالفضل محمد بن اسحاق بن ابراھیم بن عبداللہ جاکردیزی سمرقندی مشہورہیں۔

ترکستان نامہ کےمحشی لکھتے ہیں ماتریدزادگاہ فقیہ وعالم مشہور ابومنصور ماتریدی متوفی ۳۳۳ھ بودہ تااکنون ہم مرقد اواھل محلہ بہ مسافراں درجاکردیزہ نشان می دھند (ترکستان نامہ فارسی ص۲۲۱)۔

وماترید ھی مسقط راس الفقیہ المشہور ابی منصور الماتریدی المتوفی حوالی عام ۳۳۳ھ ویشار الی مقبرۃ الیوم بجاکردیزہ (ترکستان نامہ عربی)۔کہ ماترید مشہورفقیہ وعالم ابومنصور ماتریدی (متوفی ۳۳۳ھ) کی جائے پیدائش ہے، اسی میں دفن ہوئے تھے۔اَب بھی ماترید کے رہنے والے حضرات مسافروں کوانکی قبرکاراستہ اورنشان جاکردیزہ کی طرف دکھاتے ہیں۔

محقق علامہ یوسف الھادی مقبرہ جاکردیزہ کہ متعلق لکھتے ہیں وھی مقبرۃ وصفہا ابو طاھر السمرقندی بقولہ تقع داخل مدینۃ سمرقند فی طرف القسم الشرقی فیہا...وکانت (المقبرۃ) فی الاصل بستانا للشیخ الزاھد ابراھیم بن شماس المطوعی وھو مدفون فیہا وفی الطرف الغربی صحن

توجد فیہ حظیرۃ المفتیین یقال انہ مدفون فیہا اربعمائۃ من المفتیین ویوجد حوالی الحظیرۃ اثر حائط مبنی بالاجر معروف بانہ قبر ذی الفیوض الامام نجم الدین عمر النسفی وقبرہ جاکردیزہ ایضا قرب قبر الامام علم الھدی حضرت الشیخ ابی منصور الماتریدی (مقدمہ القند فی ذکر علماء سمرقند ص۲۰)۔یہ وہ مقبرہ ہےجس کی تعریف ابوطاہرسمرقندی اَپنے قول میں بیان کرتے ہیں کہ یہ مقبرہ سمرقند کے شبہ شہر کے اندر مشرقی طرف میں واقع ہےاور یہ مقبرہ اصل میں زاہد ابراھیم بن شماس مطوعی کا باغ تھا۔وہ خوداس میں مدفون ہیں۔اورمغربی جانب میں ایک صحن ہےجس میں مفتیان عظام کاایک احاطہ ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس میں چارسو مفتیان عظام دفن ہیں اوراس احاطہ کےقریب ایک اینٹوں سے بنی دیوار (باغ) کا نشان ہے اورمشہور ہے کہ وہ ذی الفیوض نسفی کی قبر ہےاوران کی قبر جاکردیزہ میں امام علم الھدی حضرت شیخ ابومنصور ماتریدی کی قبر کےقریب ہے۔یہ وہ قبرستان ہے کہ جس میں بڑے بڑے علماء، فضلاء،مشائخ اورمفتیان عظام مدفون ہیں۔

علامہ علی قاری لکھتے ہیں وحکی ان بجاکردیزہ تربۃ من بلاد سمرقند۔ یقال لہا تربۃ المحمدین دفن فیہا نحو اربع مئۃ نفس من علماء الحنفیۃ کل واحد۔ منہم یقال لہ محمد۔ صنف وافتی واخذ عنہ الجم الغفیر جمعھم اھل سمرقند بہذہ التربۃ ولما الامام الجلیل صاحب الھدایہ حملوہ الی تلک التربۃ وارادوا دفنہ بہا فمنعوا من ذلک ودفن القرب منہا (الاثمار الجنیۃ ج۱ ص۲۹۱)۔بیان کیا جاتا ہے بیشک جاکردیزہ سمرقند کے شہروں میں ایک قبرستان ہے اس کومحمدیوں کا قبرستان کہا جاتا ہے۔اس میں ایک سو چار ایسے خوش نصیب افراد علماء حنفیہ میں سے دفن کئے گئے ہیں۔ہرایک کوان میں سے محمد کہا جاتا ہے۔

کتابیں لکھیں، فتوے دئے، اوران سے جم غفیر نے علم حاصل کیا۔ اہل سمرقند نے ان کے
ناموں کو جمع کیا۔ اور جب امام جلیل صاحب ھدایہ فوت ہوئے توان کا جنازہ اٹھا کر اسی
قبرستان کی طرف لے گئے۔ اور ارادہ کیا ان کو اسی قبرستان میں دفن کرنے کا تو لوگوں نے اس
سے روکا۔ اور اسی قبرستان کے قریب انہیں دفن کیا گیا۔ (راقم الحروف ابوعاصم غلام حسین
ماتریدی کہتا ہے کہ) جنت المعلی (مکہ شریف کا قبرستان) اور جنت البقیع (مدینۃ المنورہ کا
قبرستان) کے علاوہ اور کوئی بڑا اتنا قبرستان نہیں ہوگا۔

ع   دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

امام ابومنصور ماتریدی کا مزار جاکردیزہ کے قبرستان میں مرجع خلائق ہے اور لوگ اس کی
زیارت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد پارسا نقشبندی (رحمہ اللہ) تعالیٰ (متوفی
۸۲۲ھ) فرماتے ہیں **عَلَمُ الهُدٰی رَئِیسُ اَهلِ السُّنَّةِ وَالجَمَاعَةِ الشَّیخُ اَبِی
مَنصُور مُحَمَّدُ بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی و توفی ابو
منصور سنة خمس و ثلاثین و ثلثمائة و دفن بجاکردیز و قبره مشهور
یزار و یتبرك به** (فصل الخطاب ص ۱۶۷)۔ ھدایت کی علامت، اہل سنت و جماعت کے
سردار، شیخ ابومنصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی سمرقندی ۳۳۵ھ میں فوت ہوئے ہیں اور
جاکردیزہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے اور آپ کی قبر مشہور ہے۔ اس کی زیارت کی جاتی ہے
اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ علامہ عبدالعزیز پرھاروی فرماتے ہیں **توفی
ابومنصور سنة خمس و ثلاثین و ثلاثمائة و دفن بموضع یقال جاکردیزه
و قبره مشهور یزار و یتبرك** (نبراس ص ۲۹۹)۔ امام منصور (ماتریدی) ۳۳۵ھ میں
فوت ہوئے تھے اور موضع جاکردیزہ میں دفن کئے گئے اور ان کی قبر مشہور ہے اور ان کی قبر کی
زیارت کی جاتی ہے اور تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔

صاحب عداء الماتریدیہ لکھتے ہیں **وهذا مخالف لشرع الله تعالی، وهدی السلف،
فالتبرك لا یجوز الا باسماء الله تعالی، وصفاته وما جاء به الشرع اما
التبرك بقبر او شجر او حجر ونحوها فمن داب المشرکین۔** (عداء الماتریدیہ للعقیدۃ
السلفیۃ ج۱ ص ۲۱۵ بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ)۔ اور یہ قبر سے برکت حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کی شریعت اور
سلف کے طریقہ کے خلاف ہے۔ تو تبرک اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات کے سواء کسی اور
سے حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یا اس چیز سے تبرک حاصل کرنا جس کا حکم شریعت میں نہیں
ہے۔ لیکن قبر، درخت یا پتھر سے یا ان کی مثل دوسری چیزوں سے تبرک حاصل کرنا مشرکین
کے طریقہ میں سے ہے۔ خیال رہے کہ اگر یہ مشرکین کے طریقہ میں سے ہے تو پھر جو لوگ
جائز لکھتے ہیں ان کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ **الانتباه فی سلاسل الاولیاء الله** میں جائز لکھا
ہے۔ ہوسکتا ہے حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت الحاقی ہو اور قبر سے تبرک حاصل کرنے والا صاحب
قبر کو نفع نقصان کا ذاتی مالک نہیں سمجھتا، بلکہ قبر اور صاحب قبر کو مخلوق سمجھتا ہے تو پھر شرک نہیں کہنا
چاہئے ہے۔ صوفیاء کرام بکثرت اولیاء اللہ کی قبور سے برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ علماء غیر
مقلدین نے جو اَپنے آپ کو اب سلفی کہلواتے ہیں بزرگوں کی قبور سے تبرک حاصل کرنا اور
اہل قبور سے کسب فیض کرنا جائز لکھا ہے۔ دیکھئے **هدیة المهدی، نزل الابرار وغیرهما۔**
امام ابومنصور ماتریدی کے مزار کے متعلق مولانا پیرزوالفقار احمد نقشبندی اَپنے لاہور سے
تاخاک بخارا و سمرقند کے سفرنامہ میں لکھتے ہیں گورامیر سے (جگہ کا نام) فراغت پاکر ہم
لوگ پرانے سمرقند کی تنگ گلیوں میں آ پہنچے جہاں گاڑی کے لئے مڑنا بھی ایک مسئلہ تھا۔ یہاں
پرانے طرز کے پتھروں سے بنے ہوئے مکان تھے۔ اس پورے علاقے میں انوار کی بارش
عام آدمی بھی محسوس کرتا تھا۔ ہمارے اسلاف نے ان جگہوں میں جنم لیا اور پرورش پائی اور پھر
اَپنی تقوٰی بھری زندگیاں گزار کر اَپنے رب کے حضور پہنچے، آج جنت میں خیمے لگا چکے ہیں۔

یہاں ہم ایک ایسے گھر میں پہنچے جس میں امام ابومنصور ماتریدی کا مزار تھا۔ کیمونسٹ حضرات تو عموماً ایسی جگہوں کے نام ونشان مٹا دیتے تھے مگر مسلمانوں نے وہاں اَپنے گھر بنا کر ان قبور کو کسی کمرے کا حصہ بنالیا۔ اَب آزادی کے بعد انہوں نے اَپنے گھر دوسری جگہ بنالئے تاکہ عامۃ المسلمین بھی ان جگہوں تک آسانی سے پہنچ سکیں (لاہور سے تا خاک بخارا وسمرقند ص ۹۵)۔ یہ سفر ۱۹۹۲ء میں کیا گیا تھا۔

اور مزار امام ابومنصور ماتریدی مکان میں اس لئے محفوظ رکھا گیا تھا تاکہ دشمن اس کا نام ونشان نہ مٹادیں۔ اور اس سے ان لوگوں کی عقیدت اور محبت کا چلتا ہے۔ اور آپ کی قبر (مزار) بہت مشہور ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ترکی علماء کا ایک وفد سمرقند گیا تھا تو انہوں نے امام ابومنصور ماتریدی کی قبر کا پتہ لگایا اور ۲۰۰۲ء میں مزار امام ابومنصور ماتریدی تعمیر کیا گیا۔

اس لئے اب تو وہاں شاندار مزار موجود ہے جس کی تصویر تاویلات القرآن کی ہر جلد کے اول و آخر میں دی گئی ہے۔ اور راقم الحروف نے بھی 'رسالہ امام ابومنصور ماتریدی سمرقندی' حنفی (متوفی ۳۳۳ھ) کے کور پر تصویر دی تھی اور پھر اَب انٹرنٹ پر بہت سی تصویریں دیکھی گئی ہیں اور ان میں سے بعض تصویریں اور نقشے مع عربی عبارتوں کے اس کتاب کے خاتمہ میں نقل کی گئیں ہیں۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وفات کے بعد خواب میں ملنا

مولانا فقیر محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ جس دن آپ کا انتقال ہوا اس روز ستر بار آپ کو قضائے حاجت ہوئی، آپ ہر دفعہ وضو کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا آپ ایسی تکلیف مالا یطاق اَپنے اوپر کیوں گوارہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ آج میری وفات کا دن ہے پس میں نہیں چاہتا کہ بے وضو دنیا سے انتقال کروں کیونکہ رسول خدا کا قول ہے، کہ جو شخص وضو دار ہوتا ہے وہ مومن ہے اور بے وضو منافق ہے۔ پس میں اس وعدہ کی امید سے اور اس

وعید کے خوف سے وضو کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ وفات کے بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ ستر براق آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور آپ کبھی ایک پر، کبھی دوسرے پر سوار ہوتے ہیں۔ اس نے پوچھا، آپ نے فرمایا کہ یہ جزاء طہارت کی ہے جو میں نے کل کے روز کی تھی اور ہر ایک طہارت کے بدلے مجھے ایک ایک براق ملا ہے۔ ابھی دیگر اعمال کی جزاء مجھے نہیں ملی، یعنی وہ ابھی ملنے والی ہے (حدائق الحنفیہ، ترغیب الصلوۃ ص ۲۰۸)۔

آذان سننا، اس کا جواب دینا بخشش کا ذریعہ بن گیا

حضرت امام ابومنصور ماتریدی سمرقندی انصاری (رحمہ اللہ) تعالی کے شاگرد رشید حضرت امام ابوالحسن علی بن سعید الرستغفنی سمرقندی اَپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اَپنے استاذ معظم امام منصور ماتریدی کو خواب میں دیکھا۔ تو انہوں نے مجھے فرمایا، اے ابا حسن! کیا تو نے دیکھا کہ ایک ایسی عورت کو اللہ تعالی نے بخش دیا ہے جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اس عورت کو کس نیک عمل اور کس سبب سے بخش دیا ہے؟۔ آپ نے فرمایا، اذان سننے اور مؤذن کی اذان کا جواب دینے کی وجہ سے بخش دیا ہے (تاج التراجم)۔ شیخ محمود بن سلمان الکفوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۹۰ھ) اسی واقع کو لکھتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: رحمت خدا بہانہ می جوید۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بخشش کے لئے بہانہ تلاش کرتی ہے۔

قاضی ظہیر الدین محمد بخاری کے فتاویٰ میں ہے کہ مؤذن کا جواب یہ ہے کہ اس کی مثل الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے مگر **حی علی الصلوۃ** اور **حی علی الفلاح** کے جواب میں یہ نہ کہے بلکہ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شآء اللہ کان** کہے۔ اور کہا گیا ہے مؤذن ہی کی طرح کہے۔ (اعلام الاخیار مخطوط، ورق ۱۸۲، جزء اول)۔

ابوالحسن علی بن سعید الرستغفنی رحمہ اللہ کا خواب:

بیان کیا گیا ہے کہ نیک مردوں میں سے ایک نیک مرد نے ابونصر عیاضی کو خواب میں دیکھا گویا ان کے آگے ایک تھال گلاب کے پھولوں کا ہے اور دوسرے تھال میں شکر و مصری ہے۔

حضرت امام ابونصر عیاضی نے گلاب کے پھولوں کا طبق ابوالقاسم حکیم کو دیا اور مصری شکر والا برتن حضرت امام ابومنصور ماتریدی کو عنایت کیا اور امام ابومنصور ماتریدی امام ابونصر عیاض کے تلامذہ سے تھے (اور ابوالقاسم حکیم تو امام ابومنصور ماتریدی کے شاگردوں سے تھے)۔ تو امام ابومنصور ماتریدی نے علم حقیقت کو حاصل کر لیا اور امام ابوالقاسم حکیم علم حکمت سے بہرہ ور ہوئے (کتاب الانساب ج ۳ ص ۶۲، القندص ۴۲۵)۔ اگرچہ یہ واقعہ خواب کا ہے مگر تاہم اس بات کی تقویت کا موجب ضرور ہے کہ آپ ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کے بھی جامع تھے یعنی شریعت وطریقت دونوں کے عالم تھے۔ اور اس خواب کے بیان کرنے والے امام ابوالحسن علی بن سعید الرستغفنی (رحمہ اللہ) ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نیک بندوں میں سے ایک آدمی نے ابونصر العیاضی کو اپنے خواب میں دیکھا تھا۔ اور اوپر واقعہ بیان کیا گیا (القندص ۴۲۵)۔

امام ابومنصور ماتریدی کی عدم شہرت کا شکوہ

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ اگرچہ فرقہ حنفیہ جو تمام فرقہ ہائے اسلامیہ سے تعداد میں زائد ہے، اعتقادات کے لحاظ سے ماتریدیہ ہے، تاہم علم کلام میں اشعریہ کے مقابلہ میں ماتریدیہ کی شہرت نہایت کم ہے اس۔ عدم شہرت کا یہاں تک اثر ہوا کہ آج اکثر علمائے حنفیہ اشاعرہ ہی کے ہم عقیدہ ہیں حالانکہ قدیم زمانہ میں کسی حنفی کا اشعری ہونا نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ علامہ ابن الاثیر تاریخ کامل واقعات ۴۶۶ھ میں لکھتے ہیں **وھذا مما یستطرف ان یکون حنفی اشعریا** یعنی یہ نہایت عجیب بات ہے کہ کوئی شخص حنفی ہو کر

اشعری ہو۔ ماتریدیہ کی گمنامی کی وجہ یہ ہوئی کہ علمائے حنفیہ نے علم کلام میں بہت کم تصنیفات کیں، اس فن میں جس قدر مشہور اور معرکہ آرا کتابیں ہیں وہ شافعیہ کی تصنیفات ہیں جو عموماً اشعریہ تھے۔ علم کلام کی یہ شاخ ابومنصور ماتریدی کی طرف منسوب ہے جن کا پورا نام محمد بن محمد بن محمود ہے۔ وہ ماترید کے ایک قصبہ کے رہنے والے تھے جو سمرقند کے مضافات میں ہے۔

انہوں نے امام ابونصر عیاضی، ابوبکر احمد بن اسحاق بن صالح جوزجانی نصیر بن یحیٰی بلخی اور محمد بن مقاتل رازی سے تعلیم حاصل کی تھی اور دو واسطہ سے قاضی ابو یوسف اور امام محمد کے شاگرد تھے ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی تصنیفات حسب ذیل ہیں: **کتاب التوحید، کتاب المقامات، رد اوائل الادلة لکعبی، بیان وھم المعتزله، تاویلات القرآن**۔ تاویلات القرآن کا ناتمام نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے۔ امام ابومنصور ماتریدی نے اشعری کے ان تمام اصول سے جن کو ہم نے مختصات اشاعرہ میں گنا ہے اختلاف کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کا علم الکلام، اشعری کے علم کلام سے جداگانہ خیال کیا جاتا ہے۔ علماء نے ان دونوں بزرگوں کے مختلف فیہ مسائل کا شمار کیا ہے۔ بعضوں نے ۳، بعضوں نے ۱۳، اور بعضوں نے ۴ کی تعداد بیان کیا ہے۔ لیکن علامہ ابن البیاضی نے زیادہ استقصاء کی تو ۵۰ مسئلے مختلف فیہ نکلے ہیں (علم الکلام ص ۵۷ بحوالہ شرح احیاء ج ۴ ص ۱۲)

علامہ شبلی نعمانی نے امام ابومنصور ماتریدی کا جو ترجمہ تحریر کیا ہے نامکمل کیا ہے۔ جو کلمات علامہ زبیدی نے امام ابومنصور ماتریدی کے بارے لکھے ہیں وہ نقل نہیں کئے ہیں مثلاً انه كان اماما جليلا مناضلا عن الدين موطدا العقائد اهل السنة وقطع المعتزلة وذوى البدع فى مناظراتهم وخصمهم فى محاورهم حتى اسكتهم... فلا ريب فيه فانه ناصر السنة وقامع البدعة ومحى الشريعة كما ان كنيته تدل على ذلك ايضا ووجدت فى كلام بعض الاجلاء من

شیوخ الطریقة انه کان مهدی هذه الامة فی وقته (اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۵)۔ سید سلمان ندوی نے لکھا ہے کہ عقائد میں (مولانا شبلی) ماتریدیت کو ترجیح دیتے تھے (سیرت شبلی ص ۸۲۸)۔ نیز سید سلمان ندوی لکھتے ہیں کہ (مولانا شبلی) فرماتے تھے کہ مجھے افسوس رہ گیا کہ تفصیل سے اشاعرہ کے علم الکلام کا ذکر میں نے کیا ہے، ماتریدیہ کا کیوں نہ کیا (سیرت شبلی نعمانی ص ۸۲۸)۔ علامہ شبلی نے معتزلہ کو مقدس فرقہ قرار دیا ہے (المامون حصہ دوم ص ۲۰۹) حالانکہ وہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک بہت بڑا بدعتی فرقہ تھا جو عذاب قبر، ایصال ثواب وغیرھم کا انکار کرتا تھا۔ اس سے علامہ کا دلی میلان معتزلہ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعد میں ان کے عقائد اور نظریات میں تبدیلی آ گئی ہو، جیسا کہ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب دستگیری فرمائے، توفیق دے تب ہی کام ہوتے ہیں۔

علماء احناف جو علم کلام میں امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے پیروکار تھے، ان علماء کرام کی جو کتابیں نظر سے گزری ہیں ان میں سوائے امام ابوالمعین نسفی کے کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔ ہاں بعض کتابوں میں امام ابومنصور ماتریدی کے حوالے دئے گئے ہیں اور ان کے کلام سے استفادہ کیا گیا ہے جیسا کہ صاحب اصول الدین و عمدۃ العقائد علامہ ابوالبرکات عبداللہ نسفی اور صاحب نبراس وغیرھم۔ غرضیکہ آپ کے تلامذہ اور متبعین میں سے کسی نے بھی تفصیل سے آپ کا ذکر خیر نہیں کیا۔ اور ایسا ہی امام ابواللیث نصر سمرقندی (متوفیٰ ۳۷۵ھ) کے خاندانی حالات نہیں ملتے ہیں۔

امام ابومنصور ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی عدم شہرت کے وجوہ

حضرت امام ابومنصور ماتریدی کی عدم شہرت کی وجوہ میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ بعد میں آنے والے مؤرخین نے ان کے تفصیلی حالات اور کارناموں کا ذکر نہیں کیا حتی کہ ان کے ہمعصر موءرخین نے بھی ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس دور کی زیادہ تر دینی کتب فتنہ چنگیزی کی وجہ سے ضائع ہوگئیں تھیں، اس لئے ان کے حالات سے آگاہی نہیں ہوسکی۔

تیسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی اور امام اشعری کا اختلافِ رائے زیادہ اصولی نہیں تھا بلکہ بعض مسائل میں تھا۔ امام ابومنصور ماتریدی حنفی تھے اور امام اشعری شافعی تھے۔ اس لئے اہل سنت و جماعت احناف امام اشعری کے علم کلام کی پیروی میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کیونکہ امام ابومنصور ماتریدی اور امام اشعری کا مشن معتزلہ اور دیگر بدعتی فرقوں کے مقابلہ میں ایک ہی تھا۔ امام ابن ہمام نے رسالہ قدسیہ کو مختصر کر کے شرح تحریر کی جس کا نام المسایرہ ہے حالانکہ رسالہ قدسیہ (قواعد العقائد) کے مصنف تو حضرت امام غزالی اشعری شافعی ہیں اور العقائد النسفیہ کی شرح حضرت علامہ سعدالدین تفتازانی نے کی جو اکثر کے نزدیک شافعی اشعری ہیں۔ اور یہ کتاب شرح عقائد نسفی ماتریدیہ یا اشعریہ کے علم کلام کی ہے۔ اور اسی طرح شرح مقاصد اور شرح مواقف حنفی علماء پڑھتے پڑھاتے رہیں ہیں۔ اسی لئے علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں **والحنفیة اکثرهم اشاعرة اعنی یعتقدون عقیدة الاشعری**۔ اور اکثر حنفی اشاعرہ ہیں میری مراد اشعری عقیدہ رکھتے ہیں (شرح احیاء ج ۲ ص ۲)۔ (زیادہ تر حنفی ماتریدی ہیں، ان میں اشعری بہت کم ہیں۔ لیکن عقائد سب کے ایک ہی ہیں)۔ امام عز بن عبدالسلام فرماتے ہیں **ان عقیدة الاشعری اجمع علیها الشافعیه والمالکیه والحنفیه وفضلا الحنابله** (شرح احیاء ص ۷ ج ۲) کہ بیشک عقیدہ اشعریہ پر شافعیہ مالکیہ حنفیہ اور حنابلہ کا اجماع ہے تو پھر کیسے کہنا کہ علم کلام ماتریدی کی طرف توجہ نہیں دی حالانکہ العقائد نسفیہ عقائد ماتریدی کی ہے۔

چوتھی وجہ عدم شہرت کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی مرکز عالم اسلام سے بہت دور تھے۔ چنانچہ علامہ فتح اللہ خلیف لکھتے ہیں **بقی علینا الآن ان نسأل عن سبب**

مثل هذا الميل نحو التقليل من شان الماتريدي وتقديم الاشعري
عليه۔ يبدو لنا انه ليس هناك من سبب لذلك الا ان الماتريدي عاش
في بلاد ما وراء النهر بعيدا عن العراق مركز العالم الاسلامي في ذلك
الوقت حيث نشاء الاشعري وذاع مذهبه (مقدمہ کتاب التوحید ص ۱۰) کہ یہاں کوئی
ایسا سبب نہیں ہے سوائے اس کے کہ امام ابومنصور ماتریدی نے ماوراء النہر (ترکستان) میں دور
کے شہروں میں زندگی گزاری، عراق کے مرکز اسلام سے دور تھے، جبکہ امام اشعری یہاں
(عراق) میں رہے اور ان کا مذہب دور دراز تک پھیل گیا (اسی وجہ سے امام ابومنصور ماتریدی
کا ذکر تذکروں میں بہت کم ملتا ہے)۔ عدم شہرت کی پانچویں وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کے آپ کی
علم کتاب کی کتابیں مشکل سمجھی جاتی تھی اور ان کے مقابلہ میں آسان کتابیں تحریر کی گئیں اور
قارئین نے ان کتابوں کی طرف توجہ نہ دی اور علم کلام کی بحثوں میں کمی کی گئی۔ اس لئے بھی
آپ کے کارناموں کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ اعتراض درست نہیں کہ ماتریدیہ کی تصنیفات کم ہیں۔ علماء ماتریدیہ میں بھی بڑے بڑے علماء
ہوئے ہیں جنہوں نے علم کلام میں متعدد کتابیں تحریر کی ہیں جیسے امام ابوالیسر محمد بزدوی، امام
ابوالمعین نسفی صاحب تبصرۃ الادلہ، شیخ نورالدین احمد صاحب کتاب البدایہ، امام عمر نسفی، امام
صاحب عقائد، امام عبداللہ نسفی صاحب عمدۃ العقائد۔ اب امام ابومنصور ماتریدی ہر قسم کی
گمنامی سے نکل آئے ہیں اور گمنامی روشن نامی میں تبدیل ہوگئی ہے اور شہرت عامہ حاصل ہوگئی
ہے۔ اس لئے کہ آپ کی دو عظیم الشان کتابیں کتاب التوحید اور تفسیر القرآن
المسمی تاویلات اهل سنت (تاویلات القرآن) شایع ہوچکی ہیں۔ اور آج دنیا میں امام ابو
منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) پر ہر زبان میں کام ہورہا ہے۔

امام محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) کے تلامذہ کرام

حضرت امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) سے جن حضرات نے تعلیم حاصل کی ان کی تعداد تو
بہت زیادہ ہوگی مگر صرف چند تلامذہ کے نام مل سکے ہیں اور ان کے حالات بھی تفصیلی نہیں مل
سکے اور ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

امام قاضی ابوالیسر محمد بزدوی لکھتے ہیں ولقد تخرج على يدي الامام ابي منصور
من ائمة العلماء الكثيرون وكان من ابرزهم ابو القاسم اسحاق بن محمد
بن اسماعيل الشهير بالحكيم السمرقندي (متوفی ۳۴۰ھ ۹۵م)۔
والامام ابو الحسن علي بن سعيد الرستغفني (متوفی ۳۴۵ھ ۹۵۶م)،
والامام ابو محمد عبد الكريم بن موسى البزدوي (متوفی ۳۹۰ھ، ۱۰۰۰م)
والامام امام ابو الليث البخاري

(۱) ابوالقاسم اسحٰق بن محمد بن اسماعیل الشہیر حکیم سمرقندی
(۲) امام ابوالحسن علی بن سعید رستغفنی
(۳) امام ابومحمد عبدالکریم بن موسیٰ بزدوی

۱) قاضی ابوالقاسم حکیم اسحاق سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ابوالقاسم اسحاق بن محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن زید المعروف حکیم سمرقندی (رحمۃ اللہ
علیہ)۔ آپ نے فقہ وعلم کلام کو امام ابومنصور ماتریدی سے اخذ کیا اور دیگر صوفیاء سے بھی
استفادہ کیا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر بلقاسم الغالی لکھتے ہیں اخذ التصوف عن مشائخ بلخ في
زمانه واخذ الفقه والكلام عن الماتريدي۔ كان من عباد الله الصالحين
وممن يضرب به المثل في الحكمة ولذلك لقب بالحكيم۔ تولى قضاء

سمرقند وحمدت سیرته، وانتشر ذکرہ فی الشرق والغرب۔ توفی
بسمرقند سنة ۳۴۲ھ ۹۵۳م ومن آثارہ: الرد علی اصحاب الھوی و کتاب
الایمان جزء من العمل (ابومنصور الماتریدی حیاتہ وآراء العقیدیہ ص ۴۹)۔
علامہ محمد عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں اسحاق بن محمد بن اسماعیل ابو
القاسم حکیم السمرقند، اخذ الفقه والکلام عن ابی منصور الماتریدی
ولقب بالحکیم لکثرۃ حکمته وموعظته، وصحب ابابکر الوراق ومشائخ
بلخ فی زمانه، واخذ عنهم التصوف (الفوائد البھیۃ)۔ ابوالقاسم حکیم اسحاق بن محمد بن
اسماعیل سمرقندی نے ابومنصور محمد ماتریدی سے علم فقہ اور علم کلام حاصل کیا۔ اور حکمت اور
موعظت بھری باتوں کے کرنے کی وجہ سے آپ حکیم کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اور آپ
نے اَپنے زمانہ کے ابوبکر وراق اور بلخ کے مشائخ سے صحبت اختیار کی اور ان سے علم تصوف
سیکھا۔ یہ امام ابومنصور محمد ماتریدی کے شاگرد رشید ہونے کے علاوہ بہت بڑے گہرے دوست
بھی تھے۔ چنانچہ خواجہ محمد پارسا نقشبندی (متوفی در مدینة المنورہ ۲۴ ذوالحجہ ۸۲۲ھ) لکھتے
ہیں وکان الشیخ ابو القاسم الحکیم شریك الشیخ علم الهدی، ابو
منصور ماتریدی (رحمه الله) تعالیٰ واصطحبا الی ان فرق الموت بینهما۔
قد توفی فی المحرم یوم عاشورہ سنة اثنتین واربعین وثلاثمائة
بسمرقند ودفن بمقبرۃ جاکردیزہ (فصل الخطاب ص ۱۶۷)۔ اور شیخ ابوالقاسم حکیم شیخ
علم الھدیٰ ابومنصور (رحمہ اللہ) کے شریک تھے اور دونوں ایک دوسرے کے دوست رہے
یہاں تک کہ موت نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی۔ آپ سمرقند میں عاشورہ
(دسویں محرم) ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور ان کو جاکردیزہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔
ابوالقاسم اسحاق بن محمد اسماعیل حکیم سمرقندی، امام صاحب ماتریدی کے بہت بڑے گہرے

دوست ومحب تھے اور پوری زندگی اس رشتہ دوستی کو نہیں توڑا یہاں تک کہ موت نے دونوں کو
جدا کردیا۔ اور وفات کے بعد اسی قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں امام ابومنصور محمد ماتریدی کی قبر
ہے۔ یہ دنیا میں ساتھ رہے اور عالم برزخ میں بھی اب ساتھ ہیں۔
خیال رہے کہ تاویلات القرآن کے مقدمہ میں ہے کہ ابوالقام حکیم سمرقندی امام ابومنصور
(رحمہ اللہ) کے تلمیذ اور شاگرد نہیں تھے بلکہ صرف آپ کے بہت بڑے گہرے دوست تھے۔
مگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں پیش کی گئی۔ واللہ اعلم۔
حضرت ابوالقاسم حکیم اسحاق سمرقندی طویل عرصہ تک سمرقند میں منصب قضاء فائز رہے اور اس
دوران عدل وانصاف اور برابری کو قائم رکھا۔ آپ سمرقند کے قاضی تھے اور اللہ تعالیٰ کے
مقبول بندوں میں سے تھے۔ سیرت واخلاق میں بڑے اچھے تھے۔ ان کا ذکر مشرق ومغرب
میں پھیل گیا تھا اور اَپنے مشن میں بڑے کامیاب رہے تھے۔ اور آپ نے قابل قدر کتابیں
بھی تحریر کی تھیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: عقیدۃ الامام ابی القاسم، السواد الاعظم
(کشف الظنون) اور اس کتاب کی علامہ ابراھیم بن حسین نے ۱۳۱۳ھ میں شرح بھی تحریر
کی تھی جو سَلَامُ الْاَحْکُمِ عَلٰی سَوَادِ الْاَعْظَمِ کے نام سے شائع ہوتی تھی۔ یہ کتاب
۲۲۰ (دوسوبیس) صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ ادب العربی ج ۴ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب
علماء ماتریدیہ کے لئے مرجع ہے (۳) الرسالة فی بیان ان الایمان جزء من العمل
ام لا (۲)۔ واللہ اعلم۔

۲) امام ابوالحسن علی بن سعید رستغفنی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

سمرقند کے مشائخ کبار میں سے بہت بڑے فلسفی، فقیہ، اصولی، جامع معقول ومنقول، حاوی
فروع واصول تھے۔ ابوالحسن کنیت تھی۔ ایک مدت تک ابومنصور ماتریدی کی صحبت میں رہے
اور ان سے کمالیت وفضیلت حاصل کی (کتاب ارشاد المھتدی اور کتاب الزوائد وفوائد فی

انواع علوم)۔ اور کتاب خلاف تصنیف کی۔ آپ کے اور ابو منصور ماتریدی کے درمیان ایک مسئلہ میں اختلاف تھا کہ ابو منصور محمد ماتریدی فرماتے تھے کہ مجتہد نے جس وقت اصابت حق میں خطاء کی تو مخطی فی الاجتھاد ہوا اور آپ کہتے تھے کہ وہ اجتھاد میں مصیب ہے، خواہ حق کو پائے خواہ نہ پائے۔ اور امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) سے روآیت ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور حق خدا کے نزدیک ایک ہی ہے۔ اور وہ مصیب ہے طلب میں اگر چہ اس نے مطلوب کو نہیں پایا۔ رستغفنی، رستغفن کی طرف منسوب ہے جو سمرقند میں ایک قصبہ کا نام ہے (حدائق الحنفیہ ص ۲۱۰)۔
امام ابو المعین میمون نسفی ماتریدی متوفی ۵۰۸ھ علماء احناف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

والشیخ ابو الحسن الرستغفنی صاحب کتاب ارشاد المھتدی وغیرہ من الکتب فی الکلام و کتاب الزوائد والفوائد فی اصناف العلوم (تبصرۃ الادلۃ ص ۵۵۶)۔ **علی بن سعید الرستغفنی فقیہ حنفی من اھل سمرقند وکان من اصحاب الماتریدی و توفی سنۃ ۳۴۵ھ**۔ حاشیہ تبصرۃ الادلۃ ج ۱ ص ۱۵۶ کے علی بن سعید فقہی حنفی اہل سمرقند سے تھے اور امام ابو ماتریدی کے ساتھیوں (شاگردوں) میں سے تھے۔ آپ ۳۴۵ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

۳) امام ابو اللیث بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراھیم البخاری السمرقندی (متوفی ۳۷۳ھ) (مقدمہ کتاب التوحید ص ۱۶)۔ آپ کے حالات نہیں مل سکے مگر یہ بھی امام ابو منصور ماتریدی کے تلامذہ سے تھے۔ ابو اللیث البخاری لکھا ہے۔ بعض نے ابو اسماء بن ابو لیث بخاری بھی لکھا ہے (واللہ علم)۔ ڈاکٹر فتح اللہ خلیف امام ابو منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے زیادہ مشہور چار شاگردوں کا ذکر یوں فرماتے ہیں، **و تخرج علی یدیہ اربعۃ من ائمۃ العلماء ھم ابو القاسم اسحاق بن محمد بن اسماعیل الشھیر بالحکیم السمرقندی المتوفی عام**

۳۴۰ھ، ۹۵۱ء، والامام ابو الحسن علی بن سعید الرستغفنی، والامام ابو محمد عبد الکریم بن موسی البزدوی المتوفی ۳۹۰ھ، ۹۹۹ء، والامام ابو اللیث البخاری (مقدمہ کتاب التوحید ص ۵)۔

۴) امام ابو محمد عبد الکریم بن موسی بن عیسی بزدوی (رحمۃ اللہ علیہ)

انہوں نے امام ابو منصور ماتریدی سے علم اخذ کیا۔ انہوں نے ابو بکر جوزجانی سے اور انہوں نے سلیمان سے، انہوں نے امام محمد سے۔ ان کی وفات ۳۹۰ھ میں ہوئی ہے۔ الفوائد البھیہ اور کتاب حدائق الحنفیہ کے ص ۲۰۸ پر ان کا ترجمہ یوں لکھا ہے کہ (امام) عبد الکریم بن موسی بن عیسی بزدوی۔ آپ فخر الاسلام بزدوی کے پردادا ہیں یعنی ابو الحسن علی بن محمد بن حسین بن محمد عبد الکریم بن موسی بن عیسی بزدوی۔ آپ قلعہ بزدہ میں جو نسف سے چھ فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے، رہا کرتے تھے۔ امام ابو حفص نجم الدین عمر نسفی لکھتے ہیں **کَانَ تِلْمِیْذُ الشَّیْخ الْاِمَام الْمَاتُرِیْدِیِ فِی الْفِقْہِ وَالْکَلَام** (القند فی ذکر علماء سمرقند ۴۴۴) کہ آپ علم فقہ اور علم کلام میں شیخ امام ابو منصور ماتریدی کے شاگرد تھے۔ اور آپ امام ابو منصور ماتریدی کا بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی کرامات بھی بیان کیا کرتے تھے (مقدمہ اصول الدین للبزدوی)۔ آپ کی وفات ۳۹۰ھ میں ہوئی ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل امام بھی دونوں امام ابو منصور ماتریدی کے شاگردوں میں سے ہیں (واللہ اعلم)۔

۵) ابو احمد العیاض (رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابو منصور ماتریدی کے تلامذہ سے تھے (تعلیقات وتمھید القواعد التوحید ص ۲۱۱) (الفرق الکلامیۃ الاسلامیۃ ص ۳۲۸)۔

۶) ابوعصمہ بن ابواللیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی امام ابومنصور ماتریدی سے علم حاصل کیا تھا اور یہ حکیم سمرقندی اقران میں تھے (الفرقۃ الاسلامیۃ الکلامیۃ ص ۳۲۹)۔

امام ابومنصور ماتریدی کے ہمعصر علماء ومشائخ کرام

اور امام صاحب کی ولادت سے لیکر وفات تک کے درمیانی عرصہ میں جو علماء ومشائخ ہیں جن کا تعلق تیسری صدی کے وسط وآخر اور چوتھی صدی ہجری کی ابتداء تک ہے ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر چند مشہور ہستیوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ، امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، امام داؤد متوفی ۲۷۵ھ، امام ابن ماجہ متوفی ۲۸۴ھ، امام نسائی متوفی ۳۰۳ھ، مؤرخ عظیم احمد بلازری متوفی ۲۷۲ھ، امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، امام ابوالحسن اشعری متوفی ۳۲۴ھ یا ۳۳۰ھ، امام ابوجعفر طحاوی مصری متوفی ۳۲۱ھ، یعقوب کندی متوفی ۲۵۸ھ، فارابی متوفی ۳۳۹ھ، ابونصر سراج صوفی متوفی ۳۷۸ھ، حضرت ذوالنون مصری متوفی ۲۴۵ھ، حارث محاسبی متوفی ۲۴۳ھ، بایزید بسطامی متوفی ۲۶۰ھ، جنید بغدادی متوفی ۲۹۸ھ، ابن منصور حلاج متوفی ۳۰۹ھ، ابوحاتم رازی متوفی ۳۲۲ھ، محمد یعقوب رازی متوفی ۳۲۸ھ۔

امام ابومنصور ماتریدی کے ہمعصر خلفاء عباسیہ

یہ خلافت عباسیہ کا زمانہ تھا۔ اور خلافت عباسیہ کا مرکز ودارالخلافۃ بغداد تھا۔ اور مندرجہ ذیل خلفاء بنی عباس امام ابومنصور ماتریدی کے ہمعصر تھے جو یکے بعد دیگر تخت خلافت پر متمکن ہوتے رہے، ان کی تعداد بارہ بیان کی جاتی ہے:

۱۔ المتوکل جعفر بن المعتصم محمد بن ھارون الرشید (۲۴۷ھ)
۲۔ المنتصر محمد بن المتوکل (۲۴۸ھ)
۳۔ المستعین احمد بن المعتصم (۲۵۱ھ)
۴۔ المعتز محمد بن المتوکل (۲۵۵ھ)
۵۔ المھتدی محمد بن الواثق (۲۵۶ھ)
۶۔ المعتمد احمد بن المتوکل (۲۷۹ھ)
۷۔ المعتضد احمد بن الموفق (۲۸۹ھ)
۸۔ المکتفی علی بن المعتضد (۲۹۵ھ)
۹۔ المقتدر جعفر بن المعتضد (۳۲۰ھ)
۱۰۔ القاھر محمد بن المعتضد (۳۳۹ھ)
۱۱۔ الراضی محمد بن المقتدر (۳۲۹ھ)
۱۲۔ المتقی ابراھیم بن المقتدر (۳۵۷ھ)

باب چہارم: تالیفات وتصنیفات

امام ابومنصور محمد ماتریدی انصاری رضی اللہ عنہ بڑے بلند مرتبہ اہل قلم تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ **صنف فی علوم ثلاثۃ التفسیر واصول الفقہ وعلم الکلام** (مقدمہ تاویلات اہل السنۃ ص ۱۱) آپ نے تین علوم میں کتابیں لکھیں: تفسیر، اصول فقہ، اور علم کلام۔ ڈاکٹر مستفیض الرحمن لکھتے ہیں وہ کتابیں جو مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں ان میں سے دو تفسیر اور تجوید کے موضوع پر ہیں اور چار اصول دین اور فقہ میں ہیں اور دس علم کلام میں ہیں۔ ایک تصوف میں، دو توحید میں اور پانچ مختلف موضوعات میں ہیں (مقدمہ تاویلات اہل السنۃ)۔ صدیوں تک آپ کی کتابیں وسط ایشیا میں بہت ہی پڑھی اور پڑھائی جاتی رہیں۔ پھر

ان کا پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور بڑی قیمتی کتابیں ضائع ہوگئی اور بعض کتابیں مخالفین نے بھی گم کر دیں جیسا کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مخالفین نے پانی سے دھوکر ضائع کر دیا تھا۔

علامہ علاء الدین سمرقندی کے استاذ امام ابوالمعین نسفی (رحمہ اللہ) حضرت امام منصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) کے طریقہ پر تھے اور ان کے عقائد وافکار کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کی تالیفات کا ذکر انہوں نے یوں کیا ہے۔

(۱) کتاب تأویلات القرآن (تفسیر الماتریدی)

(۲) کتاب التوحید،

(۳) کتاب المقالات،

(۴) کتاب ماخذ الشرائع فی اصول الفقه،

(۵) کتاب الجدل فی اصول الفقه،

(۶) کتاب اوهام (وهم) المعتزله،

(۷) کتاب رد الاصول الخمسه لابی محمد الباهلی،

(۸) کتاب رد اوائل الادلة للکعبی

(۹) رد الامامة لبعض الروافض

(۱۰) کتاب الرد علی اصول مذهب القرامطة

(۱۱) کتاب الرد علی فروع علی مذهب القراقطه

(تبصرۃ الادلہ ص ۳۵۹، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ ج ۲ ص ۸۴)

۱۲) تبصرة الادلة للابی منصور الماتریدی (الکافی شرح البزدوی ص ۹۸)

(۱۳) (روح المعانی) **(۱۴) شرح جامع الصغیر** (مقدمہ تاویلات ص ۳۴ ج ۱)

۱۵) کتاب الاصول فی اصول الدین (تاریخ المذاھب الاسلامیہ والفقھیہ)

ممکن ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی آپ کی تالیفات وتصنیفات ہوں۔

محی الدین عبدالقادر قرشی لکھتے ہیں **محمد بن محمد بن محمود ابو منصور الماتریدی ذکر صاحب الهداية كان من كبار العلماء تخرج بابي نصر العياضي كان يقال امام الهدى له كتاب التوحيد و كتاب المقالات و كتاب رد اوائل الادلة للكعبى وبيان وهم المعتزلة و كتاب تاويلات القرآن وهو كتاب لايوازيه فيه كتاب بل لايدانيه شيء من تصانيف من سبقه في ذلك الفن وله كتب شتى. مات سنة ثلاث وثلاثين وثلاثمائة بعد وفات ابي الحسن الاشعري۔** (الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ ج ۳ ص ۳۶۰)۔ محمد بن محمد بن محمود ابومنصور الماتریدی صاحب ھدایہ (ابوالحسن مرغنانی) نے ذکر کیا ہے کہ امام ابومنصور بڑے بڑے علماء میں سے تھے، ابونصر عیاضی سے علم حاصل کیا۔ آپ کو ھدایۃ کا امام کہا جاتا ہے۔ اور آپ کی کتابیں بہت سی ہیں: کتاب التوحید، کتاب المقالات، کتاب رد اوائل الادلة للکعبی، بیان وهم المعتزلة، کتاب تاویلات القرآن۔ اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے برابر کوئی کتاب نہیں ہے ان کتابوں میں سے جو پہلے لکھی گئی ہیں اس فن میں۔ اور آپ کی اور بھی مختلف کتابیں ہیں۔ آپ ابوالحسن اشعری کے تھوڑے دنوں بعد ۳۳۳ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

اور تاج التراجم میں کتابوں کے نام کچھ یوں درج ہیں: **کتاب رد تهذيب الجدل للكعبى، رد كتاب وعيد الفساق للكعبى، رد الاصول الخمسة لابى عمر الباهلى، كتاب رد الامامة لبعض الروافض، كتاب الرد على اصول القرامطة، كتاب الرد على فروع القرامطة، كتاب ماخذ الشرائع في اصول الفقه، و كتاب الجدل في اصول الفقه** (تاج التراجم ص ۲۴۹، مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۹۶، الفوائد البہیۃ ص ۱۹۵)۔

امام ابومنصور ماتریدی کی طرف بعض کتابوں کا غلط انتساب ہے

راقم الحروف عفی اللہ عنہ نے جب ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء میں امام ابومنصور ماتریدی کے حالات اور آپ کی کتابوں کی تلاش شروع کی تو اکسفود یونیورسٹی (لندن) کی لائبریری سے ایک مخطوطہ حاصل کیا، جس کا نام العقیدۃ ہے، جو امام ابومنصور ماتریدی کی جانب منسوب کیا گیا ہے اور اس کا مصنف مجہول ہے۔ اور ایک دوسرا مخطوط کیمبرج یونیورسٹی لندن کی لائبریری سے خرید کر مطالعہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اس کے مؤلف کا بھی اس میں نام درج نہیں اور ایک کتاب تین ناموں سے مشہور کی گئی ہے۔ (۱) **العقیدۃ** (۲) **کتاب الاصول**، (۳) **کتاب اصول الدین** ۔جس طرح اس کے ناموں میں اختلاف ہے اسی طرح متن کی عبارات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ کتاب تقریباً تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں عقائد ماتریدیہ کا اثبات اور بدعقیدہ فرقوں کا رد ہے۔ اکسفورڈ یونیورسٹی کے لائبرری سے جو مخطوطہ لیا گیا اس کتاب کے صفحہ ۹ پر امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کا حوالہ دیا گیا ہے اور کیمبرج والے مخطوطہ میں صابونی کا حوالہ بھی آیا ہے اور اِس نسخہ کے مصنف نے حافظ الدین عبداللہ نسفی کا شاگرد ظاہر کیا ہے جو غلط ہے۔ اور ایک تیسری کتاب حاصل کی جس کا نام **السیف المشہور فی شرح عقیدۃ ابی المنصور** (لتاج الدین ابی نصر عبدالوہاب بن علی الکافی السبکی متوفی ۷۷۱ھ)۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب جو العقیدۃ کے نام سے مشہور ہے اس کی شرح ہے لیکن اس کا نام **العقیدۃ لابی منصور الماتریدی** ہے۔ یہ کتاب امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کی نہیں۔ بہرحال اس ایک کتاب کے نام العقیدۃ، کتاب الاصول، کتاب اصول الدین اور العقیدۃ لابی منصور الماتریدی ہیں۔

مندرجہ ذیل کتابیں امام ابومنصور ماتریدی کی طرف غلط منسوب کی گئی ہیں:

(۱) کتاب الاصول فی اصول الدین (۲) رسالہ فیما لا یجوز الوقف فی

القرآن (۳) العقیدۃ لابی منصور (العقیدۃ الماتریدیۃ) (۴) رسالۃ التوحید (۵) وصایہ ومناجات (۶) شرح الفقہ الاکبر (۷) شرح الابانہ فی اصول الدیانہ (۸) کتاب الاصول (۹) الدرر فی اصول الدین (۱۰) ارشاد المبتدئین فی تجوید کلام رب العالمین (۱۱) رسالۃ شیخ ابی منصور ماتریدی (ارشاد) (۱۲) پندنامہ ماتریدی (مقدمہ تاویلات القران وغیرہ)

ان کے علاوہ اور کتابوں کے نام بھی ملتے ہیں اور ایک کتاب کئی ناموں سے مشہور کی گئی ہے۔ اس لئے یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتابیں امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ کی ہیں یا کسی اور عالم کی ہیں۔ اب یہاں ان بعض کتابوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جن کی نسبت مؤرخین امام ابومنصور محمد ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف یقینی طور کرتے ہیں۔

تاویلات القران (تفسیر الماتریدی)

حضرت امام ابومنصور محمد ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تالیفات وتصنیفات میں سے سب سے بڑی اہم کتاب تاویلات القرآن ہے۔ محقق مقدمہ تاویلات القران لکھتے ہیں **تاویلات القران ویعرف بتاویلات اھل السنۃ وتاویلات الماتریدیۃ** (ص ۳۳)۔ تاویلات القرآن، اور تاویلات اہل السنۃ اور تاویلات الماتریدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور تفسیر ماتریدی کے نام سے بھی مشہور ہے (سبع سنابلہ ص ۱۰۰)۔

اس رفیع الشان تفسیر کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے **تاویلات اھل السنۃ، تاویلات القرآن، تاویلات الماتریدی، تفسیر الماتریدی، تفسیر القران** لیکن اس کا اصلی نام تاویلات القرآن ہی ہے۔ چنانچہ امام ابوالمعین نسفی (متوفی ۵۰۸ھ) لکھتے ہیں **كِتَابُهُ الْمُصَنَّفُ فی تاویلات القران** (تبصرۃ الادلہ ۳۵۸ ج۱) کہ آپ کی تصنیف شدہ کتاب تاویلات القرآن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس تفسیر کا نام تاویلات القران ہے۔ اور

المصنف سے معلوم ہوا کہ تاویلات القرآن امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کی تصنیف کی ہوئی ہے۔اس لئے مصنف اسی کو کہتے ہیں جس نے کتاب خود لکھی اور تصنیف کی ہو۔

علامہ مصطفی بن عبداللہ کاتب چلپی المعروف حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) رحمہم اللہ نے امام ابو منصور ماتریدی کی جانب منسوب کردہ دو کتابوں کا ذکر کیا۔

(۱) تاویلات اهل السنة لامام ابی منصور محمد بن محمد الماتریدی حنفی (متوفی ۳۳۶ھ)

(۲) اور دوسری التاویلات الماتریدیة فی بیان اصول اهل السنة و اصول التوحید (کشف الظنون میں ج ا ص ۳۹۲)۔

اور تاویلات اهل السنة [تاویلات القرآن] وہ کتاب ہے جس کو امام ابومنصور ماتریدی نے خود لکھا ہے یا لکھوایا ہے۔اور تاویلات الماتریدیہ فی بیان اصول اهل السنة و اصول الدین وہ کتاب ہے جس کو آپ کے شاگردوں نے آپ سے حاصل کیا تھا، لہٰذا اس کا حاصل کرنا دیگر کتابوں سے آسان ہے۔اور تاویلات الماتریدیہ کو شیخ امام علاء الدین ابوبکر محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء نے آٹھ جلدوں میں جمع کیا ہے جیسا کے اس نسخہ پر لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ علامہ عبدالقادر قرشی نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہے تو انہوں نے گمان کیا کہ یہ آپ کی تالیفات ہے (کشف الظنون ج ا ص ۳۶۴)۔

صاحب کشف الظنون کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ تاویلات اهل السنة،تاویلات ماتریدیہ کے علاوہ ہے۔اول الذکر امام محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) کی اپنی تالیف ہے اور ثانی الذکر تو وہ آپ کی تقریرات اور فرمودات کا مجموعہ ہے جس کو آپ کے شاگردوں نے تحریر کیا تھا اور اس کو امام علاء الدین سمرقندی نے جمع کیا ہے۔اور اسی کا نام شرح تاویلات ہے اور یہ کہنا کہ تاویلات اهل السنہ امام ابومنصور ماتریدی کی اپنی تصنیف نہیں ہے اصحاب الطبقات کے بیان کے خلاف ہے۔اور تاویلات القرآن اور کتاب التوحید کا اسلوب یکساں ہے البتہ

کتاب التوحید کی بنسبت تاویلات قرآن آسان ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ کتاب تاویلات اهل السنة یا تاویلات القرآن کی نسبت امام ابومنصور ماتریدی کی طرف درست ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے (مقدمہ تحقیق تاویلات اهل السنہ) اور امام ابوالمعین میمون نسفی (متوفی ۵۰۸ھ) نے اس کو امام منصور ماتریدی کی تالیفات میں قرار دیا ہے اور یہ بہت بڑی دلیل ہے۔بعض محققین لکھتے ہیں کے امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) علیہ نے اپنے تلامذہ کو املا کرائی تھی۔والکتاب عبارة عما املاء الامام الماتریدی لطلابه من تقریرات وله ما یقرب من اربعین نسخة فی المکتبات۔جلها فی مکتبات استانبول بترکیا (تصدیر تاویلات القرآن، ص ۳۳)۔ومن المعروف ان الکتاب الف علی طریقة التقریر او الاملاء۔ومن ادلة علی ذلك هو وجود الاخطاء الکثیرة فی النسخ والتی تؤدی الی صعوبة فهم التلاوت احیانا کثیرة (تصدیر تاویلات القرآن، ص ۳۸)۔خود مصنف کی کتاب لکھی ہوئی کو جب طلبہ نقل کرتے ہیں تو اس میں بھی غلطیاں ہوجاتی ہیں تو پھر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مصنف نے خود نہیں لکھی بلکہ لکھوائی ہے یا دوسروں نے جمع کی ہے، کیونکہ مخطوطات میں ایسی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔بعض کہتے ہیں اگر امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ نے بذات خود تفسیر کو تحریر فرمایا ہوتا تو پھر اس کا کوئی ایک نام تو رکھا جاتا۔بہت سے ناموں کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ خود نہیں لکھی۔یہ دعوی درست نہیں ہے اسلئے کہ امام ابوالمعین نسفی کے اس قول سے کتابه المصنف فی تاویلات القرآن معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام تاویلات القرآن ہے اور امام ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کی اپنی تصنیف ہے۔مختلف مخطوطات کی وجہ سے مختلف نام رکھ دئے گئے ہیں۔کتاب لکھوائی ہو یا کتاب مصنف نے خود لکھی ہو اسی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

علامہ ابوبکر علاء الدین محمد سمرقندی (متوفی ۵۳۹ھ) لکھتے ہیں کتاب جلیل القدر

عظیم الفائدۃ اذفیه بیان ان مذهب اهل السنه والجماعة فی اصول
التوحید ومذهب ابی حنیفة واصحابه رحمهم الله فی اصول الفقة
وفروعه علی موافقة القرآن غیر ان هذا الکتاب لیس مما صنفه بنفسه
مثل کتاب التوحید والمقالات وماخذ الشرائع وغیرها، وانما اخذ
منه اصحابه المبرزون تلقفا، ولهذا کان اسهل متناولا من کتبه
المصنفة بکثیر (شرح تاویلات الماتریدی للسمرقندی مخطوطه ص۳، الماتریدی
تاویلات اهل السنۃ ص ۱۳۶ انگریزی مخطوطه)۔

تفسیر وتاویل میں کیا فرق ہے

تفسیر کا معنی کھول کھول کر بیان کرنا اور لفظ 'تفسیر' قرآن مجید میں آیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی
فرماتا ہے وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا (سورہ فرقان ۳۳)۔
اور نہیں پیش کریں گے آپ پر کوئی اعتراض مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس اس کا صحیح جواب
اور عمدہ تفسیر۔ اور لفظ تاویل بھی قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مذکور ہے۔ اور بعض کہتے ہیں
کہ تفسیر اور تاویل دونوں ایک ہی ہیں۔ اَلتَّفْسِيْرُ وَ التَّاوِيْلُ مَعْنًى وَاحِدٌ (لسان العرب)
کہ تفسیر و تاویل کا ایک ہی معنی ہے۔ نیز قدیم زمانے میں تفسیر کے لئے لفظِ تاویل بھی کثرت
سے استعمال ہوتا تھا اور خود قران کریم نے اَپنی تفسیر کے لئے یہ لفظ استعمال فرمایا ہے وَمَا
يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ (سورہ آل عمران ۷) اور نہیں کوئی جانتا متشابہات کی مراد کو اللہ کے سواء۔
امام طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے اَپنی تفسیر میں ہر آیت کی تشریح میں جابجا تاویل سے کام لیا
ہے اور انہوں نے لفظ تاویل کو تفسیر کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ آیات قرآنی نقل کرنے
کے بعد فرماتے ہیں القول فی تاویل هذه الاية اور آپ تفسیر و تاویل کو ایک معنی میں
استعمال فرماتے ہیں۔ تفسیر الطبری الذی یشبه تفسیر الماتریدی من

حیث التسمیة (تاویلات القرآن ج ۱ ص ۱۷۳) کہ تفسیر طبری جو تفسیر ماتریدی کے مشابہ ہے
نام کے اعتبار سے۔ تفسیر طبری روایات کے طریقہ پر لکھی گئی ہے اور تفسیر ماتریدی درآیت کے
انداز پر تحریر کی گئی ہے۔

بعد کے علماء کرام میں یہ بحث چھڑ گئی کہ آیا یہ دونوں لفظ تفسیر و تاویل بالکل ہم معنی ہیں یا ان
میں کچھ فرق ہے تو بہت سے علماء نے ان دونوں کے بارے میں مختلف اقوال نقل کئے
ہیں۔ امام جلال الدین (رحمہ اللہ) امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے قول کو نقل کرتے
ہوئے فرماتے ہیں اَلتَّفْسِيْرُ۔ القطع علی ان المراد من اللفظ هذا و الشهادة
علی الله انه عنی باللفظ هذا فان کان دلیل مقطوع به فیصحح و الا
تفسیر بالرای وهو المنهی۔ و التاویل ترجیح احد الاحتملات بدون
قطع و الشهادة علی الله (الاتقان ج ۲ ص ۱۷۶، کشف الظنون ج ۱ ص ۳۹۳)
ترجمہ: کہ تفسیر اس یقین کا نام ہے کہ لفظ سے یہی امر (معنی) مراد ہے اور اللہ تعالی پر اس کی
گواہی دینے کا کہ اس لفظ سے یہی مراد ہے لہذا اگر اس کے لئے کوئی یقینی دلیل قائم ہو تو وہ
تفسیر صحیح ہے ورنہ بالرائے ہوگی جس کی ممانعت آئی ہے اور تاویل اس کو کہتے ہیں کہ بہت سے
احتمالات میں سے کسی ایک کو بغیر یقین اور شہادت الٰہی کے ترجیح دے دی جائے۔ خیال رہے
کہ تاویلات اھل السنۃ کے بیروت کے طبع شدہ نسخوں میں بعینہ یہ عبارت نہیں ہے ممکن ہے
امام ابومنصور ماتریدی کے کلام کا خلاصہ کر کے ذکر کیا ہے یا امام ابومنصور ماتریدی کی کسی اور
کتاب سے یہ عبارت لی ہے یا کسی اور نسخہ تاویلات اھل السنۃ سے نقل کیا ہے جس میں اختصار
تھا۔ امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) نے تاویلات اھل السنۃ کے مقدمہ میں تفسیر و تاویل کا
فرق تفصیل سے بیان کیا ہے۔ تفسیر یہ ہے کہ قطعیت کے ساتھ یہ بیان کیا جائے کہ اس لفظ
سے یہ معنی مراد ہے اور یہ شہادت دی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ سے اس معنی کا ارادہ فرمایا

ہے،اگراس معنی پر دلیل قطعی قائم ہوتو یہ تفسیر صحیح ہے ورنہ یہ تفسیر بالرائے ہے جو ممنوع ہے۔اور
تاویل یہ ہے کہ بغیر کسی قطعی دلیل کے اور بغیر اللہ تعالیٰ پر شہادت دینے کے لفظ کے محتملات
میں سے کسی ایک محتمل کو ظنی دلیل سے ترجیح دی جائے (تاویلات اہل السنۃ ج ا ص ۱۸۵، دارالکتب علمیہ،
بیروت)۔اوراس بحث کے آخر میں لکھا ہے **اَلتَّفْسِيْرُ ذو وَجْهٍ وَاحِدٍ۔ وَالتَّاوِيْلُ ذو وجوہٍ** (تاویلات اہل اسنت) تفسیر کا ایک ہی طریقہ ہے اور تاویل کے کئی طریقے ہیں۔
امام نجم الدین ابوحفص عمر نسفی (رحمہ اللہ) تعالیٰ تفسیر اور تاویل میں فرق بیان کرتے ہیں
والتفسير يكون ذا وجه والتاويل ذو وجوه وهذا كله مختصر كلام الامام ابی منصور (رحمه الله) التيسير فی علم التفسير (مخطوط اوراق)۔
لفظِ تاویل کا معنی کسی چیز کو پھیر دینا، تاویل کرنا، تفسیر کرنا تشریح کرنا (بیان اللسان) اور لفظ
تاویل قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں تقریباً سترہ (۱۷) مقامات پر آیا ہے۔نبی کریم
ﷺ نے حضرت عباسؓ کے لئے یوں دعا فرمائی **اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ** (اے اللہ ان کو دین میں سمجھ عطاء فرما، اور کتاب کی تاویل سکھا)۔اس دعا میں لفظ
تاویل فرمایا گیا ہے اور تاویل میں بہت سے معنی میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا ہوتا ہے اسلئے
تفسیر کے بجائے تاویل استعمال کیا ہے۔اور تاویلات کے نام کی بہت سی کتابیں ہیں مگر
تاویلات اہل السنۃ یا تاویلات القرآن صرف امام ابومنصور ماتریدی کی عظیم الشان و جلیل
القدر تفسیر کا نام ہے۔

تفسیر الماتریدی کا انداز بیان

امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کا انوکھا طرز آغاز ہے کہ مصنفین مؤلفین کرام عام طور پر
کتابوں کے آغاز میں مقصود سے قبل حمد وصلوٰۃ کو لاتے ہیں۔امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ
نے حمد وصلوٰۃ کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ نبی کریم ﷺ جب بادشاہوں کی طرف خطوط

لکھواتے تھے تو ان کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا تھا۔امام محمد بن اسماعیل بخاری
(رحمہ اللہ) (متوفی ۲۵۲ھ) کی طرح تاویلات القرآن کا حمد وصلوۃ کا ذکر کئے بغیر بسم اللہ
الرحمن الرحیم سے آغاز فرمایا۔اس لئے بعض مصنفین کی کتابیں حمد وصلوٰۃ کے ذکر سے خالی
ہوتی ہیں۔امام ابومنصور ماتریدی نے کتاب التوحید کے آغاز میں حمد وصلوۃ کا ذکر کیا ہے اور
پرانے زمانہ میں زیادہ تر کتابوں کے آغاز میں حمد وصلوۃ لانے اور تحریر کرنے کا رواج
نہیں تھا۔زبانی بھی حمد وصلوۃ پڑھنا حمد وصلوۃ تحریر کرنے کے قائم مقام ہوتا ہے۔اس لئے
امام ابومنصور ماتریدی نے تسمیہ کے بعد تفسیر وتاویل کے درمیان جو فرق ہے اس کو بیان فرمایا۔
یہ قرآن پاک کی عظیم الشان تفسیر ہے جس کو تاویلات القرآن کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔
امام عبدالقادر قرشی لکھتے ہیں **اِنَّهٗ لَا يُوَازِيْهِ فِيْهِ كِتَابٌ بَلْ وَلَا يُدَانِيْهِ شَيْءٌ مِنْ تَصَانِيْفَ مَنْ سَبَقَهٗ فِيْ ذَالِكَ فِي الْفَنِ۔** ایسی تصنیف ہے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی بلکہ اس
فن میں جو تصانیف پہلے ہو چکی ہیں کوئی اس کی برابری نہیں کرسکتی۔
امام ابوالمعین میمون نسفی (متوفی ۵۰۸) فرماتے ہیں **و كتابه المصنف فی تاويلات القرآن كتاب لا يوازيه فی فنه كتاب بل لا يدانيه شيی من تصانييف من سبقه فی ذالك الفن وما احسن ما قال بعض بلغاء الكتاب فی وصفه فقال كان من كبراء الائمة واوتاد الملية و كتابه فی تفسير القرآن فتق عنالمشكل اكمامه وقشع عن المثبتة غمامه وابان بابلغ الوصف واتقن الرصف احكامه وحلاله وحرامه لقاء الله تحية وسلامة** (تبصرة الادلہ
ج ا ص ۳۵۹)۔اس سے چند باتیں معلوم ہیں۔پہلی بات یہ ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی کی تفسیر
کا نام تاویلات القران ہے۔دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تاویلات قران سے قبل جو تفسیریں
لکھی گئیں تھیں ان میں سے یہ زیادہ بہتر اور اچھی تفسیر ہے۔تیسری بات یہ ہے کہ بعض بلغاء

نے تاویلات القران کی بڑی عمدہ تعریف کی ہے۔ چوتھی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام ابو منصور ماتریدی کی متعدد کتابیں ہیں کیونکہ امام ابوالمعین نے تیرہ کتابیں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے زیادہ کتابوں کی طرف اشارہ کیا ہے **الی غیر ذلك عن الکتب** (تبصرة الادلة ص ۳۵۹) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی کتابیں نہیں اور بھی امام ابومنصور ماتریدی کی کتابیں ہیں۔

امام ابومنصور ماتریدی کا تفسیر میں ایک خاص مقام ہے اور اس زمانہ کے اعتبار سے آپ تفسیر بیان کرنے میں منفرد تھے۔

آپ قرآن کی تفسیر آیات القرآن سے یا حدیث (سنت) سے کرتے ہیں یا قرآن کی تفسیر صحابہ و تابعین کے اقوال سے یا مفسرین سابقہ کے اقوال سے یا عقل ورائے سے کرتے ہیں (ایسی رائے جو خلاف اصول تفسیر نہ ہو) اور آپ عقل پر اعتماد بھی کرتے ہیں مگر شریعت کی روشنی میں اس لئے کہ عقل بھی علم کا ذریعہ ہے۔

علم کلام کی روشنی میں آیات کی تاویل وتفسیر بیان کرتے ہیں۔ اور اسی طرح علم فقہ، علم لغت سے استدلال کر کے بیان کرتے ہیں۔ اور اعتقادی فقھی مسائل کو بڑی خوبی سے لاتے ہیں۔ بعض اوقات اسباب نزول اور مختلف قراءت کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

عموماً مفسرین یا صرف احادیث وآثار کے نقل کرنے پر اعتماد کرتے ہیں یا صرف عقل پر لیکن امام ابومنصور ماتریدی نے دونوں عقل ونقل کو جمع کیا۔ **قد استجمع شرائطه مدرسة النقل والعقل حیث انه استند فی تفسیرہ علی الماثور کما استند علیٰ المعقول** (مقدمة التحقیق ص ۳۰۲) کہ تفسیر عقلی ونقلی دلائل کی جامع ہے، معتدل راستہ پر ہے اس لئے سابقہ تفسیروں سے اعلیٰ ہے۔

امام ابومنصور ماتریدی امام ابوحنیفہ کے رسائل ومسائل سے متاثر تھے۔ اس لئے ان کے

خیالات ونظریات سے اختلاف نہیں کرتے بلکہ ان کی پیروی کرتے ہیں اور ماوراء النہر (ترکستان) میں ائمہ احناف اور فقہ حنفی کا غلبہ زیادہ تھا۔

امام ابوالمعین نسفی لکھتے ہیں **ان اصحاب ابی حنیفة السالکین طریقة فی الاصول والفروع الناکبین عن الاعتزال فی جمیع دیار ماوراء النهر وخراسان من مرو وبلخ وغیرهما کل من قدیم الزمان کانوا علیٰ هذا المذهب** (تبصرة الادلة)۔

امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) تفسیر قرآن مجید کرتے ہوئے عقل ونقل دونوں پر معاً اعتماد کرتے ہیں، شاید آپ علماء اہل سنت میں سے پہلے ہیں جو اس طریقہ پر چلے ہیں اور ان تمام فرقوں کا رد کرتے ہیں جو اہل سنت سے اتفاق نہیں کرتے مثلاً معتزلہ، مجسمہ، مشبہ اور حشویہ وغیرہ اور دوران تفسیر دلائل عقلیہ ونقلیہ سے عقیدہ اہل سنت کو ثابت کرتے ہیں۔

مسائل اعتقادیہ کو آیات قرآنیہ سے بڑی مہارت کے ساتھ خلاصہ کر کے بیان کرتے ہیں۔

اس سے قبل جو تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی تھیں ان میں یہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا تھا۔

مسائل فقھیہ کو آیات قرآنیہ کی روشنی میں ذکر کرتے ہیں اور ان سے اَپنے استاذ کی رائے کو ثابت کرتے ہیں۔ اور ان کے مذھب کے امام فقیہ امام ابوحنیفہ ہیں اور بعض اوقات دوسرے فقہاء کی اراء کا رد کرتے ہیں۔

آیات کے معانی کو توضیح میں لاتے ہیں اور ہر ممکن شواھد کو آیات واحادیث نبویہ اور اقوال سلف کو جمع کرتے اور ان سے مدد لیتے ہیں، ان دلائل سے جو معنی کی وضاحت پر مدد دیں۔

قرآن کریم اور حدیث نبوی سے استدلال اور اقتباس سے پیش کرتے ہیں۔

بعض احادیث نبویہ کو بالمعنی ذکر کرتے ہیں تو وہ اَپنے حافظہ پر اعتماد کرتے ہوئے نصوص احادیث کی طرف رجوع نہیں کرتے آیات کی تاویل کے اثناء میں۔

آیۃ مؤولہ کا بعض اوقات ایک جزء (حصہ) ذکر کرتے ہیں پھر اس آیت کی پوری تاویل (تفسیر) کرتے ہیں اور شاید اس میں ان کا اختصار کی طرف میلان تھا۔
دلائل کے طور پر اشعار نہیں پیش کرتے۔ان کا خیال ہے کہ قرآن عربیت کیلئے کافی حجۃ ہے لہٰذا عربی اشعار بطور استدلال پیش کرنے کی حاجت نہیں ہے، اس لئے شعر نہیں پائے جاتے۔
احادیث نبویہ کو بغیر سند کے ذکر کرتے ہیں اگرچہ ان کا ذکر کرنا ہی سند ہے۔
طویل بحثوں اور حکایتوں سے خالی اور ضروری مسائل پر مشتمل ہے، کافی حد تک کتاب التوحید سے آسان ہے اور بعض دیگر تفسیروں کی طرح طول وطویل بحثوں اور تفریعات سے بھی خالی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر فتح اللہ خلیف فرماتے ہیں وَالْحَقُّ اَنَّ التَّاوِيْلَاتِ اَسْهَلُ تَنَاوُلًا مِنَ التَّوْحِيْدِ وَاَوْضَحُ وَاَيْسَرُ فَهُوَ يَسُوْقُ تَفْسِيْرَ الْاٰيَةِ فِيْ وُضُوْحٍ وَيُسْرٍ وَ يُسْتَخْرَجُ مِنْهَا كُلُّ مَا يُسْتَفَادُ بِدُوْنِ اَنْ يَغْرِقَنَا فِيْ مَتَاهَاتٍ مِنَ التَّفَارِيْعِ كَمَا يَفْعَلُ فَخْرُ الدِّيْنِ الرَّازِيُّ مَثَلًا فِيْ تَفْسِيْرِهٖ، وَهٰذَا تَفْسِيْرُ يَشْهَدُ بِسِعَتِ عِلْمِ الْمَاتُرِيْدِيِّ وَغَزَارَةِ مَعَارِفِهٖ فِيْ عُلُوْمِ الدِّيْنِ وَاللُّغَةِ وَمِنْ حُسْنِ الْحَظِّ قَدْ حَفِظَ لَنَا الزَّمَنُ هٰذَا التَّفْسِيْرَ كَمَا حَفِظَ لَنَا كِتَابَ التَّوْحِيْدِ وَ كِتَابَ الْمَقَالَاتِ اَمَّا كُتُبُهُ الْاُخْرٰى فَقَدْ ضَاعَتْ كُلُّهَا ۔ وَيُنْسَبُ اِلَيْهِ خَطَأً شرح الْفِقْهِ الْاَكْبَرِ وشرح الْاِبَانَةِ وَالْعَقِيْدَةِ الْمَاتُرِيْدِيَةِ (مقدمہ کتاب التوحید ص ۷)۔اور حق بات یہ ہے کہ تاویلات (تاویلات القرآن) کتاب التوحید کی بنسبت حاصل کرنے میں بہت ہی آسان اور واضح ہے۔امام ماتریدی آیت کی تفسیر بڑی وضاحت اور آسان طریقہ سے بیان کرتے ہیں اور بہت سی تفریعات میں پڑے اور ڈوبے بغیر مسائل نکالتے ہیں (جس کا سمجھنا آسان ہے)۔جیسا امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں طویل تفریعات ذکر

کرتے ہیں ایسا امام ابو منصور ماتریدی نہیں کرتے۔اور یہ تفسیر امام ابو منصور ماتریدی کے علم اور وسعت کی گواہی دیتی ہے اور علوم دین میں ان کے معارف اور لغت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔اور خوش نصیبی ہے کہ زمانہ نے ہمارے لئے اس تفسیر کو محفوظ رکھا ہے جیسا کہ ہمارے لئے کتاب التوحید وکتاب المقالات کو محفوظ کیا ہے لیکن دوسری تمام کتابیں ضائع ہو گئی ہیں (ہوسکتا ہے کتابیں مخطوطات کی شکل میں لائبریریوں میں محفوظ ہوں لیکن محققین کی ان تک رسائی نہ ہوسکتی ہو۔واللہ اعلم)۔اور آپ کی جانب شرح الفقہ الاکبر، شرح الابانہ اور العقیدۃ الماتریدیہ غلط منسوب کی گئی ہیں۔
تفسیر الماتریدی (تاویلات اھل السنۃ) کے متعلق علامہ محمد زاھد کوثری لکھتے ہیں بانہ کتاب لا نظیر لہ فی بابہ (مقدمہ اشارات المرام ص۱) تاویلات اہل سنت ایسی کتاب ہے کہ اس باب میں اس کی مثل کوئی کتاب نہیں ہے۔
ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی لکھتے ہیں کہ امام الھدی ابو منصور ماتریدی کی تفسیر میں آیات قرآنی اور آثار نبوی کی روشنی میں فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، اور الفاظ عربیہ نیز لغوی اصطلاحات کے معانی کی تعیین خود قرآن حکیم کے الفاظ اور عربوں کے استعمال کے مطابق عمل میں آئی ہے۔فقہی مسائل میں وہ مسائل بھی آجاتے ہیں جنکا تعلق عقیدہ سے سمجھا جاتا ہے۔در حقیقت فرائض واجبات وسنن کی ادائیگی کا دارومدار ایمان وعقیدے کی درستگی نیز پختگی پر ہے، اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) علیہ نے مسائل اعتقادیہ کو فقہ اکبر کہا ہے (مقدمہ تفسیر ماتریدی سورہ فاتحہ ص ۷)۔

کتاب عداء الماتریدیۃ للعقیدۃ السلفیۃ کے مصنف نے اس عظیم الشان تفسیر کے متعلق اس طرح زہر اگلا ہے هٰذَا الْكِتَابُ اَنْ يَسْتَحِقَّ ان يُسَمّٰى تَاوِيْلَاتِ الْبِدْعَةِ لِاَنَّ التاويلات التى فيها لنصوص كتاب الله تعالى ولا سيما كثير من

نصوص الصفات ھی بعینھا تاویلات الجھمیة التی دخلت علی الماتریدیة، وزملاءھم الاشعریة (عداء الماتریدیہ للعقیدۃ السلفیۃ ج۱ ص ۳۵۲)۔

ترجمہ: کہ یہ کتاب اس لائق تھی کہ اس کا نام تاویلات اھل السنت کی بجائے تاویلات بدعت نام رکھا جاتا۔ اس لئے وہ تاویلات جو اس میں اللہ کی کتاب کی آیتوں میں کی گئی ہے اور خصوصاً بہت آیات صفات میں تاویلات کی ہے یہی بعینہ فرقہ جھمیہ کی وہ تاویلات ہیں جو ماتریدیہ میں اور ان کے ہم خیال اشعریہ میں داخل ہوچکی ہیں۔

یہ غلط تنقید ہے اس لئے کہ یہ تفسیر تاویلات اہل السنۃ یا تاویلات القرآن عقلی نقلی دلائل کی جامع ہے۔ اور بعد میں انے والے بعض مفسرین بھی اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ اور اس تفسیر میں ۱۲۵۱ (ایک ہزار دوسو اکاون) احادیث وآثار کو نقل کیا گیا ہے اور انہی احادیث و آثار کی روشنی میں آیات کی تفسیر اور تاویل کی گئی ہے۔ اور فرقہ جھمیہ سے ماتریدیہ اور اشاعرہ کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور امام ابومنصور ماتریدی نے فرقہ جھمیہ کا تاویلات القرآن اور کتاب التوحید میں متعدد بار رد کیا ہے۔ یہ ایک جھوٹا الزام ہے اور آیتوں میں نہ تحریفات اور نہ تعطیلات کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق اور باطل میں فرق کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

تفسیر امام ابومنصور ماتریدی سے بعد کے علماء کا استفادہ کرنا

امام ابومنصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) کے بعد آنیوالے بعض مفسرین علیہم الرحمۃ تاویلات اھل السنۃ سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ شیخ ابونصر احمد درواجکی بخاری متوفی ۵۴۰ھ (رحمہ اللہ) تعالیٰ نے تفسیر زاھدی میں متعدد مقامات پر امام ابومنصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے دیئے ہیں۔ اور تفسیر تاویلات القرآن سے استفادہ کیا ہے۔ اور تفسیر زاھدی وہ معتبر تفسیر ہے جس کے حوالے شیخ احمد ملاجیون علیہ الرحمۃ نے تفسیرات احمدیہ میں بکثرت دئے ہیں۔ اگر یہ تفسیر زاھدی فارسی میں ہے اس کا مخطوطہ دو جلدوں ۱۴۲۴ھ میں گلشن اقبال بلاک

دونمبر کراچی سے شائع کیا گیا ہے۔

صاحب **تفسیر البحر المحیط** ابوحیان اندلسی نے تقریباً ۵۵ مقامات میں امام ابومنصور ماتریدی کے ارشادات کو نقل کیا ہے اور **قال الماتریدی** کہہ کر بات نقل کرتے ہیں۔ بعض اوقات عبارت بلفظہ نقل کرتے ہیں اور اکثر اوقات معنی ومفہوم ادا کرتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں پانچ مقامات پر امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) اور تاویلات القران کا حوالہ دیا ہے اور عبارتیں نقل کی ہیں مثلاً سورہ بقرہ آیت ۱۹۷ کی تفسیر میں

(۱) (ج ۵ ص ۱۳۹) (۲) (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۸۰) (۳) (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۸۶)
(۴) (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۰۹) (۵) (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۱۶۱)

علامہ سید محمود الوسی (رحمہ اللہ) تفسیر روح معانی میں متعدد مقامات پر حوالے دے ئیں۔

چنانچہ ڈاکٹر مجدی باسلوم لکھتے ہیں **ونقل الوسی عن الامام الماتریدی فی تفسیرہ لا تحصی عددا** (مقدمہ تاویلات اھل السنۃ ص ۳۳۸) کہ علامہ الوسی نے متعدد مقامات پر اَپنی روح المعانی میں امام ابومنصور ماتریدی کے اقوال نقل کئے ہیں جن کی تعداد کا شمار نہیں کیا جاتا۔

ان میں سے بطور نمونہ چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) روح المعانی (ج ۱ ص ۸) (۲) روح المعانی (ج ۱ ص ۷۲) (۳) روح المعانی (ج ۵ ص ۸۱)

(۴) روح المعانی (ج ۱۷ ص ۱۷۷) (۵) روح المعانی (ج ۱۹ ص ۱۹۴)

(۱) (ص ۶۳۶ ج ۵) (۲) (سورہ ھمزہ) (۳) (ص ۶۳۸) (۴) (سورہ لھب) (۵) (سورہ قیامہ) (۶) (سورہ البینہ ج ۳ ص ۵۹۰ روح المعانی ج پ ۳۰)

امام عبداللہ محمد قرطبی فرماتے ہیں **حکی عن الشیخ الامام ابی منصور الماتریدی (رحمہ اللہ) تعالی** (تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۲۷) (ج ۶ ص ۳۸)۔ امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی نے تفسیر

مدارک التنزیل میں متعدد مقامات پر امام ابو منصور ماتریدی کے ارشادات نقل کئے ہیں۔

ڈاکٹر مجدی باسلّوم لکھتے ہیں **ومایزال اسم الماتریدی وتفسیرہ تاویلات اھل السنۃ یتردد فی تفاسیر المحدثین وبحوثھم فی التفسیر** (مقدمہ تاویلات اھل السنۃ ص ۳۹۹)۔ اور امام ابو منصور ماتریدی کا نام اور ان کی تفسیر تاویلات اہل سنت کا نام تفسیروں میں گردش کرتا رہا ہے (یعنی بار بار لکھا پڑھا جاتا رہا ہے) اور یہ امام ابو منصور ماتریدی اور ان کی تفسیر کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ سلفی حضرات تفسیر قرطبی اور تفسیر روح المعانی کو مانتے ہیں جو امام ابو منصور ماتریدی کے بطور سند حوالے دیتے ہیں تو انہیں بھی انکار نہیں کرنا چاہئے اور گستاخانہ زبان استعمال نہیں کرنی چاہئے۔ اس دور کے مفسر عظیم، محدث کبیر علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) کو تفسیر تاویلات اہل سنت سے بہت لگاؤ تھا۔ جب انہیں تفسیر دستیاب ہوئی تو وہ اس کے حوالے دینے لگے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: اور جب سے امام ابو منصور الماتریدی (المتوفی ۳۳۳ھ) کی تفسیر تاویلات اہل السنۃ طبع ہو کر میرے پاس پہنچی تو میری شدید خواہش تھی کہ میں اپنی تفسیر میں اس سے استفادہ کروں کیونکہ میں تبیان القرآن میں امام محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر سے اکتساب فیض کر رہا تھا جب کہ امام رازی شافعی المذہب ہیں اور امام ابو منصور ماتریدی حنفی المذہب ہیں اور امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر سے استفادہ نہ صرف میرے لیے زیادہ باعثِ سعادت ہوگا بلکہ ہمارے قارئین کو بھی اس سے فقہ حنفی کی حقانیت پر مزید بہ افراط مضبوط دلائل حاصل ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر سے اکتسابِ فیض کا موقع مہیا کیا (نعم الباری فی شرح صحیح البخاری ج ۱۶ ص ۱۰۲۳، تبیان الفرقان ج ۱ تصدیر و تقدیم ص ۸۷)۔ پھر علامہ سعیدی علیہ الرحمۃ نے تبیان القرآن ج ۱۲، نعمۃ الباری شرح البخاری، تبیان الفرقان میں متعدد بار اکتساب فیض کرتے ہوئے حوالے دئے ہیں۔ اور اسی طرح امام ابو منصور ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی دیگر کتابوں سے بھی مثلاً کتاب التوحید، کتاب المقالات سے بھی

علماء استفادہ کرتے رہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی (رحمہ اللہ) تعالیٰ (متوفی ۱۲۲۸ھ) نے النبراس میں بتیس سے زائد مقامات پر امام ابو منصور ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے دئے ہیں اور علم کلام و عقائد میں ان کے اقوال نقل کئے ہیں۔

صدر الشریعت عبید اللہ بن مسعود محبوبی (رحمہ اللہ) نے شرح وقایہ ج اول، ص ۲۸۱، باب زکوۃ السوائم اور شرح وقایہ ج سوم، ص ۱۹۴، باب الوکالۃ بالبیع والشراء من کتاب الوکالۃ میں امام ابو منصور محمد ماتریدی کے اقوال نقل کئے ہیں۔

شرح تاویلات القران

تاویلات القران کے محقق لکھتے ہیں **ھناك ایضا بعض التعلیقات التی عملھا المتکلم الماتریدی ابو المعین النسفی** (متوفی ۵۰۸ھ) **وقدمھا فی صورۃ شرح الکتاب ثم جاء تلمیذہ علاء الدین السمرقندی** (متوفی ۵۳۹ھ) **فرتبھا وقدمھا اسم شرح تاویلات القران** (المقدمہ ص ۱۳ ج ۱۸)۔

معلوم ہوا ابو المعین نسفی کی تعلیقات کو علامہ علاء الدین نے جمع کیا تھا جو شرح تاویلات کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس کو رئیس اہل السنۃ والجماعت ابو بکر بن محمد بن احمد سمرقندی نے تحریر فرمائی۔ محققین تاویلات القران لکھتے ہیں **واما الکتاب المنسوب الی علاء الدین السمرقندی** (متوفی ۵۳۹ھ) **فھو شرح تاویلات القران الذی اٰخذہ السمرقندی عن شیخہ ابی المعین النسفی (علی ما ذکرہ السمرقندی نفسہ فی صدر ھذا الکتاب)** (مقدمۃ المحقق تاویلات القران ص ۵۷ ج ۱)۔

اس کے چھ مخطوطہ نسخے ترکی کی لائبریریوں میں ہیں۔ اور بعض دنیا کے دیگر لائبریریوں میں ہیں۔ ایک نسخہ مکتبۃ الحرم المکی الشریف میں دو جلدوں میں ہے۔ اس کا نمبر

۲۷۶۸ اور ۲۷۶۹۔ اور رقم ۵۲۹۔۵۳۰ ہے (مقدمہ تاویلات القران ج ۱).

تاویلات اہل السنۃ کی اشاعت

اس معرکۃ الاراء تفسیر کی جلد اول (پہلا سپارہ) جو قاھرہ سے ۱۹۷۱ء میں طبع ہوئی تھی اس کے آغاز میں اس کا نام یوں مرقوم ہے۔ تفسیر ماتریدی المسمی تاویلات اھل السنہ۔ اور پھر سورہ فاتحہ و بقرہ کی تفسیر جو ایک جلد میں مطبعۃ الارشاد بغداد سے ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے ورق اول پر اس کا نام تاویلات اھل السنۃ لکھا ہے۔ اس کی تمھید میں شرح تاویلات اھل السنۃ المعروف بتاویلات القرآن لعلم الھدی امام المتکلمین رئیس اھل السنۃ والجماعت الشیخ ابی منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی المتوفی (۳۳۳ھ، ۹۴۴ء)۔

یہ تفسیر تفسیر القران العظیم المسمی تاویلات اہل السنۃ کے نام سے ۵ جلدوں میں پہلی بار محترمہ محققہ یوسف فاطمہ الخیمی کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے۔ اور دوسری مرتبہ دار الکتب العلمیہ (بیروت) نے تحقیقی مقدمہ کے ساتھ دس جلدوں میں شائع کیا۔ اور تیسری مرتبہ مکتبۃ الارشاد استانبول (ترکی) نے زیادہ ہی تحقیق کے ساتھ شاندار ۱۸ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

کتاب التوحید

تمام علوم سے افضل علم توحید ہے جس کا درس و دعوت دینے کے لئے انبیاء اور رسل یکے بعد دیگر دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ اور اللہ کی توحید کی طرف بلاتے رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کے بعد علماء اسلام نے علم توحید کے موضوع پر عظیم الشان کتابیں لکھی ہیں تاکہ امت مسلمہ ان سے راہنمائی حاصل کرے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفیٰ ۲۵۶ھ) نے کتاب التوحید تحریر فرمائی جو کہ بخاری شریف کا حصہ ہے۔ اس میں آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں توحید کے مسائل بیان فرمائے۔ امام ابو منصور محمد ماتریدی (متوفی ۳۳۳) نے کتاب التوحید تالیف

فرمائی جو متکلمانہ طریقہ پر ہے لیکن قرآن و حدیث اور عقلی دلائل سے مزین فرمایا ہے۔ امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کے رسائل اعتقادیہ کے بعد علم کلام کی سب سے بڑی اہم کتاب التوحید ہے اور یہ عقائد کی بنیادی کتاب ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمۃ نے تاویلات القرآن میں ایک جگہ اس کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں **وحقیقۃ ھذا تعرف فی کتاب التوحید انہ خلق للایمان والعبادۃ** (ج ۱۴، ص ۵۶)۔ اور حقیقت یہ ہے جو کتاب التوحید میں معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عبادت کے لئے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب التوحید کے بعد تاویلات القرآن لکھی گئی ہے۔ کتاب التوحید کو بعض حضرات مشکل ترین قرار دیتے ہیں اور یقینا مشکل ہے لیکن مشکل ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے کیونکہ علم کلام کی کتابیں مشکل ہوتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں امام ابوالیسر محمد بزدوی کی کتاب اصول دین کی یہ تلخیص ہے (امام ابو منصور ماتریدی وحیاتہ ص ۱۹)۔ یہ بات درست نہیں اس لئے کہ کتاب التوحید اور کتاب اصول الدین لامام بزدوی میں بہت بڑا فرق ہے اگرچہ کتاب اصول الدین بھی طریقہ ماتریدیہ کی ہے۔

قاضی صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی (متوفی ۴۹۴ھ) کتاب التوحید کے متعلق لکھتے ہیں **قد وجدت للشیخ الامام الزاھد ابی منصور الماتریدی السمرقندی کتابا فی علم التوحید علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ وکان من رؤساء اھل السنۃ والجماعۃ صاحب کرامات حکی لی الشیخ الامام والدی (رحمہ اللہ) من جدہ الشیخ الامام الزاھد عبد الکریم بن موسی (رحمہ اللہ) کراماتہ فان جدنا کان اخذ معانی کتب اصحابنا و کتاب التوحید و کتاب التاویلات من خلق (من فلق) فی الشیخ الامام ابی منصور الماتریدی (رحمہ اللہ) الا ان فی کتاب التوحید الذی صنفہ الشیخ ابو**

منصور قلیل انغلاق وتطویل وفی ترتیبہ نوع تعسیر لولا ذلك لا
کتفینا بہ (اصول الدین ص ۳)۔

ڈاکٹر علی ابو الفتاح مغربی کتاب التوحید کے بارہ میں تبصرہ فرماتے ہیں و کتاب التوحید
صعب تناولہ، فیہ کثیر من العبارات الغامضة و المعانی المبهمة و
الالفاظ المغلقة، و هو من اقدم المراجع الکلامیة التی فیها ذکر آراء
مختلف الفرق الاسلامیة، خاصة المعتزلة و نقدها، و ایضا آراء الفرق
غیر الاسلامیة و نقدها (امام اہل السنة والجماعة ابو منصور الماتریدی وآراءہ الکلامیة، ص ۲۴)۔

علامہ بلقاسم غالی رقمطراز ہیں ان کتاب التوحید عمدة الماتریدیة واساس
مذهبهم بعد کتب ابی حنیفة وموسوعة کلامیة بحق ولقد عنوان
کتابہ التوحید لیؤکد ان الاسلام انما جاء التوحید الخالص ولیرد بہ
علی المانویة خاصة والفرق المختلفة والاراء المنحرفة التی کانت
سائدة فی تلك الربوع (ابو منصور ماتریدی وحیاتہ وآراؤہ العقیدة ص ۴۶)۔

محققہ علامہ فاطمہ یوسف الخیمی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتی ہیں وجعل عنوان الکتاب
(التوحید) یؤکد ان الاسلام هو دین اللہ تعالیٰ۔ بدا ابو منصور کتابہ
(التوحید) ببیان فساد التقلید ووجوب معرفة الدین بالدلیل الذی
یقبلہ العقل، ویعبر عنہ الکلام، ثم انتقل الی ذکر صفات اللہ، جل
شأنہ، ورد علی أفکار بعض الفرق کالمعتزلة والمشبهة والثنویة و
الخوارج والمانویة، وختم کتابہ بمعالجة بعض المسائل الکلامیة و
الرد علیها؛ وکانت المسألة الأولی منها مسألة القضاء والقدر، وکانت
المسألة الأخیرة مسألة الاسلام والایمان۔ وقد احتل هذا الکتاب

مکانة عظیمة فی کتب علم الکلام، وحَظِیَ باهتمام العلماء عبر العصر؛
فکان کل من یحصل علی نسخة مخطوطة لہ یعد نفسہ من السعداء لانہ
یجد فیہ بغیتہ فی کل موضوع من موضوعات علم التوحید (مقدمہ تاویلات
اہل السنۃ ج ۱ ص ۱۲)۔

کتاب التوحید کے محقق استاذ ڈاکٹر بکر طوبال اوغلی اور استاذ ڈاکٹر محمد آروشی لکھتے ہیں فهذا
الکتاب یعتبر بلا شك من اهم مؤلفات الماتریدی، بخاصة فیما یتعلق
بنظریاتہ الکلامیة وآرائہ فی المسائل الاعتقادیة، حتی اصبح المرجع
الاساسی فی المعرفة بالعقیدة الماتریدیة۔ فهو ایضا من اقدم المراجع
الکلامیة التی یشتمل علی آراء مختلف الفرق الاسلامیة (بخاصة
المعتزلة منها) وعلی وجهة نظر الادیان السماویة وبعض النظریات
الفلسفیة۔ غیر ان الکتاب کما اشار الیہ البزدوی یصعب تناولہ، لما
فیہ من العبارات الکثیرة الغامضة والمعانی المبهمة والالفاظ
المغلقة فلعلها هی اهم الاسباب فی عدم انتشار النسخ الخطیة
للکتاب وعدم وجود الشروح لہ (تصدیر کتاب التوحید ص ۱۸ مطبوعہ مکتبۃ الارشاد استانبول)۔

کتاب التوحید کے مضامین کی تقسیم

مکتبۃ الارشاد استانبول نے کتاب التوحید بڑی تحقیق اور عمدگی کے ساتھ شائع کی ہے اور آسانی
کے لئے مندرجہ ذیل ابواب میں تقسیم کیا ہے: (۱) المقدمة
(۲) الباب الاول: مسائل الالٰهیة (۳) الباب الثانی: مسائل النبوات
(۴) الباب الثالث: مسائل القضاء والقدر (۵) الباب الرابع: مسائل الکبیرة و
مرتکبها (۶) الباب الخامس: مسائل الایمان والاسلام

اور کتاب التوحید میں جو مضامین بیان کئے گے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے (۱) ابطال تقلید اور دین کی معرفت کا وجوب دلیل کی روشنی میں حاصل کرنا (۲) سمع وعقل معرفت دین کی اصل ہیں (۳) حصول علم کا ذریعہ عیاں واخبار اور نظر ہے یعنی خواس خمسہ، خبر صادق اور عقل سلیم ہے (۴) اعیان کے حادث ہونے کی دلیل (۵) محدث عالم ایک ہے (۶) شاھد کی دلالت غائب پر (۷) مدعی قدم عالم کے اقوال (۸) اللہ تعالی پر لفظ جسم کا اطلاق جائز نہیں ہے (۹) اللہ تعالی پر لفظ شئی کے اطلاق کا جواز (۱۰) مسئلہ صفیۃ اللہ کے بارے میں (۱۱) صفات ذات وصفات فعل کے متعلق ابوالقاسم عبداللہ کعبی کی اراء کا رد (۱۲) مناقشہ کعبی معتزلی سے (۱۳) مسئلہ اللہ عزوجل کے اسماء ہیں (۱۴) عرش کا بیان (۱۵) دیدار خداوندی کا ذکر، شئی معدوم پر اعتراض اور اس کا جواب (۱۶) اللہ تعالی کے لئے وصف اور نام رکھنا۔ دونوں تشابہ کا موجب نہیں ہیں (۱۷) مسائل کے اس سوال کے جواب میں اختلاف کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا (۱۸) مسئلہ توحید (۱۹) اس قول کا معنی کہ اللہ شئی ہے (۲۰) مسئلہ اسماء اللہ کا اختلاف (۲۱) تکالیف وجواھر کے پیدا کرنے کی حکمت (۲۲) دنیا میں فرقوں کا اختلاف (۲۳) توحید کے طریقے (۲۴) علم ونظر سے دفاع (۲۵) حدوث اجسام میں ابن شیب کا مناقشہ (۲۶) دھریوں کے اقوال اور ان کا فساد (۲۷) فرقہ تسمیہ کے اقوال جو دھریہ سے ان کا فساد (۲۸) سوفسطائیہ کے اقوال اور ان کا فساد (۲۹) فرقہ تنویہ کے اقوال اور ان کا رد (۳۰) اقوال منانیہ اور ان کا فساد (۳۱) دیصانیہ کے اقوال اور ان کے فساد کا بیان (۳۲) مرقیونیہ کے فساد کا بیان (۳۳) مجوس کے اقوال اور ان کے فساد کا بیان (۳۴) اثبات رسالت اور اس کی حاجت وضرورت کا بیان (۳۵) رسالت کے متعلق ابن روندی کے اقوال اور ان کا فساد (۳۶) حضرت مسیح کے بارے میں نصاری کی اراء اور ان پر رد کرنا (۳۸) مخلوق کے افعال اور ان کا ثبوت مخلوق کے افعال میں فرقوں کا اختلاف (۳۹) بندہ کی قدرت یا اس کی

استطاعت (۴۰) قدرت صلاحت دوضدوں کے لئے اور تکلیف مالا یطاق میں گفتگو (۴۱) مسئلہ ارداہ کے بیان (۴۲) مسئلہ قضاء وقدر (۴۳) مسئلہ قدریہ کی مذمت میں (۴۴) مسئلہ کیا مرتکب ذنوب ایمان سے خارج ہوجاتے ہیں (۴۵) مرتکبین کبائر میں مسلمانوں کا اختلاف (۴۶) مسئلہ شفاعت (۴۷) مسئلہ ایمان کے متعلق (۴۹) ایمان تصدیق قلبی کا نام یا معرفت کا (۵۰) مسئلہ رجاء (۵۱): (۱) وجود باری تعالی مع صفات (۲) اثبات رسالت (۳) ایمان واسلام کے متعلق تقریباً ۳۵ مسائل کے عنوانا بیان ہوئے ہیں (۴) مختلف فرقوں کا رد اور اس کے علاوہ بہت مضامین ہیں۔ خیال رہے کہ کتاب التوحید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی کا مقابلہ اس وقت کے متعدد فرقوں سے تھا۔ آپ کے مقابل صرف معتزلہ، روافض اور خوارج نہیں تھے، بلکہ بہت سے غیر مسلم فرقے بھی تھے۔ بعض تو برائے نام مسلمان تھے اور بعض منکر اسلام بھی تھے اور ان کے مقابلے اور مناظرے کے لئے کئی میدان تھے۔ جو مسائل بیان ہوئے ہیں وہ اَپنے وقت وزمانہ کے اعتبار سے بڑے اہم ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ کتاب التوحید میں مقدمہ اسباب المعرفۃ، مسائل الٰھیات، مسائل النبوت، قضاو قدر، مسائل الکبیرہ اور ایمان واسلام کا بیان ہے اور باطل فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ کتاب التوحید کے عنوانات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب التوحید مکمل نہیں ہے مثلاً عالم برزخ، منازل حشر، کرامات اور مسئلہ خلافت وامامت کے مسائل بیان نہیں ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ کتاب مکمل ہے اس لئے کہ بنیادی عقیدہ توحید اور رسالت ہے جو کلمہ شہادت میں مذکور ہے۔ باقی عقائد اسی میں آجاتے ہیں اس لئے ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی حاجت نہیں تھی لھذا اس لئے کتاب التوحید مکمل ہے۔ کتاب التوحید سب سے پہلی مرتبہ داکٹر فتح اللہ خلیف کی تحقیقی مقدمہ کے ساتھ مکتبہ الاسلامیہ محمد اوذ دمیوا استانول ترکی سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ کتاب التوحید دوسری مرتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت سے مع

القول المتین فی بیان توحید العارفین کے بغیر تحقیق کے شائع ہوئی۔ کتاب التوحید تیسری مرتبہ تحقیق عنوانات ابواب کے ساتھ مکتبہ الارشاد استانبول سے ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ اور اس کا عکس لے کر پاکستان میں بھی شائع کی گیا ہے اس لئے شائقین کے لئے بڑی خوشخبری اور مسرت کی بات ہے کہ جس کتاب کا نام سنتے یا پڑھتے رہے ہیں اب وہ کتاب طلوع آفتاب کی طرح شائع ہوکر ہمارے سامنے آگئی ہے! تیسری صدی ھجری کے نصف میں فرقہ معتزلہ کے شیخ ابوبکر محمد بن شعیب جو کہ اصحاب نظام سے تھا اس نے بھی ایک کتاب التوحید لکھی تھی، غالباً امام ابومنصور ماتریدی نے اس کے بعد اس کے رد میں کتاب التوحید تحریر کی ہو (واللہ اعلم بالصواب)۔

علم کلام کی کتابیں

کتاب التوحید علم کلام کی بنیادی، اساسی اور پہلی کتاب ہے اور کتاب التوحید کے بعد علم کلام کی کتابیں بکثرت لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں

کتاب التوحید	امام المتکلمین ابونصور محمد ماتریدی متوفی ۳۳۳ھ
عقائد الطحاوی (العقیدۃ الطحاویہ)	امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی مصری حنفی متوفی ۳۲۱ھ
السواد الاعظم	ابوالقاسم اسحاق حکیم سمرقندی متوفی ۳۴۲ھ
اصول الدین	علامہ ابوالیسر محمد بزدوی متوفی ۴۸۲ھ
تبصرۃ الادلۃ فی اصول الادین	سیف الحق والدین ابوالمعین میمون نفسی متوفی ۵۰۷ھ
بحر الکلام	سیف الحق والدین ابوالمعین میمون نفسی متوفی ۵۰۷ھ
التمہید فی اصول الدین	سیف الحق والدین ابوالمعین میمون نفسی متوفی ۵۰۷ھ
تلخیص الادلۃ لقواعد التوحید	امام ابواسحاق صفار بخاری الحنفی
کتاب التمہید لقواعد التوحید	ابوثناء محمد بن زید لامشی الماتریدی متوفی ۵۰۶ھ

العقائد النسفیۃ	نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد نفسی متوفی ۷ ۵۳
اصول الدین	شیخ جمال الدین احمد بن محمد الغزنوی الحنفی متوفی ۵۹۳ھ
قصیدہ بدء الامالی	شیخ سراج الدین بن علی عثمان متوفی ۵۹۹ھ
البدایہ من الکفایہ فی اصول الدین	علامہ نور الدین احمد صابونی متوفی ۵۸۰ھ
کتاب اصول الدین	شیخ جمال الدین احمد غزنوی متوفیٰ ۵۹۳ھ
المعتمد فی المعتقد	امام ابوعبداللہ فضل اللہ تور پشتی متوفی ۶۶۱ھ
عمدۃ العقائد	حافظ الملۃ والدین عبداللہ نسفی ۷۱۰ھ
المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الاخرۃ	کمال الدین محمد ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ
عقائد واہل سنۃ وجماعت (۴ مکتوب)	حضرت مجدد شیخ احمد فاروقی متوفی ۱۰۳۳
تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان	شیخ عبدالحق محدث دھلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
العقیدۃ الحسنۃ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
شرح میزان العقائد	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

مرام الکلام فی عقائد الاسلام مع کامل ایمان علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹

علم کلام سے اعراض اور علم فقہ میں اشتغال

امام ابومنصور ماتریدی کے بعد آنے والے علماء نے علم کلام پڑھنا پڑھانا ختم کردیا تھا اور علم فقہ میں زیادہ مشغول ہوگئے تھے۔ اس لئے علم کلام کی کتابیں ضائع ہوگئیں اور علم فقہ کی کتابوں سے ساری دنیا بھری ہوئی ہے۔ امام ابوالیسر محمد بزدوی (متوفی ۴۹۳ھ) لکھتے ہیں

واکثر فقھائنا وائمتنا فی دیارنا منعوا الناس عن تعلم ھذا العلم جھارا وعن تعلیمہ وعن المناظرۃ ونحن اذلم نحملہ بحجۃ ان بین الفقھاء اختلاف فی مسائل التوحید تظھر بعض مذاھب اھل البدع ونحن

نتبع ابا حنفیه فانه امامنا وقدوتنا فی الاصول والفروع وانه یجوز تعلیمه وتعلمه والتصنیف فیه ولکن فی اخر عمره امتنع من المناظرة فیه ونهی اصحابه عن المناظرة فیه وکان لا یعلم اصحابه جهارا کما یعلم الفقه وهو مسائل الفروع (اصول الدین ص ۱۷)۔

ترجمہ: اور ہمارے ملک کے اکثر فقہاء اور ہمارے ائمہ نے لوگوں کو اس علم کلام سے ظاہرا سیکھنے سے روک دیا ہے۔ اور اس کی تعلیم دینے سے اور مناظرہ کرنے سے بھی منع کر دیا۔ اور جبکہ ہم ان کے خلاف کوئی دلیل نہیں اٹھاتے کہ بے شک فقہاء کے درمیان مسائل توحید میں اختلاف ہو بعض اہل بدعت کے مذہب کو ظاہر کرتے ہوئے۔ اور ہم ابو حنیفہ کی پیروی کرتے ہیں۔ بے شک وہ عقائد وفروع میں ہمارے امام اور پیشواء ہیں۔ اور بے شک اس علم کی تعلیم دینا اور اس کو سکھانا اور اس میں کتابیں تصنیف کرنا جائز ہے۔ لیکن آخری عمر میں آپ اس میں مناظرہ کرنے سے رک گئے تھے۔ اور انہوں نے اَپنے اصحاب کو بھی اس میں مناظرہ کرنے سے روک دیا تھا۔ اور اَپنے اصحاب کو ظاہراً ایہ علم نہیں سکھاتے تھے جیسے کہ وہ علم فقہ سکھاتے ہیں اور وہ فروعی مسائل ہیں۔

امام ابوالیسر محمد بزدوی لکھتے ہیں وانی ذکرت شیئا قلیلا؛ لان اهل دیارنا کانوا معرضین عن هذا العلم وکان الغالب فیهم الفقه، وکانوا ینکرون علی من یخوض فی هذا العلم ویهجرونه ویستخفون به؛ فقل هذا العلم فی دیارنا لهذا ۔ وکان غرضهم رحمهم الله تقویة مذهب اهل السنة والجماعة لکی لا تظهر اهل البدع فی هذه الدیار (اصول الدین ص ۲۷۴)۔ ترجمہ: اور بے شک میں نے کچھ تھوڑا سا علم کلام کا ذکر کیا ہے (کتاب اصول الدین لکھی ہے) اس لئے کہ ہمارے ملک میں اس علم سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اور ان میں غالب علم فقہ ہے اور

وہ اعتراض کرتے ہیں اس پر جو اس علم میں غور وخوض کرے اور اس علم کو چھوڑ دیتے ہیں، اور اس علم کو ہلکا سمجھتے ہیں اس لئے ہمارے ان ملکوں (ماوراء النہر) میں یہ علم کم ہو گیا ہے۔ اور ان کی غرض اللہ ان پر رحم فرمائے اہل سنت کے مذہب کو تقویت پہنچانا ہے تا کہ اہل بدعت (معتزلہ وغیرہم) نہ غالب آجائیں۔ معلوم ہوا کہ یہی وجہ تھی کہ امام ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کی علم کلام کی کتابیں چھوڑ دی گئی اور ان کی نشر واشاعت نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے وہ کتابیں ضائع ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ افسوس!

کتاب مقالات

مختلف مذاہب اور فرق سے آگاہی حاصل کرنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چار گمراہ گروہوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یہود و نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کا ذکر کیا۔ اور ان کے باطل عقیدوں کا رد فرمایا۔ اور علماء نے مذہبی فرقوں کا ذکر کیا اور ان کے عقائد باطلہ کی بھی تردید فرمائی۔ امام ابو منصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) نے کتاب المقالات تحریر کی۔

اس موضوع پر یہ کتاب المقالات بہت مشہور ہے جس میں مختلف فرقوں کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ کتاب المقالات کے حوالے بعض کتب میں ملتے ہیں۔

دیگر علماء نے بھی متعدد کتابیں اس موضوع پر لکھیں تھیں چنانچہ اصول الدین بزدوی کے ص ۲۴۱ پر بیان المذاہب میں لکھتے ہیں وذکر المتقدمون فی بیان مقالات اهل القبلة مقالاتهم مثل شیخ ابو منصور الماتریدی ابو الحسن الاشعری۔ ابو المعین نسفی (متوفی ۵۰۸ھ) نے تبصرة الادله ج ۱ کے ص ۵۳، اور تبصرة الادلة ج ۱ کے ص ۱۶۲ پر مقالات کے حوالے دئے ہیں اور بعض مضامین بھی نقل کئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب مقالات چھٹی سن ھجری میں موجود تھی۔ امام ابوالیسر محمد

بزدوی (رحمہ اللہ) نے کتاب اصول الدین کے صفحہ ۲۴۹ پر **بیان المذاھب و نحل اھل القبلۃ** کے عنوان سے بعض فرقوں کے عقائد ونظریات کا رد کیا ہے اوران کی کتابوں اورعقائد سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔اور بعض فرقوں کے عقائد کے اچھا ہونے کی تائید بھی کی ہے۔اس کتاب کا یہ مقام قابل مطالعہ ہے۔

بدعتی فرقوں کے عقائدواعمال سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے

علماء کرام ہمیشہ بدعتی فرقوں کا ذکر کرتے رہے ہیں تاکہ لوگ ان کے عقائد سے بچیں اوراپنا ایمان اوردین محفوظ رکھیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (سورۃ انعام آیت ۱۵۳)۔یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کردیں گے اللہ کے راستے سے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روآیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں اورمذھبوں میں بٹ گئے تھے۔اورمیری امت (مراد امت اجابت ہے) تہتر فرقوں اورمذھبوں میں بٹ جائے گی۔ان تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ کے سواء باقی سب دوزخ میں جائیں گئے۔صحابہ کرام نے عرض کیا وہ کونسا گروہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ہے کہ جس پر میں اور میرے صحابہ قائم ہیں (مشکوۃ بحوالہ ترمذی)

اوراس حدیث میں تہتر فرقوں کا ذکر آیا ہے۔اس عدد سے تعداد معین مراد نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے کہ بہت سے مذہبی فرقے پیدا ہوں گے۔چنانچہ صدرالاسلام ابوالیسر محمد بزدوی (رحمہ اللہ) تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً۔ عَلٰى سَبِيْلِ الْكَثْرَةِ لَا عَلٰى سَبِيْلِ الْحَصْرِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً لَّنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورۃ توبہ ۸۰)وَهٰكَذَا

رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ (اصول الدین ۲۵۷)۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ان تہتر فرقوں میں سے ایک (اھل سنۃ وجماعۃ) کے سواسب دوزخ میں جائیں گے۔یہ بطور کثرت فرمایا ہے (کہ زیادہ فرقے ہوں گے) نہ کہ حصر کے طور پر (کہ صرف تہتر ہی فرقے ہوں گے ان سے زیادہ نہیں ہوں گے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ بخشش طلب کریں (ان منافقین) کے لئے ستر مرتبہ تب بھی نہ بخشے گا اللہ انہیں (یہاں بھی ستر سے مراد کثرت ہے)۔اسی طرح حضرت حسن بصری (رحمہ اللہ) سے مروی ہے ثابت ہوا کہ تہتر سے مراد فرقوں کی کثرت ہے نہ کہ تعدادِ معین،لھذا یہ اعتراض نہیں کیا جائے گا کہ دنیا میں تہتر فرقوں سے بہت زیادہ فرقے پائے جاتے ہیں تو پھر تہتر کیوں فرمایا گیا ہے۔

کیا یہ بدعتی فرقے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، یا کہ سزا پانے کے بعد آخر جنت میں جائیں گے۔بعض نے کہا ہے کہ آخر جنت میں جائیں گئے کیونکہ اہل قبلہ ہیں۔
چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ جن بہتر فرقوں کے بارے میں كُلُّهُمْ فِي النَّارِ آیا ہے (سب دوزخ میں جائیں گے) اس سے دوزخ کا دائمی عذاب مراد نہیں۔اس لئے کہ دوزخ کا دائمی عذاب ایمان کے منافی ہے۔دائمی عذاب کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔اورچونکہ یہ بدعتی فرقے سب اہل قبلہ ہیں اس لئے ان کی تکفیر میں جرات نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ دینی ضروریات کا انکار اوراحکام شرعیہ،متواترات کو رد نہ کریں اوران احکام کے جو دین سے ضروری اور بدیہی طور پر ثابت ہو چکے ہوں، منکر نہ ہوں (مکتوب نمبر ۳۸،دفتر سوم)۔

بدعتی فرقوں کے دوزخی ہونے میں تواختلاف نہیں ہے۔ان کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

(سورۃ النساء ۴۸) بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس باتکو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے جو اس کے علاوہ ہے جس کو چاہتا ہے۔

معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کے سواء دوسرے گنہگاروں کی بخشش کی امید ہے۔ شیخ ملا احمد جیون رحمہ اللہ لکھتے ہی رنبی کریم ﷺ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ یعنی آگ سے بچنے والا وہ گروہ ہے جو میری سنت اور میرے صحابہ کی پیروی کرنے والا ہوگا۔ اگر چہ فرقہ ناجیہ مبہم ہے ہر تاویل کرنے والا اپنے زعم کے مطابق اس کی کوئی بھی تاویل کرسکتا ہے لیکن حق بات یہی ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر ہو، جو صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کی پیروی کرتے ہیں (تفسیرات احمدیہ)۔ فرقہ ناجیہ سے مراد حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ہیں۔

ابتدائی دور کے چند فرقے

ابتدائی دور اسلامی میں جو بدعتی فرقے پیدا ہوئے وہ چار ہیں (۱) پہلا فرقہ خوارج کا ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا۔ (۲) دوسرا فرقہ قدریہ کا ہے جس کا بانی معبد جھمی بصری تھا۔ (۳) تیسرا فرقہ روافض کا پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت پر طعن کیا۔ اور صحابہ کی تضلیل پر امادہ ہوئے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نہیں تھے۔ اس وقت کچھ لوگ تھے جو خود کو شیعان علی کہتے تھے، تو پھر یہ حضرت علی کے بعد رافضی ہو گئے۔ (۴) اور چوتھا فرقہ جو تابعین کے زمانہ میں ظاہر ہوا معتزلہ کا ہے، اس کا پہلا شخص واصل بن عطا (متوفی ۱۳۱ھ میں) تھا۔ جس کو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اپنے حلقہ درس سے نکال دیا تھا۔ (معتمد فی المعتقد ص ۲۲۲)۔ اس کے بعد فرقوں کے فرقے بنتے گئے جو لاتعداد ہیں۔

امام ابومنصور محمد ماتریدی کے زمانے میں جو بدعتی فرقے پائے جاتے تھے۔ ان میں سے بعض

فرقوں کے نام یہ ہیں: **معتزلہ، روافض، خارجی، جبریہ، قدریہ، جھمیہ، خشویہ، مرجیئہ، فلاسفہ، اسماعیلئہ، دھریہ، یھود، نصاری، صنویہ، منانیہ، سمنیہ، دیصانیہ، مرقونیہ، سوفسطائیہ، مجسمہ، برغوثیہ، نجمہ، معطلہ، شبہ، اصحاب الھویہ، جسینیہ، زنادقہ، قرامطہ، کرامیہ**۔ اور ان کے علاوہ اور فرقے بھی تھے۔ امام ابو منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) نے ان کے عقائد ونظریات کا خصوصیت کے ساتھ اپنی تفسیر تاویلات القرآن اور کتاب التوحید میں عقلی اور نقلی دلائل سے رد کیا ہے۔

ان میں سے بعض فرقے فرقے دنیا سے مٹ گئے ہیں اور ان کی کتابیں بھی نایاب ہیں۔ البتہ بعض فرقے ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس دور حاضرہ میں بھی بہت سے نئے نئے فرقے نئے نئے ناموں سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور آپس میں شدید اختلاف رکھتے ہیں۔

بدعتی فرقوں کے عقائد کی معرفت ضروری ہے

اس لئے اپنے عقائد واعمال کی مضبوطی اور بدعتی فرقوں کے عقائد اعمال سے بچنے کے لئے اگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ صاحب کتاب نصرۃ الدینیۃ میں لکھا ہے: وَاعْلَمْ يَا اَخِيْ بِاَنَّ مَعْرِفَةَ مَذْهَبِكَ لَا يَكُوْنُ كَامِلَةً اِلَّا بِمَعْرِفَةِ مَذْهَبِ الْمُخَالِفِيْنَ لِاَنَّ الْاَشْيَاءَ يُعْرَفُ بِاَضْدَادِهَا كَمَا قِيْلَ فَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ وَكَمَا قِيْلَ عَرَفْتُ الشَّرَّ لَا لِلشَّرِّ وَلٰكِنْ لِتَوْقِيَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الشَّرَّ مِنَ الْخَيْرِ وَقَعَ فِيْهِ وَكَمَا قَالُوْا مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الْكُفْرَ لَا يَعْرِفُ الْاِيْمَانَ وَكَذٰلِكَ مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الْبِدْعَةَ وَالضَّلَالَةَ لَمْ يَعْرِفِ الْاِهْتِدَاءَ وَالْاِسْتِقَامَةَ (نصرۃ الدینیہ ۶ مخطوط)

ترجمہ: کہ اے میرے بھائی تجھے اپنے مذھب کی معرفت اور پہچان کامل طور پر اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ مخالفین کے مذھب کی پہچان ومعرفت حاصل نہیں کرے گا کیونکہ چیزیں اپنی ضدوں سے معلوم ہوتی ہیں جیسے کہا گیا ہے کہ اس کے ضد کے ذریعہ سے

واضح اور ظاہر ہوتا ہے۔ اور جیسے کہا گیا ہے میں نے شر کو پہچانا اس سے بچنے کے لیئے تو جو برائی کو اچھائی سے نہیں پہچانتا اس میں پڑ جائے گا اور جس طرح علماء نے کہا ہے کہ جو کفر نہیں پہچانتا وہ ایمان نہیں جانتا۔ اور اسی طرح جو بدعت اور گمراہی کو نہیں پہچانتا وہ ھدایت اور استقامت کو نہیں جانتا۔ اس لئے بدعتی اور گمراہ فرقوں کے عقائد اور اعمال کو جاننا چاہئے تا کہ اپنے عقائد اور اعمال کو خرابی سے بچا سکے۔ مختلف فرقوں کے خیالات ونظریات جن کتابوں میں تحریر کئے گئے ہیں ان میں بعض کے نام یہ ہیں:

کتاب الرد علی اہل البدع والاھواء	امام ابو مطیع مکحول النسفی متوفی سنہ ۳۱۸ھ
مقالات الاسلامیین	امام ابو الحسن اشعری متوفی سنہ ۳۳۰ھ
الفرق بین الفرق	ابو منصور عبد القاھر بغدادی متوفی سنہ ۴۲۹ھ
اعتقاد فرق المسلمین والمشرکین	امام فخر الدین الرازی متوفی سنہ ۶۰۶ھ
الملل والنحل	علامہ ابن حزم متوفی سنہ ۴۲۸ھ
کتاب الملل والنحل	ابو الفتح محمد بن عبد کریم شہرستانی
تاریخ المذاھب الاسلامیہ	شیخ امام محمد ابو زھرہ مصری

امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کی معتزلہ کے رد میں کتابیں

ماوراء النہر میں معتزلہ کا مرکز تھا اور بلخ کے رہنے والے تین معتزلی عالم تھے۔ ابوالقاسم الکعبی (متوفی ۳۱۹ھ)، ابوزید بلخی (متوفی ۳۲۲ھ) اور ابوعمر محمد بن سعید باھلی (متوفی ۳۵۵ھ)۔ یہ ابوعلی جبائی کے زیادہ مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ اس کے علاوہ اور معتزلی علماء بھی تھے۔ اس لئے معتزلہ کے عقائد کے رد کرنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا اور چنانچہ فرقہ معتزلہ کے رد میں پانچ کتابیں تحریر کی گئیں۔

(۱) بیان وھم المعتزلہ (۲) ابوالقاسم الکعبی (متوفی ۳۱۹ھ) کے رد میں تین کتابیں: رد

تھذیب الجدل للکعبی (۳) وعید رد الفساق للکعبی (۴) رد اوائل اللادلة للکعبی۔ یہ کتاب ابوالقاسم الکعبی کی کتاب اوائل اللادلة کا رد ہے (۵) ردّ الاصول الخمسة لابی محمد الباھلی (متوفی ۳۵۵ھ) کی کتاب محمد باھلی کی کتاب الاصول الخمسہ کا رد ہے۔ اور دیگر علماء معتزلہ کے اقوال کا بھی رد کیا گیا ہے جیسے (۱) ابو عیسی الوراق استاذ الرافضی الملحد ابن الروندی (روانڈی) کان ثنویا منانیا واظھر الرفض توفی عام ۲۴۷ھ (حاشیہ کتاب التوحید ص ۱۸۶)۔ امام ابومنصور ماتریدی نے کتاب التوحید کے ۱۸۶، ۱۸۷ ص ۱۹۳ اور ص ۱۰۹۹ مقام پر اس رافضی بے دین کا رد فرمایا ہے۔ (۲) ابوبکر محمد بن شیط شیخ المعتزلة تیسری صدی ہجری کے نصف میں ہوا ہے انه الف کتابا فی التوحید وکان من اصحاب النظام (حاشیہ کتاب التوحید ص ۱۲۳) کہ بے شک اس نے توحید میں ایک کتاب لکھی تھی اور یہ اصحاب نظام میں سے تھا۔ کتاب التوحید کے پانچ مقامات پر اس کا رد کیا گیا ہے (۳) حسین بن نجار معتزلی متوفی ۲۳۰ھ کا امام ابومنصور محمد ماتریدی نے کتاب التوحید ص ۹۹، ۱۰۰، ۱۲، ص ۲۶۵ اور ص ۳۲۲ پر رد کیا ہے۔ اور یہ فرقہ معتزلہ کا سردار تھا (۴) ابواسحاق ابراھیم بن سیار بن ھانی النظام معتزلی بصری متوفی ۲۲۱ھ معتزلہ کے کبار علماء میں سے تھا (حاشیہ کتاب اتوحید ص ۱۵۰)۔ کتاب التوحید کے ۶۸ مقامات میں معتزلہ کا رد کیا گیا ہے۔ خیال رہے کہ امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) نے اسی طرح شہرہ افاق کتاب تاویلات القران میں معتزلہ کے نظریات کا رد کیا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ امام ابومنصور ماتریدی معتزلہ کے زیادہ قریب تھے یا وہ معتزلہ کی گود میں جا گرے تھے، ایک جھوٹے الزام کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ معتزلہ کے قریب نہیں تھے معتزلہ کا شدید رد کیا کرتے تھے اور علماء معتزلہ کو مخاطب کر کے ان کی تردید کرتے تھے۔ بعض مسائل میں موافقت کے ہونے کی وجہ سے اہل سنت سے کوئی بھی خارج نہیں ہوتا۔ امام ابومنصور ماتریدی

(رحمہ اللہ) معتزلہ کے قریب نہیں تھے بلکہ اشاعرہ اور معتزلہ کے درمیان میں تھے۔ نہ آپ معتزلی تھے اور نہ اشعری بلکہ آپ حنفی تھے۔

فرقہ قرامطہ اور روافض کے رد میں کتابیں

روافض: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل مانتے خلفاء ثلاثہ کی خلافتوں اور دیگر صحابہ کے بھی منکر ہیں۔ یہ کئی فرقوں میں منقسم ہیں۔ ان میں قرامطہ بھی ہیں تو امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ نے فرقہ قرامطہ اور روافض کے رد میں بھی تین کتابیں تحریر کی تھیں:

(۱) الرد علی اصول المذهب القرامطه (۲) الرد علی فروع القرامطه (۳) رد الامامة لبعض الروافض۔ کتاب التوحید اور کتاب تاویلات القرآن میں بھی ان کے عقائد کا رد کیا گیا ہے۔

حمدان قرمط کوفی فرقہ قرامطہ سے جو غلاۃ شیعہ میں سے تھا۔ اس کا نام جرمہ تھا اس کو محرمات ومحارم کو جائز قرار دینے کی وجہ سے بابکیہ بھی کہا جاتا تھا اور اس کو اسماعلیہ بھی محمد بن اسماعیل کی نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اور کہا گیا اسماعیل بن جعفر صادق کی امامت کو ثابت کرنے کی وجہ سے اسماعیلیہ کہتے ہیں (حاشیہ کتاب التوحید ص ۶۳)۔ اور حمدان قرمط کی نسبت سے اس کے ماننے والوں کا نام فرقہ قرامط یا اسماعیلہ ہے۔ اسی فرقہ قرامطہ (قرمط) کی وجہ سے ۲۷۸ھ میں ایک بڑا فتنہ پیدا ہوا تھا جس کی تفصیل تواریخ میں ہے۔ اور محمد بن کرام فرقہ کرامتہ کے سردار تھے۔ اس کا بھی تعلق فرقہ شیعہ ہی سے تھا۔ ان تین کتابوں میں معتزلہ قرامطہ اور روافض کا رد کیا گیا ہے۔ صاحب **تبسیط العقائد الاسلامیہ** لکھتے ہیں **وفی اواخر القرن الثالث ظهر الامام ابو منصور الماتريدی واشتغل بالرد علی اصحاب العقائد الباطلة** (فرقۃ الماتریدیہ ص ۲۹۵)۔ اور تیسری ہجری کے آخر میں امام ابومنصور ماتریدی باطل عقائد والوں کی تردید کرنے لگے۔ تو انہوں نے تحفظ عقائد اہل

سنت اور بدعتی فرقوں کے عقائد کی تردید میں عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا تھا۔

کتاب تاویلات القرآن (اہل السنۃ) اور کتاب التوحید دونوں کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عقائد اہل السنۃ والجماعت کے اثبات کے دلائل اور تمام مبتدعین فرقوں کا کامل طور پر رد کیا گیا اور یہ دونوں کتابیں عقائد ماتریدی اور مسائل کو سمجھنے اور جاننے کے لئے کافی، وافی اور شافی ہیں۔

اصول فقہ کی کتابیں:

شریعت کے چار ماخذ ہیں: قرآن، سنت، اجماع اور قیاس۔ فقہاء علیہم الرضوان نے ان ماخذوں سے شریعت کو اخذ کرنے کے لئے جو اصول مرتب فرمائے ہیں انہیں اصول فقہ کہا جاتا ہے۔ شریعت کے ان چاروں ماخذوں میں سے ہر ایک پر باری باری بحث کی جاتی ہے۔ قیاس کے علاوہ استحسان بھی ہے۔ یہ عظیم الشان، کثیر الفوائد علم ہے۔ اس کے ماہرین اصول اربعہ سے مسائل استنباط اور اخذ کرتے ہیں۔ علماء احناف میں سے اصول فقہ میں سب سے پہلے امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) نے دو کتابیں لکھی تھیں (۱) مَاٰخِذُ الشَّرَائع فی اصول الفقہ (الشریعۃ) (۲) کتاب الجدل۔ ان دونوں کتابوں میں اصول فقہ کے مسائل بیان ہوئے ہیں اور کتاب ماخذ الشرائع بڑی اہم کتاب ہے جس کے حوالے بھی بعض کتب میں آتے ہیں۔ چنانچہ قاضی امام ابوالیسر محمد بزدوی متوفی ۴۹۳ھ نے **معرفة الحجج الشرعية** میں عام کی بحث میں امام محمد ابومنصور ماتریدی کا حوالہ دیا ہے اور دوسری جگہ تخصیص العلۃ کی بحث میں بھی حوالہ دیا ہے۔ امام ابوالمعین نسفی ماخذ الشرائع کے متعلق مسئلہ (خلف وعید) بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں **ذكره الشيخ ابو منصور فی كتابه المصنف فی اصول الفقه المسمی بماخذ الشرائع وبالغ فی ذالك واستقصی وحل كل اشكال للخصم فيه ودفع كل شبهة لهم بحيث لم**

يبق في القوس منزع ولا في الزيادة عليه مطمع فمن اراد الوقوف عليه فلينظر في ذالك (تبصرۃ الادلۃ ج ۲ ص ۸۴۷ اور تبصرۃ الادلۃ ج ا ص ۱۴۶)۔

چھٹی صدی ہجری کے امام علاء الدین محمد سمرقندی اپنی کتاب میزان الاصول کے ماخذ کے ذکر میں لکھتے ہیں **قسم وقع في غاية الاحكام والاتقان لصدوره فمن جمع الفروع والاصول وتبحر في علوم المشروع والمعقول مثل الكتاب الموسوم به (ماخذ الشرائع) والموسوم به كتاب الجدل للشيخ الامام الزاهد رئيس اهل السنة ابي منصور الماتريدي (رحمه الله)** (میزان الاصول للسمرقندی ص ۲)۔ نیز صاحب میزان الاصول (رحمہ اللہ) نے تقریباً اپنی اس عمدہ تالیف میں امام ابو منصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) کا ۲۴ مرتبہ حوالہ دیا ہے اور عبارتیں بھی نقل کی ہیں اور اسی طرح چھٹی صدی ہجری کے ابتدائی دور کے امام علامہ ابوالثنا محمد بن زید الامشی حنفی ماتریدی نے اپنی کتاب اصول الفقہ میں دس مقامات پر ماخذ الشرائع کا حوالہ دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب پانچویں اور چھٹی سن ہجری تک موجود تھی۔ علامہ بلقاسم بن حسن غالی لکھتے ہیں کہ یہ کتاب چھٹی ہجری تک موجود تھی اور اصول فقہ میں اسی پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ چونکہ اس کے الفاظ ومعانی مشکل تھے اور پڑھنے والوں کی ہمتیں کمزور ہوگئی تھیں۔ نئی اور آسان کتابیں بھی تحریر کی گئیں تھیں جیسے تقویم الادلّۃ وغیرہ جسکی وجہ سے ان کا پڑھنا اور پڑھانا چھوڑ دیا گیا اور اس طرح یہ کتاب ضائع ہوگئی (ابومنصور الماتریدی وحیاتہ ص ۱۹)۔

شیخ فخر الدین سید قانت لکھتے ہیں: کہ کتاب ماخذ الشرائع کا اصلی نسخہ پایا جاتا ہے **يوجد اصله في مكتبة جوتا بالمانيا برقم ۱۰۰** (حاشیہ الکافی شرح البزدوی ج ا ص ۹۷) مانیا کے مکتبہ جوتا میں یہ مخطوط پایا جاتا ہے اور اس کا نمبر سو (۱۰۰) ہے۔ محققین کے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ کتاب ماخذ الشرائع کا مخطوط محفوظ ہے۔ صاحب تدوین اصول فقہ نے لکھا ہے کہ

تیسری صدی ہجری میں حنفی مذہب میں اصول فقہ پر کام کرنے والے اور کتابیں لکھنے والے امام ابو منصور محمد ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) ہی تھے۔ اصول فقہ میں اس کے بعد متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

کتاب	مصنف
تقويم الادلة في اصول فقه	امام ابوزید عبیداللہ الدبوسی حنفی متوفی ۴۳۰ھ
الفصول في الاصول	امام ابوبکر احمد جصاص متوفی ۳۷۰ھ
اصول الشاشي	علامہ نظام الدین شاشی متوفی ۳۲۵ھ
كنز الوصول الى معرفة الاصول (اصول بزدوی)	فخر الاسلام ابوالعسر علی بزدوی متوفی ۴۸۲ھ
معرفة الحجج الشرعية	صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی متوفی ۴۹۳ھ
ميزان الاصول في نتائج العقول	علامہ علاء الدین محمد سمرقندی متوفی ۵۳۹ھ
كتاب اصول الفقه	ابوثناء محمود بن زید لامشی ماتریدی ۵۳۶ کے بعد وفات
منتخب الحسامي	علامہ ابوعبداللہ حسام الدین محمد حسیکفی متوفی ۶۴۴ھ
منار الانوار في اصول الفقه	ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ متوفی ۷۱۰ھ
التنقيح مع التوضيح في اصول الفقه	صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود متوفی ۷۴۷ھ
مراة الاصول شرح مرقاة الوصول	علامہ محمد ملا خسرو متوفی ۸۸۵ھ
مسلم الثبوت	امام قاضی محب اللہ بن عبدالشکور متوفی ۱۱۱۹ھ

باب پنجم: امام ابو منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) علماء ومشائخ کی نظر میں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ** (بقرہ ۱۵۲)۔ تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا کہ تم دنیا میں میرا ذکر کرو، میں تمہارا چرچا تمہارے مرنے کے بعد بھی

کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (طٰہٰ ۹۶)۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمان محبت پیدا کردے گا یعنی اَپنا محبوب بنائے گا۔ اور اَپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ فلا نا میرا محبوب ہے تو جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے، سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔ جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کی مرضی و منشا کے مطابق زندگی گزارتے ہیں تو ان کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔

امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے ذاتی حالات زندگی نایاب ہیں لیکن امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) اَپنے کارناموں کی وجہ سے زندہ ہیں اور ان کا ذکر ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ کچھ لوگ حسد کی وجہ سے امام ابومنصور ماتریدی کے خلاف لکھ رہے ہیں اور یہ ان کی ایک ناکام کوشش ہے جس میں وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ امام ابومنصور ماتریدی کا ذکر کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی طرح ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایمان والوں، اچھے عمل کرنے والوں کی محبت میں لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں۔ لوگ پھر ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

اس دور حاضرہ میں بہت سے علماء نے آپ کے متعلق لکھا ہے اور آئندہ بھی لکھتے رہیں گے۔ امام ابومنصور ماتریدی کے بعد آنے والے علماء ومشائخ نے آپ کا ذکر بڑی تعظیم وتکریم سے کیا ہے اور بڑے بڑے القابوں سے نوازا ہے۔ اس لئے اَب بعض علماء و مشائخ کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ علماء و مشائخ کی نظر میں امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کی

کیا شان ہے اور کیا مقام ہے۔

چنانچہ علامہ بلقاسم بن حسن غالی لکھتے ہیں وَقَدْ عَدَّ ابن کَمَالَ بَاشَا فِی طَبَقَات الْحَنْفِیَہ ابَا مَنْصُوْرَ الْمَاتُرِیْدِیْ الطَّبَقَۃِ الرَّابِعَۃِ مِنْ بَیْنَ عُلَمَاءِ الْحَنِیْفَۃ (ابو منصور الماتریدی حیاتہ وارا ؤہ العقیدیہ ص۱۶) کہ علامہ احمد بن سلیمان الشھیر لابن کمال باشا (متوفی ۹۴۰ھ، ۱۵۳۳م) نے حنفی علماء کے طبقات بیان کرتے ہوئے امام ابومنصور ماتریدی کو طبقات حنفیہ میں چوتھے درجہ میں شمار کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام ابومنصور محمد الماتریدی فقہاء کے چوتھے طبقہ میں سے تھے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی (رحمہ اللہ)

حضرت شیخ احمد فاروقی (رحمۃ اللہ علیہ) (متوفی ۱۰۳۳ھ) مسئلہ رویت باری تعالیٰ بیان کرتے ہوئے حضرت امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کا ذکر نہایت ہی محبت بھرے انداز میں فرماتے ہیں درمیان علماء اہل سنت طریق اصحاب شیخ الاسلام ابومنصور ماتریدی چہ زیبا است۔ کہ اقتصار بر مقاصد فرمودہ اند و اعراض از تدقیقات فلسفیہ نمودہ طریق نظر و استدلال بطریق فلسفی درمیان علمائے اہل سنت و جماعت از شیخ ابوالحسن اشعری ناشی شدہ است۔ و خواستہ کہ معتقدات اہلسنت را با استدلال فلسفی تمام سازد۔ و این دشوار است۔ و دلیر ساختن است بر مخالفان را بر طعن اکابر دین و گزاشتن است طریق سلف را۔ ثَبَّتَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی مُتَابَعَۃِ اٰرَاءِ اَھْلِ الْحَقِّ الْمُقْتَبِسَۃِ مِنْ اَنْوَارِ النُّبُوَّۃِ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ اَتَمُّھَا وَاَکْمَلُھَا (مبداء ومعاد ۴۲ ص ۶۷)۔ ترجمہ: اور علماء اہل اسنت میں شیخ ابومنصور ماتریدی کے اصحاب کا طریقہ کیا ہی عمدہ ہے کہ جنہوں نے صرف مقاصد پر اکتفا کیا ہے اور فلسفی باریکیوں اور نکتہ چینیوں سے بالکل روگردانی کرلی ہے۔ فلسفیوں کی طرح انداز پر نظر و استدلال کا طریقہ علماء اہل سنت و جماعت میں شیخ ابوالحسن اشعری سے شروع ہوا ہے۔

ان کا یہ مدعا تھا کہ کسی طرح اہل سنت کے معتقدات کو فلسفی دلائل سے ثابت کریں۔ ایسا کرنا مشکل ہے بلکہ ایک طرح سے مخالفوں کو اکابر دین پر طعنہ کرنے کی جرأت دلانا اور طریق سلف کو ترک کرنا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں ثابت قدم رکھے اہل حق کی آراء کی متابعت پر جو انوار نبوت سے مقتبس (نور) حاصل کرنے والے ہیں۔ صاحب نبوت پر اتم اور اکمل درود اور سلام ہوں۔

حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی (رحمہ اللہ) امام ابو منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے اصحاب کی شان میں فرماتے ہیں، چوں بنور فراست حدت نظر نمودہ می آید واضح می گردد کہ حق بجانب ماتریدیہ است در جمیع مسائل خلافیہ کلامیہ رائے ایں فقیر موافق آرائے علمائے ماتریدیہ است والحق کہ ایں بزرگواران را بواسطہ متابعت سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ شان عظیم است کہ مخالفان ایشاں را بواسطہ خلط فلسفیات آن شان میسر نیست اگرچہ ہر دو فریق از اہل حق اند (مبداء ومعاد ص ۴۹)۔ ترجمہ: لیکن جب نور فراست سے دیکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ماتریدیہ حق بجانب ہیں۔ علم کلام کے متعلق تمام مسائل اختلافیہ میں میری رائے علماء ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے۔ واقعی ان بزرگوں کی شان بہ سبب پیروی ء سنت نبوی **علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ** نہایت عظیم ہے۔ ان کے مخالفوں کو فلسفی مسائل میں مشغول ہونے کے سبب وہ شان حاصل نہیں ہے کہ دونوں فریق اہل حق ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صفت تکوین حقیقیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، علمائے ماتریدیہ ہر چند ایں صفت را اثبات کردہ اند، اما بایں حدت نظر پے نبردہ اند۔ اتباع سنت سنیہ مصطفویہ، علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ، درمیان سائر متکلمین، ایشاں را بایں معرفت ممتاز ساختہ است، و ایں حقیر از خوشہ چینانِ ایں اکابر است۔ **ثَبَّتَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی مُعْتَقَدَاتِہِمُ الْحَقِّیَّۃِ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوَاتُ**

وَالتَّسْلِیْمَاتُ اَتَمُّھَا وَاَکْمَلُھَا (مبداو معاد ۱۴۱)۔ گو علمائے ماتریدیہ نے اس صفت تکوین کو ثابت کیا ہے لیکن اس قدر غور و خوض سے کام نہیں لیا۔ سنت نبوی (ان پر درود اور سلام اور تحیہ ہو) کی پیروی کے سبب وہ تمام متکلمین میں اس معرفت سے ممتاز ہیں، یہ حقیر بھی ان بزرگوں کا خوشہ چین ہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان کے معتقدات پر ثابت قدم رکھنا (مبداء و معاد مع شرح سعادت العباد، ج ۲، ص ۱۴۵)۔ آپ پر درود اور سلام کامل اور مکمل طور پر ہو۔

(امام ابوالحسن) اشعری نے چونکہ حق تعالیٰ کے فعل کی حقیقت سے اطلاع نہ پائی اس لئے تکوین کو حادث کہہ دیا اور حق تعالیٰ کے افعال کو بھی حادث جان لیا اور نہ جانا کہ یہ سب حق تعالیٰ کے ازلی فعل کے آثار ہیں نہ کہ حق تعالیٰ کے افعال (مکتوب ۲۶۶ دفتر اول)۔

عقائد اہل سنت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، لیکن در اکثر مسائل موافقت مشائخ ماتریدیہ دارند (مکتوب ۲۶۶ دفتر اول) زیادہ تر مسائل کلامیہ میں مشائخ ماتریدیہ موافقت رکھتے تھے۔

پروفیسر محمد اسلم صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی (رحمہ اللہ) کی درگاہ کے صدر دروازے پر ایک بورڈ آویزاں تھا جس پر درگاہ عالیہ، حضرت ابوالبرکات بدرالدین شیخ احمد فاروقی سہرہندی کابلی نقشبندی حنفی ماتریدی رقم تھا (سفرنامہ ہند ص ۳۲۶)۔ چونکہ آپ عقائد میں پکے ماتریدی تھے اس لئے اور نسبتوں کے ساتھ اپنے نام کے بعد ماتریدی بھی لکھا کرتے تھے۔ اور آپ کو امام ابو منصور ماتریدی سے بڑی عقیدت و محبت تھی اس لئے آپ نے انہی کے طریقہ پر ثابت قدمی کی دعا کی اور شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب فرمایا۔

حضرت شاہ ولی محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت امام ربانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے رسالہ رد الروافض کی شرح میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں مولانا شیخ احمد فاروقی ماتریدی نقشبندی (کتاب مجدد الف ثانی ص ۷۷۳) یعنی آپ ماتریدی کہلاتے تھے۔

عقائد وعلم کلام کی کتابوں میں فلسفہ اور منطق کی امیزش

اور یہ حقیقت ہے کہ امام فخر الدین رازی صاحب مواقف، صاحب مقاصد اور قاضی ناصر الدین بیضاوی (متوفی ۶۷ ھ) وغیرہ علماء اشاعرہ نے علم کلام کی کتابوں میں زیادہ تر منطق و فلسفہ کے مباحث پیش کئے ہیں اور علم حکمت و علم منطق کی امیزش زیادہ کی ہے۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرھاروی لکھتے ہیں کسیف الدین الامدی والامام رازی وصاحب الموافق والصحائف والشارع فی المقاصد والتهذیب والبیضاوی فی الطوالع فان المباحث الفلسفیة فیہا اکثر من المباحث الشرعیة
(نبراس ص ۳۳)

جیسے سیف الدین امدی امام رازی صاحب الموقف، صاحب الصحائف الالھیہ لشمس الدین سمرقندی شرح مقاصد تہذیب المنطق والکلام میں اور علامہ بیضاوی نے طوالع میں بلاشبہ فلسفہ ومنطق کے مباحث مسائل شرعیہ سے زیادہ درج کیئے ہیں۔ لیکن علماء ماتریدیہ نے ضروری مسائل پر اکتفا کیا ہے۔ امور عامہ جیسی طول وطویل بحثیں نہیں لکھی ہیں۔ چنانچہ کتاب التوحید لامام ماتریدی،، اصول الدین بزدوی، تبصرۃ الادلہ ابوالمعین میمون نسفی، العقائد النسفیہ، کتاب البدایہ من الکفایہ فی الھدایہ فی اصول الدین لامام نور الدین صابونی وغیرھم میں ضروری مقاصد پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اسی لئے حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اقتصار بر مقاصد فرمودہ اند واعراض از تدقیقات فلسفہ نمودہ (مبدا ومعاد)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، وشیخ ابوالحسن اشعری درفقہ شافعی بود، ودیگر از مئویدان مذھب اہل سنت وجماعت شیخ ابومنصور ماتریدی بود ومناقب ومفاخروے بیرون از حد حصر واحصا است ووے حنفی المذھب ست ازیجاست کہ جانب شافعیہ

رااشاعرہ خوانند وحنفیہ را ماتریدیہ ہر دو متفق اند درعقائد واھل سنت وجماعت کہ گویند تابعان ایشان اند (شرح سفر السعادت ص ۵۰۹)۔

اور شیخ الحسن اشعری فقہ میں شافعی تھے۔ اور دوسرے امام مذہب اہل سنت وجماعت کی تائید و مدد کرنیوالے شیخ ابومنصور ماتریدی تھے۔ ان کے مناقب وفضائل اور باعث فخر کارنامے حدو شمار اور تعداد سے باہر ہیں اور ابومنصور ماتریدی حنفی المذہب تھے۔ اس لئے شافعیہ کو اشاعرہ کہتے ہیں اور حنفیہ کو ماتریدیہ اور یہ دونوں عقائد میں متفق ہیں اور اہل سنت وجماعت (عقائد) میں ان ہی کے تابع ہیں۔

فخر المتکلمین علامہ محمد عبدالعزیز پرھاروی (رحمۃ اللہ علیہ)

فخر المتکلمین علامہ محمد عبدالعزیز پرھاروی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں ھو الامام محمد بن محمد بن محمود السمرقندی منسوب الی ماترید اسم قریۃ من سمرقند ویلقب بعلم الھدی وھو رئیس علماء اھل السنہ والجماعۃ بما وراء النھر وکان حنفی المذھب تلمذ علی ابی نصر عیاض تلمیذ ابی بکر الجوزجانی تلمیذ الامام محمد صاحب ابی حنیفہ وتسمی اتباعہ بالماتریدی وتوفی الامام ابو منصور سنۃ خمس وثلاثین وثلاثمئۃ ودفن بموضع یقال جاکردیذہ وقبرہ مشھور یزار ویتبرک (نبراس ص ۲۲۹)

کہ امام محمد بن محمد بن محمود سمرقندی جو ماترید کی طرف منسوب ہیں، ماترید سمرقند کے ایک گاؤں یا محلہ کا نام ہے اور آپ کو علم الھدی کے لقب سے ملقب تھے۔ اور آپ ماوراء النہر کے علماء اہل سنت کے سردار ہیں اور آپ حنفی المذہب تھے۔ انہوں نے ابونصر عیاض سے علم حاصل کیا جو ابوبکر جوزجانی کے شاگرد تھے، انہوں نے امام محمد سے علم حاصل کیا تھا اور ان کی پیروی کرنیوالوں کو ماتریدیہ کہتے ہیں۔ آپ نے ۳۳۵ھ میں وفات پائی اور موضع جاکردیزہ میں

دفن کیئے گئے۔ اور آپ کی قبر بڑی مشہور ہے، اس کی زیارت کی جاتی ہے اور برکت بھی حاصل کی جاتی ہے (نبراس ص ۲۲۹)۔

امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری شرح فقہ اکبر میں مسئلہ رویت باری تعالیٰ بیان کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی کا ارشاد نقل کرتے ہیں **قَالَ الفخر الدین الرازی مَذْهَبُنَا فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ مَا اِخْتَارَهُ الشَّيْخُ اَبُوْ مَنْصُوْرُ الْمَاتُرِيْدِيُّ** (شرح فقہ اکبر) کہ امام فخر الدین رازی (رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ ہمارا مذہب (دیدار خداوندی کے بارہ میں) اس مسئلہ میں وہی ہے جسے شیخ ابو منصور ماتریدی (رحمہ اللہ) نے اختیار اور پسند کیا ہے۔ چنانچہ اربعین میں امام رازی (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہمارا مذہب وہ ہے جس کو ابو منصور ماتریدی سمرقندی نے اختیار کیا ہے کہ ہم خدا کی رویئت کے امکان کو عقلی دلیل سے ثابت نہیں کرتے بلکہ اس پر ظواہر قران وحدیث سے استدلال کرتے ہیں (کتاب امام رازی ص ۱۹۳)۔

امام ابو منصور ماتریدی (متوفی ۳۳۳ھ) اَپنے دور کے نامور عالم، ممتاز فقیہ و مجتہد اور صف اول کے متکلم تھے۔ انہیں حنفی علم کلام کی تدوین وترتیب کا شرف حاصل ہے۔ ایک فقیہ اور مجتہد ہونے کی حیثیت سے فقہ میں بھی ان کے نام کا سکہ چلتا ہے۔ اسی لئے کاسانی ان کا بکثرت ذکر فرماتے ہیں (حاشیہ بدائع الصنائع ج۱، اردو) یعنی مشہور عالم دین، متکلم، ماہر اصول فقہ اور نامور فقیہ مجتہد تھے۔

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قرب قیامت) ماوراء النہر سے ایک شخص نکلے گا جسے حارث کہا جائے گا، کسان ہوگا، اس کے لشکر کے اگلے حصہ میں ایک

شخص ہوگا جسے منصور کہا جائے گا۔ وہ (حارث نامی) شخص حضرت ﷺ کی اولاد کو ایسی ہی جگہ دے گا جیسے قریش (اہل ایمان) نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو جگہ دی تھی۔ ہر مسلمان پر اس کی مدد ضروری ہے یا فرمایا اس کی بات ماننا ضروری ہے۔

اس حدیث میں لفظ منصور مذکور ہے۔ اس کی شرح میں علامہ علی قاری ارشاد فرماتے ہیں **وقیل المراد به ابو منصور الماتریدی وهو امام جلیل مشهور وعلیه مدار اصول الحنفیه فی العقائد الحنیفیة** (مرقاۃ ج۱۰ ص۹۸)۔ کہا گیا ہے کہ منصور سے مراد ابو منصور ماتریدی ہیں جو ایک مشہور جلیل القدر امام ہیں اور عقائد حنیفہ میں حنفیہ کے اصول کا مدار ان ہی پر ہے۔

اور مظاہر حق میں ہے کہ ویسے بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ حضور نے منصور نام کے جس شخص کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ مشہور عالم حضرت ابو منصور ماتریدی تھے جن کا درجہ حنفی فقہ کے اصول کے مدون کی حیثیت سے حنفیہ میں امام سمجھا جاتا ہے اور ان کی ذات حنفی فقہ کی مدار ہے (مظاہر حق ج۵ ص۷۴)۔ حدیث کے اس لفظ منصور میں دیگر احتمالات بھی ہیں۔ افسوس ہے کہ علامہ علی قاری نے امام ابو منصور ماتریدی کے بارے میں الاثمار الجنیة میں (ج۲ کے ص ۶۲۴ پر) صرف تعارف ہی پیش کیا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو زیادہ حالات نہ مل سکے ہوں جیسا کہ عام طبقات الحنفیہ میں ہے۔

علامہ ابن حزم (رحمۃ اللہ علیہ) نے شیخ ابو منصور ماتریدی کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک صفت بسیطہ قدیمہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو سناتے ہیں تب (خلق صوت) ایک آواز پیدا کرتے ہیں اور اس صوت مخلوق (حادث) میں اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ یعنی کلام متجلی ہوتا ہے (فضل الباری شرح بخاری ج۱ ص ۱۵۴)۔

علامہ میر سید مبدالواحد نلگرامی متوفی ۱۰۱۷ھ (رحمہ اللہ)

علامہ میر سید مبدالواحد نلگرامی فرماتے ہیں، بعض رافضی آیت انما یرید اللہ (الآیۃ) کو پہلی آیت سے جدا مانتے ہیں۔ تفسیر ماتریدی میں ہے کہ بعض نے کہا کہ یہ آیت پہلی آیت سے مقطوع ہے اس لئے کہ پہلی آیت ازواج کے بارے میں ہے اور یہ آپ کے اہلبیت کے حق میں ہے اور یہ رافضیوں کا قول ہے۔ لیکن علمائے اہل سنت و جماعت دونوں آیتوں کو باہم مربوط مانتے ہیں اس لئے کہ ازواج مطہرات تو اصل اہل بیت ہیں اور باقی دوسروں میں سے بعض داخل اہل بیت ہیں، بعض لاحق اہل بیت (سبع سنابل ص ۱۰۰)۔

اس کی زیادہ تفصیل تاویلات القرآن (تفسیر ماتریدی) ج ۱۱ ص ۳۴۲ پر ہے۔ امام العقائد نجم الدین ابوحفظ عمر نسفی امام ابومنصور ماتریدی اھل بیت کے بارے میں جو نظریہ ہے اس کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں **قال الامام ابو منصور والایۃ فی ال النبی ﷺ من الازواج وغیرھن** (التیسیر فی التفسیر مخطوطہ ج ۳ ورق ص ۴۱) امام ابومنصور ماتریدی نے فرمایا اور یہ آیت آل نبی ﷺ کی شان میں نازل ہوئی ہیں یعنی ازواج مطہرات اور ان کے سوا (حضرت فاطمہ حضرت علی اور حسنین کریمین) مراد ہیں۔ اور اسی طرح تفسیر خزائن العرفان میں ہے۔ (واللہ اعلم)۔

علامہ سید محمد مرتضی زبیدی (رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ سید محمد مرتضی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) امام ابومنصور ماتریدی کے شان میں فرماتے ہیں **فَإِنَّهُ نَاصِرُ السُّنَّةِ وَقَامِعُ الْبِدْعَةِ وَمُحی الشریعة کَمَا ان کُنْیَتَهٗ تَدُلُّ عَلٰی ذٰلِكَ اَیْضًا ووَجَدْتُّ فی کَلَامِ بعض الْاَجِلَّاءِ مِنْ شیوخ الطَّرِیْقَةِ اِنَّهٗ کَانَ مَهْدِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِی وَقْتِهٖ** (اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۵) کہ بیشک آپ سنت کے مددگار،

بدعت کے مٹانیوالے اور شریعت کو زندہ کرنیوالے ہیں جیسا ان کی کنیت (ابومنصور) اس پر دلالت کرتی ہے۔ نیز میں نے بعض بڑے بڑے بزرگ مشائخ طریقت کے کلام میں دیکھا ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی اَپنے وقت میں اس امت کے مھدی (ھدآیت دینے والا یا ھدآیت یافتہ) تھے کہ جس طرح حضرت امام محمد مھدی آخری زمانہ میں اس امت کی رہنمائی فرمائیں گے اسی طرح امام ابومنصور ماتریدی اَپنے وقت میں اس امت کی رہبری کرتے رہے ہیں۔

علامہ ابوالوفا عبدالقادر قرشی حنفی (رحمہ اللہ)

علامہ ابوالوفا عبدالقادر قرشی (رحمہ اللہ) (متوفی ۷۷۵ھ) امام ابومنصور ماتریدی کے متعلق فرماتے ہیں **ذکرہ صاحب الھدایہ کان من کبار العلماء تخرج بابی نصر العیاضی یقال لہ امام الھدی ولہ کتاب التوحید و کتاب المقالات و کتاب رد اوائل الادلۃ للکعبی و کتاب بیان وھم المعتزلۃ و کتاب تاویلات القرآن وھو کتاب لا یوازیہ فیہ کتاب بل لا یدانیہ شئی من تصانیف من سبقہ فی ذلك الفن ولہ کتب شتی مات سنۃ ثلاث وثلاثین وثلاث مائۃ بعد وفاۃ ابی الحسن الاشعری بقلیل وقبرہ سمرقند** (الجواھر المضیۃ ج ۳ ص ۳۶۰) کہ صاحب ھدایہ نے ذکر کیا ہے امام ابومنصور ماتریدی اکابرین علماء سے تھے، ابونصر عیاضی سے علم حاصل کیا اور آپ کو ھدآیت کا نشان کہا جاتا ہے۔ اور ان کی تصانیف سے کتاب التوحید، کتاب المقالات، کتاب رد اوائل الادلۃ للکعبی، کتاب بیان وھم المعتزلہ اور کتاب تاویلات القرآن ہے۔ اور کتاب تاویلات القرآن وہ ہے کہ جس کے ہمرتبہ کوئی کتاب نہیں ہے اور نہ اس کے برابر کوئی کتاب ہے ان کتابوں میں سے جو اس فن میں اس سے پہلے لکھی گئی ہیں۔ اور ان کے علاوہ آپ کی اور کتابیں ہیں جو مختلف فنون میں

ہیں۔اور آپ نے ۳۳۳ھ وفات پائی اور آپ کی وفات امام ابوالحسن اشعری کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد ہوئی اور آپ کی قبر سمرقند میں ہے۔علامہ قرشی کے مترجمین نے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں لکھا۔ان ہی کے قدم بقدم چلتے رہے ہیں۔

امام احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مسئلہ معانقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شیخ ابومنصور ماتریدی نے احادیث میں یوں تطبیق دی ہے جو معانقہ شہوت کی وجہ سے ہو وہ مکروہ ہے اور جو بوجہ شرافت ونیکی کے ہو وہ جائز ہے (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۱)۔

امام احمد رضا خان محدث (رحمۃ اللہ علیہ) (المتوفی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء) فرماتے ہیں جن روآیتوں میں معانقہ سے نفی آئی ہے ان میں جمعا بین الاحادیث یہی صورت مقصود۔امام ابو منصور ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہ اہل سنت کے پیشواہ ہیں اس معنی کی تصریح فرمائی ہے۔(فتاوی رضویہ ج ۲۲ طبع جدید ص ۲۵۳)۔

امام احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک علم کی تعریف یہ ہے کما نص علیہ امام السنۃ علم الھدی ابو منصور الماتریدی قدس سرہ ھی الحالۃ الانجلائیۃ دون الصورۃ الحاصلۃ وعلیہ المحققون من المتفلسفین والسید الزاھد و بحر العلوم من المتاخرین جیسا کہ اس پر امام اہل سنت ہدآیت کی نشانی ابومنصور ماتریدی قدس سرہ نے تصریح فرمائی ہے کہ علم ایک حالت انکشاف ہے نہ کہ صورت حاصلہ۔اور اسی مذہب پر محققین بعض فلاسفہ میں سے ہیں اور متاخرین میں سے علامہ سید زاہد اور علامہ بحر العلوم ہیں (انوار المنان فی توحید القران المعتقد المنتقد ص ۲۴۰ المعتقد المنتقد اردو ص ۴۲۷)۔

علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی (رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں ابو منصور الماتریدی ھو محمد بن محمد بن (محمود) وکان شیخ الحنفیۃ فی علم الکلام ینتھی سلسلۃ تلمذۃ الی ابی حنفیۃ بثلث وسائطہ (مقدمہ ھدایہ ص ۷)۔ابومنصور ماتریدی محمد بن محمد بن محمود حنفیہ کے علم کلام میں شیخ امام تھے۔ان کی شاگردی کا سلسلہ تین واسطوں سے حضرت امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) پر منتھی ہوتا ہے۔الشیخ الامام ابی منصور محمد الماتریدی السمرقندی (مقدمہ ھدایہ ص ۱۴) شیخ امام ابومنصور محمد ماتریدی سمرقندی (رحمہ اللہ)۔

شیخ عبدالحمید بن عبدالحلیم لکھنوی متوفی ۱۳۵۳ھ

شیخ عبدالحمید بن عبدالحلیم لکھنوی امام ابومنصور ماتریدی کی شان میں لکھتے ہیں ھو قدوۃ المتفقھین و امام المتکلمین لا عین رأت مثلیہ فی تصحیح العقائد و لا اذن سمعت عدیلہ فی ازالۃ المفاسد رحمۃ من اللہ تعالیٰ علی الارض (زبدۃ النھایۃ لعمدۃ الرعایۃ، ج ۶ ص ۵۰)۔ترجمہ: علم فقہ حاصل کرنے والوں کے پیشواہ، متکلمین کے امام، عقائد کی درستگی کے سلسلہ میں ان کی مثل کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کانوں نے سنا ان کے برابر عقائد کی خرابیوں کو دور کرنے کے اعتبار سے۔(امام ابومنصور ماتریدی) زمین پر اللہ کی رحمت ہیں۔

مولانا فقیر محمد جہلمی (رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا فقیر محمد جہلمی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ محمد بن محمد بن محمود ماتریدی مشائخ کبار میں سے بڑے محقق و مدقق متکلمین کے امام اور عقائد مسلمین کے مصحح عابد، زاہد، متحمل، صاحب

کرامت تھے۔آپ کے زمانہ میں ریاست مذھب امام ابوحنیفہ کی آپ پر منتھی ہوئی اور
ابومنصور کنیت تھی (حدائق الحنفیہ)۔

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ)

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ پھر ایک وقت آیا کہ دوسرے باطل لوگوں نے اہل سنت کا بہروپ بھر کر غلط اور بے ہودہ عقیدوں سے فریب کارانہ طریقہ پر بھولے اور ناواقف اہل سنت مسلمانوں کو ورغلانا شروع کیا تو امامِ وقت شیخ ابومنصور ماتریدی سمرقندی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اہل سنت کو ایک سٹیج پر جمع فرمایا اور جھوٹے بناوٹی سینوں کو قعر مذلت میں غوطہ زن کیا۔ان کی تربیت سے اہل سنت نکھر کر تاریخ کے پردے پر اجاگر ہوئے۔اس وقت جھوٹے سچے سنی کی شناخت آپ کی نسبت تھی اور اس وقت صحیح اہل سنت مسلمانوں کو سنی ماتریدی کہا جاتا تھا۔جو اہل سنت خود کو ماتریدی کہتا ہو اس کو سچا اہل سنت و جماعت سمجھا جاتا ہے۔جو اس نسبت سے نفرت کرتا یا شرم کرتا ہے وہ قوم کی نظروں میں ذلیل وخوار اور فریب کار جھوٹا سنی شمار ہوتا تھا۔چنانچہ نبراس علی شرح العقائد ص ۳۲ پر ہے **ومقتداءهم فی الکلام هو الامام علم الهدی ابو منصور الماتریدی وماتریت قری سمرقند وهم یسمون الماتریدیة** (اور اہل سنت کے مقتدی علم کلام میں وہ علم الهدی یعنی برحق امام ابومنصور ماتریدی ہیں اور ماتریدی سمرقند کا گاؤں ہے)۔اور تمام اہل سنت وجماعت مسلمانوں کا نام ماتریدی انہی اہل سنت کی نسبت سے رکھا جاتا ہے (العطایا احمدیہ فی فتاوی نعیمیہ ج ۲ ص ۲۶۹)۔

افسوس کہ مفتی اقتدار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے علامہ سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تردید کے دوران یوں لکھا ہے۔ماتریدی صاحب کو ایسا چکرایا کہ چکرا کر معتزلہ کے جال میں گرے۔تفتازانی بھیڑیا چال چل پڑے۔میر شریف یا موجودہ سعیدی بے چارے کس شمار

میں ہیں (العطایا الاحمدیہ ج ۲ ص ۳۵۴)۔یہ بات درست نہیں کہ امام ابومنصور ماتریدی معتزلہ کے ہم خیال تھے، وہ تو ان کی گود میں گر گئی وہ ساری زندگی معتزلہ کا رد فرماتے رہے ہیں، جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔چونکہ مسئلہ عصمت انبیاء میں اختلاف ہوا تھا اور جن علماء نے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی موافقت نہیں کی تو انہوں نے ان پر تنقید کر دی ہے۔اور امام ابومنصور ماتریدی نے جو عصمت انبیاء کا معنی بیان کیا ہے یہی جمہور علماء اہل سنت کا عقیدہ ہے جو علم کلام کی کتابوں میں تحریر ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔آمین!

علامہ سید ابوالحسن علی ندوی

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں اسی زمانہ میں دنیاء اسلام کے ماوراء النہر میں ایک دوسرے عالم اور متکلم ابومنصور ماتریدی متوفی ۳۳۲ھ نے علم کلام اور عقائد اسلام کی طرف توجہ کی۔وہ بڑے متوازن دماغ کے آدمی تھے۔معتزلہ سے ہر وقت برسر مقابلہ ہونے کی وجہ سے امام ابوالحسن کے علم کلام میں بعض انتہا پسندانہ باتیں آ گئی تھیں اور بعد کے اشاعرہ نے معاملہ کو اور آگے بڑھا دیا۔امام ابومنصور نے حشو زوائد اور ایسے التزامات کو خارج کر دیا جو معتزلہ کی ضد میں اشعری علم کلام کا جزء بن گئے تھے اور ان کا ثابت کرنا اور نبھانا مشکل تھا اور اہل سنت کے علم کلام کی مزید تنقیح وتہذیب کی اور اس کو زیادہ معتدل اور جامع بنا دیا۔امام ابومنصور اور ان کے تعین کا یہ اختلاف جزئی اور محدود تھا۔ایسے مسائل جن میں ماتریدیہ نے اشاعرہ سے اختلاف کیا ہے، تیس، چالیس سے زائد نہیں اور ان میں بھی اختلاف بیشتر لفظی ہے۔امام ابومنصور ماتریدی فقہی مسلک کے لحاظ سے حنفی تھے۔جس طرح شافعی علماء ومتکلمین عقیدۃً واصولاً اشعری ہیں اسی طرح حنفی علما ومتکلمین بالعموم ماتریدی ہیں۔امام ابومنصور بہت بڑے مصنف تھے۔معتزلہ روافض اور قرامطہ کی تردید میں ان کی بڑی فاضلانہ تصنیفات ہیں۔ان کی کتاب تاویلات القرآن اپنے موضوع پر ایک جلیل القدر تصنیف ہے جس سے ان کی

غیر معمولی قابلیت، علوم عقلیہ سے واقفیت اور اعلیٰ درجہ کی زکاوت کا اظہار ہوتا ہے (تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول ص ۱۱۴)۔ مولوی شمس الدین سلفی افغانی کو یہ مذکورہ بالا بیان پسند نہیں آیا تو بڑے دکھ سے لکھا ہے **وبالغ فی الثناء علی الماتریدی وطریقتہ و کتبہ ورجحہ علی الاشعری** (عداء الماتریدیۃ للعقیدۃ السلفیۃ ج ا ص ۲۹۲)۔ ترجمہ: ابوالحسن ندوی نے امام ابومنصور ماتریدی کے طریقہ اور ان کی کتابوں کی تعریف میں مبالغہ کیا ہے اور امام ابومنصور ماتریدی کو امام اشعری پر ترجیح دی ہے۔ یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں، ابومنصور محمد بن محمود الماتریدی حضرت ابوایوب انصاری کی پشت سے تھے اور ماترید سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ سمرقند کے قریب ایک بستی ہے۔ اس کے بڑے بڑے کارنامے دو ہیں: (اول) معتزلہ، روافض اور قرامطہ پر کڑی تنقید، (دوم) اسلامی تعلیمات پر پُرزور دلائل۔ آخری موضوع پر اس کی کتاب تاویلات القرآن بڑی شہرت رکھتی ہے۔ فن استدلال میں چند علماء نے بڑا مقام پیدا کیا تھا۔ مثلاً اشعری (متوفی ۹۴۲ء)، باقلانی (متوفی ۱۰۱۳ء)، امام الحرمین (متوفی ۱۰۸۹ء)، شیخ ابواسحاق اسفرائنی (متوفی ۱۰۲۸ء)، ابواسحاق (متوفی ۱۰۹۴ء)، امام غزالی (متوفی ۱۱۱۱ء) اور فخر الدین رازی (متوفی ۱۲۱۰ء)۔ ماتریدی بھی اسی طبقہ سے تعلق رکھتا تھا (فلسفیان اسلام)۔

ڈاکٹر مجدی باسلوم

ڈاکٹر مجدی باسلوم امام ابومنصور ماتریدی کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام ابومنصور ماتریدی نے علماء کبار (بڑے بڑے علماء) سے علم حاصل کیا جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ امام ابوحنیفہ کی اراء کلامیہ کو ان سے حاصل کیا لیکن وہ صرف طریقہ امام ابی حنیفہ کے شارح اور

تفصیل بیان کرنے والے نہیں تھے **ولکنہ لم یکن مجرد شارع مفصل لطریقۃ ابی حنیفۃ** بلکہ ان کا خاص نیا طریقہ تھا جو اس وقت دوسرے مذاھب کلامیہ سے جدا، ممتاز اور مختلف تھا اور اسی لئے علم کلام امام ابومنصور ماتریدی کے ہاتھوں مضبوط ہوا۔ آپ صرف متکلم نہیں تھے بلکہ فقیہ مفسر بھی تھے، وسیع علم والے تھے۔ اسی لئے آپ نے اپنے پیچھے بہت سے آثار وتصنیفات اور (تلامذہ) چھوڑے تھے جو ان کے علم وفضل اور وسیع المطالعہ پر دلالت کرتی ہیں۔ اور بعد کے علماء نے انہیں بڑے بڑے القابوں سے نوازا تھا (مقدمہ تاویلات اھل السنۃ مختصرا ص ۸۶)۔

باب ششم: امام ابوحنیفہ کی علم کلام میں کتابیں

علم الھدی ابومنصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) امام ابومنصور ماتریدی عقائد اور فروع میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (رحمہ اللہ) کے پیروکار ہیں طریقہ امام ابومنصور ماتریدی طریقہ امام ابو حنیفہ ہی ہے۔ اس لئے یہاں امام ابوحنیفہ کے ان رسائل کا ذکر کیا جاتا ہے جو علم کلام میں تحریر کئے گئے تھے۔ اور بعد میں ان ہی کو پڑھا اور پڑھایا جاتا رہا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا علم کلام ہی امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کا علم کلام ہے۔ امام المتکلمین امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (رحمۃ اللہ علیہ) (متوفی ۱۵۰ھ) علم حدیث، علم فقہ اور علم کلام میں بالواسطہ یا بلاواسطہ بعد میں آنے والے ائمہ دین کے امام ہیں۔ آپ کے دور میں اگرچہ تالیفات وتصنیفات کا زیادہ انتظام نہیں تھا۔ اس کے باوجود آپ نے متعدد کتابیں تالیف کیں، جن کو آپ کے اصحاب نے ان سے حاصل کیا تھا۔ اور ان کتابوں کا ذکر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے چنانچہ امام عبدالقادر بغدادی لکھتے ہیں **اول متکلمھم من الفقھاء وارباب المذاھب ابو حنیفۃ والشافعی فان ابا حنیفۃ الف کتابا فی الرد علی القدریۃ سماہ الفقہ الاکبر** (اصول الدین ص ۳۰۸)۔ کہ تمام فقہاء اور مذاھب والوں میں امام ابوحنیفہ اور

شافعی پہلے متکلم ہیں۔ بے شک امام ابوحنیفہ نے قدریہ کے رد میں ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا نام انہوں نے الفقہ الاکبر رکھا۔ امام ابوالمظفر اسفرائنی شافعی نے **کتاب العالم والمتعلم** اور **کتاب الفقہ الاکبر** کا ذکر اپنی تالیف **التبصیر فی اصول الدین** کے ص ۱۱۳ پر کیا ہے۔

امام ابواسحٰق الصفار رحمہ اللہ متوفیٰ ۵۳۵ھ نے تلخیص الادلۃ کے ص ۲۲۵ پر کتاب العالم **المتعلم** کا ذکر کیا ہے اور کتاب الفقہ الاکبر کا ذکر ص ۱۴۸ اور ص ۲۰۶ پر کیا ہے

علم حدیث میں کتاب الاثار جو امام ابویوسف کے نام سے مشہور ہے یہ کتاب مؤطا امام مالک سے پہلے تحریر کی گئی تھی۔ اور مسانید امام اعظم احادیث کی مشہور کتابیں ہیں۔ اور یہ امام ابو حنیفہ ہی سے منقول ہیں۔ اور بعض معتزلی لوگ حسد وبغض کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (رحمہ اللہ) (متوفی ۱۵۰ھ) کی جانب کتابوں کے انتساب کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی کوئی کتاب نہیں ہے اور ان کے خیالات سے متاثر حضرات بھی ان ہی جیسی بولی بولتے ہیں۔ علامہ کمال الدین احمد بیاضی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی تالیف **الفقہ الاکبر** کا معتزلہ نے انکار کیا ہے اور اس کتاب الفقہ الاکبر کو محمد بن یوسف بخاری کی جانب منسوب کر دیا جو ابوحنیفہ کی کنیت سے مشہور تھی۔ چونکہ فقہ اکبر میں اھل سنت کے عقائد کو ثابت کیا گیا تھا اور معتزلہ کے اصول وقواعد کو باطل قرار دیا تھا اور ان کے اس دعوے کو غلط قرار دیا تھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ انہیں سے معتزلی ہیں (اشارات المرام ص ۲۳)۔

علامہ فخر الاسلام علی بزدوی (متوفی ۴۸۲ھ) نے امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کی تین کتابوں کا ذکر کیا ہے (۱) **کتاب الفقہ الاکبر** (۲) **کتاب العالم والمتعلم۔ کتاب الرسالۃ** **(اصول البزدوی ص ۳) کشف الاسرار (ج ۱ ص ۱۸) الکافی شرح البزدوی ج ۱ ص ۱۵۷)۔**

امام ابوالیسر محمد بزدوی (متوفی ۴۹۳ھ) لکھتے ہیں **وعلم الكلام الذي اختلفوا في تعلّمه وتعليمه والتصنيف فيه: هو بيان المسائل التي هي اصول الدين التي تعلّمها فرض عين۔ وابو حنيفة (رحمه الله) عليه تعلّم هذا العلم وكان يناظر فيه مع المعتزلة ومع جميع اهل البدع وكان يعلّم اصحابه في الابتداء، وقد صنف فيها كتبا وقع بعضها الينا وعامتها محاها وغسلها اهل البدع والزيغ ومما وقع الينا كتاب العالم والمتعلم وكتاب الفقه الاكبر۔ وقد نص في كتاب العالم والمتعلم انه لا باس بتعلم هذا العلم** (اصول الدین، ص ۱۵)۔ ترجمہ: اور علم کلام وہ کہ جس کے سیکھنے اور سکھانے اور اس میں کتابیں تصنیف کرنے کے متعلق اختلاف کیا ہے: وہ علم کلام ان مسائل کا بیان ہوتا ہے جو اصول دین ہیں اور وہ اصول دین کی باتیں سیکھنا فرض عین ہے۔

امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) تعالیٰ نے یہ علم کلام سیکھا اور اسی علم کی روشنی میں معتزلہ کے ساتھ اور تمام اہل بدع کے ساتھ مناظرہ کیا کرتے تھے اور ابتداء میں اپنے اصحاب (شاگردوں) کو یہ علم کلام سکھاتے تھے۔ اور بے شک علم کلام میں آپ نے کتابیں لکھیں اور ان میں سے بعض ہم تک پہنچی ہیں اور وہ زیادہ کتابیں جو تھیں ان کو بدعت اور کجی والے لوگوں نے مٹا دیا اور دھو ڈالا تھا۔ اور ان کتابوں میں سے جو ہمیں حاصل ہوئی ہیں (۱) **کتاب العالم والمتعلم** (۲) **کتاب الفقہ الاکبر** ہیں۔ اور آپ نے **کتاب العالم والمتعلم** میں صراحتاً بیان کیا کہ بے شک علم کلام کے حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں: ایک تو علم کلام کا سیکھنا سکھانا فرض عین ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید، ذات، صفات وغیرہ مسائل بیان ہوتے ہیں۔ دوسرا آپ کی کتابوں کو مخالفین نے ضائع کر دیا۔ ان میں سے دو کتابوں کا ذکر کیا: **کتاب العالم والمتعلم** اور **کتاب الفقہ الاکبر**۔

معلوم ہوا کہ مخالفین وحاسدین نے امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کی کتاب کوضائع کر دیا تھا جس کی
وجہ سے آپ کی وہ کتابیں جو علم کلام میں لکھی تھیں وہ سب ہم تک نہیں پہنچ سکیں۔ چند رسائل علم
کلام حاسدین کی شر سے محفوظ رہ گئی تھے۔ان میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ آپ کی کوئی
تصنیف نہیں ہے۔

علامہ ابوالمعین نسفی نے الفقہ الاکبر کا اس طرح ذکر کیا ہے **کما ذکر فی الفقہ الاکبر** (تبصرة
الادلہ ج ا ص ۲) اکیس سے زائد علماء نے الفقہ الاکبر کو امام ابوحنیفہ کی تصنیف وتالیف قرار دیا
ہے (البیان الازھر ص ۱۶) اور مولانا احمد رضا خان حدث بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ نے تسلیم کیا
ہے کہ فقہ الاکبر امام ابوحنیفہ کی کتاب ہے (**کوکب الشھابیہ**)۔محمد بن اسحاق ابن ندیم و
راق متوفی ۳۸۵ھ نے امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کی چار کتابوں کا ذکر کیا ہے (۱) **کتاب
الفقہ الاکبر** (۲) **کتاب رسالة الی البتی** (۳) **العالم والمتعلم**۔ یہ امام ابو
حنیفہ سے علامہ مقاتل نے روآیت کی ہیں (۴) **کتاب الرد علی قدریة** (فہرست ابن
ندیم اردو ص ۴۸۳) علامہ کمال الدین احمد بیاضی امام ابوحنیفہ کی کتابوں کے متعلق لکھتے ہیں
**(۱) العالم والمتعلم روایة ابی مقاتل عن ابی حنیفہ (۲) رسالة ابی حنیفہ الی
عثمان البتی (۳) الفقہ الابسط روایة ابی مطیع عن ابی حنیفہ (۴) ووصیة الامام
ابی حنیفہ فی التوحید (۵) الفقہ الاکبر روایة علی بن احمد الفارسی عن نصیر بن
یحیی عن ابی مقاتل عن حصام بن یوسف عن حماد بن ابی حنیفہ عن ابیہ** (اشارت
المرام ص ۶) یہ کتابیں شیخ محمد زاھد کوثری متوفی ۱۳۷۱ھ کی تحقیق کے ساتھ مع دیگر رسائل کے
العقیدة وعلم الکلام کے نام سے دار الکتب العلمیہ نے شائع کیں ہیں۔معلوم ہوا کہ الفقہ الاکبر
اور دیگر مذکورہ کتب امام ابوحنیفہ کی تالیفات ہیں اور یہ سب کتابیں علم کلام اور عقائد کے متعلق
ہیں اور جو لوگ امام ابوحنیفہ کی کتاب الفقہ الاکبر کا انکار کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ دلائل

پیش کریں۔دعوی بلا دلیل نہیں مانا جاتا۔بڑے بڑے محققین نے الفقہ الاکبر کی شرحیں لکھی
ہیں تو کیا ان کو علم نہ ہوسکا کہ یہ امام صاحب کی کتاب نہیں ہے۔

قاضی کمال الدین احمد بیاضی حنفی رومی متوفی ۱۰۹۷ھ نے امام ابوحنیفہ کی املا فرمودہ کتابوں کو
بحرف سوال وجواب ایک متن کی صورت میں بڑی احتیاط سے تیار کیا جس کا نام انہوں نے
الاصول المنیفة لامام ابی حنیفہ رکھا۔پھر اس کی بڑی اہم مبسوط شرح تحریر کی جس کا نام
اشارات المرام من عبارات الامام رکھا۔یہ شرح دلائل عقلیہ ونقلیہ کا ایک عجیب خزانہ ہے
اور امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) فقہاء کرام میں سے سب سے پہلے متکلم ہیں اور حضرت امام
ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کی ان کتابوں کو بعد میں آنیوالے علماء احناف پڑھتے اور پڑھاتے رہے
ہیں جیسے کہ اشارات المرام کے ص ۲۲ پر لکھا ہے۔شیخ محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر
یہ کہ امام ابومنصور ماتریدی ہمیں اس مسئلہ میں قیاس ارائیاں کرنے کے لیے نہیں چھوڑ
دیتے، کہ آپ اور امام ابوحنیفہ کے افکار واراء کے مابین کس نوع کا ربط وتعلق پایا جاتا
ہے۔بلکہ وہ بڑی صراحت سے کتب امام کو روآیت کرتے ہیں مثلا (۱) **الفقہ الابسط
(۲) مکتوب امام بنام بتی (۳) رسالہ عالم ومتعلم (۴) وصیت امام برائے یوسف
بن خالد وغیرھا** کتب کو اَپنے اساتذہ ابونصر احمد بن عباس بیاضی، احمد بن اسحاق جوزجانی
اور نصر بن یحی بلخی سے روآیت کرتے ہیں۔یہ اکابر ان کتب کو ابوسلیمان موسی جوزجانی تلمیذ محمد
بن حسن شیبانی سے روآیت کرتے ہیں اور وہ اَپنے استاد محمد بن حسن (رحمہ اللہ) سے (مذاھب
اسلامی ص ۲۹۷)۔معلوم ہو کہ امام ابومنصور ماتریدی کے علم کلام کی بنیاد اور اصل امام ابوحنیفہ
(رحمہ اللہ) کی وہ کتابیں تھیں اور آپ کے وہی عقائد تھے جو امام ابوحنیفہ کے کتابوں میں مذکور
تھے۔انہوں نے کوئی نیا علم کلام ایجاد نہیں کیا تھا۔اس لئے ان کو اہل سنت سے خارج قرار دینا
زعم باطل ہے (مقدمہ اشارات المرام ص ۱۹ اسلامی مذاہب)۔

ڈاکٹر محمد ابراھیم الفیومی اَپنی تالیف شیخ اھل السنۃ والجماعۃ ابو منصور ماتریدی کے صفحہ ۲۶ پر رسائل خمسہ کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر علی عبد الفتاح مغربی نے الفرق الکلامیۃ الاسلامیہ کے صفحہ ۳۳۴ پر ان رسائل کو امام ابوحنیفہ کی تالیفات قرار دیا۔ ڈاکٹر حمیس سبع الدیلمی نے 'الامام ابوحنیفہ و منھجہ فی الفقہ الاکبر' میں امام ابوحنیفہ کی ۱۷ کتب کا ذکر کیا ہے جن کو آپ کے تلامذہ نے جمع کیا تھا (ص ۴۳) اور ان میں کتاب الفقہ الاکبر، کتاب الفقہ الاسبط، وصیۃ لابی حنیفۃ الی اخوانہ واصدقائہ، الوصیۃ رسالۃ الی عثمان البتی، العالم والمتعلم۔ بعض علماء نے امام ابوحنیفہ بن ثابت (رحمہ اللہ) کے رسائل و کتب کا انکار کیا ہے کہ ان کی کوئی تصنیف نہیں ہے جیسا کہ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری صاحب متوفی ۱۲۵۹ھ نے فیض الباری کی ج ۱ کے ص ۱۳۴ پر لکھا۔ شیخ ابوزھرہ مصری اور علامہ شبلی نعمانی نے بھی یہی لکھا ہے مگر علماء کی ایک بڑی جماعت ان کو امام ابوحنیفہ کی تصنیفات قرار دیا ہے۔ علامہ محمد ادریس کاندھلوی صاحب متوفی ۱۹۷۲ء نے عقائد الاسلام حصہ اول کے ص ۲۹۳ پر رسائل خمسہ کو امام ابوحنیفہ کی تصنیفات ثابت کیا ہے اور امام ابوحنیفہ کو علم الکلام کا مدون اول قرار دیا ہے۔ کتاب فقہ اکبر وابسط (مؤلفہ امام اعظم ابوحنیفہ ثابت (رحمہ اللہ)) مفتی رشید احمد العلوی صاحب کی تحقیق و ترجمہ کے ساتھ لاہور سے ۱۳۳۰ھ میں شایع ہوئی تھی۔ اس میں رسائل خمسہ کو امام ابوحنیفہ کی تصنیفات قرار دیا ہے اور متعدد اعتراضوں کے جواب بھی دیئے ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلی مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے الفقہ الاکبر لکھ کر ان مذہبی فرقوں کے مقابلہ میں عقیدہ اھل السنۃ و الجماعۃ کو ثابت کیا (خلافت وملوکیت ص ۲۳۰)۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) تعالیٰ سب سے پہلے امام المتکلمین ہیں۔

امام ابوالمعین نسفی امام ابوجعفر طحاوی کا علمی مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں قال فی کتابہ المسمی بالعقائد الذی افتتحہ فقال صح عندی مذھب الفقھاء

الملۃ (تبصرۃ الادلۃ ص ۳۵۲)۔ اس میں ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمھم اللہ کے عقیدہ کا بیان ہے ھذہ ھی العقیدۃ ائمہ الثلاثۃ (تبصرۃ الادلۃ ج ۱) اور اس کی متعدد علماء ماتریدیہ نے شرحیں لکھی ہیں اور حنبلی علماء نے بھی شرحیں تحریر کی ہیں راقم الحروف نے بھی اَپنی استعداد کے مطابق شرح عقیدۃ الطحاویہ لکھی اور طلبہ کے فائدہ کے لئے شائع کی تھی اَب دوبارہ نئے اضافوں کے ساتھ شائع کرنے کا ارادہ ہے مولا کریم اِس کام میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

امام ابو منصور ماتریدی کے افکار اور علم کلام کی اَساس

اور امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کی کتب خمسہ کو امام ابو منصور ماتریدی نے امام ابوبکر احمد بن اسحاق جوزجانی ابونصر احمد عیاضی سے راویت کیا انہوں نے موسی جوزجانی سے انہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد سے روآیت کیا اور ان دونوں اماموں سے نصیر بن یحی اور محمد بن مقاتل رازی نے ابومطیع بن عبداللہ اور ابومقاتل حفص بن سلم السمرقندی نے امام الائمہ (ابو حنیفہ) سے رویت کیا ہے۔ اور امام ماتریدی نے اَپنی کتابوں میں ان اصول و قواعد کو قطعی دلائل کے ساتھ ثابت کیا اور روشن براھین یقینہ سے تفریعات (فروعات) کو پختہ اور مضبوط کیا۔ اور آپ امام اشعری کے پیروکاروں سے نہیں تھے جیسے بعض نے گمان کیا ہے۔ آپ تو سب سے پہلے مذھب اہل سنت کو ظاہر کرنے والے تھے۔ امام ابوالمعین النسفی حنفی ماتریدی متوفی ۵۰۸ھ (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں والشیخ الامام ابو منصور الماتریدی (رحمہ اللہ) تعالیٰ کان من اشد الناس اتباعا لابی حنیفۃ فی الاصول والفروع جمیعا وھو نفی القول بالمائیۃ واللہ الموافق (التمھید فی اصول الدین ص ۳۵)۔ چنانچہ علامہ کمال لادین احمد لکھتے ہیں: وحقق الماتریدی تلك الاصول فی کتبہ بقواطع الادلۃ واتقن التفاریع بلوامع البراھین الیقینیۃ (اشارۃ

المرام ص ۲)۔ ترجمہ: ماتریدی نے قطعی دلائل کی روشنی میں ان اصولوں کو ثابت کیا اور یقینی براہین کی بنا پر ان فروعات کو استحکام بخشا۔ علامہ مرتضی زبیدی ابن البیاضی کے حوالے سے لکھتے ہیں **ان الماتریدی مفصل لمذهب الامام ابی حنیفة و اصحابه** (شرح احیاء العلوم)۔

امام ابومنصور ماتریدی امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کی تفصیل وتشریح بیان کرنیوالے ہیں۔

علماء محققین کی تحقیق ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی کو جن آثار ونتائج تک رسائی حاصل ہوئی وہ بڑی حد تک امام ابوحنیفہ اور امام ابومنصور ماتریدی کے افکار وآرا کا علمی موازنہ کرنے سے ان کی باہمی یگانت ومماثلت کا صحیح اندازہ ہوجاتا ہے اس لئے علمائے محققین کی یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی کے افکار وآراء کی اصل واساس امام ابوحنیفہ کے اقوال وآثار تھے۔ اور صرف ظن وتخمین وقیاس آرائی ہی نہیں بلکہ امام ابومنصور ماتریدی امام اعظم کی کتب کے راوی بھی ہیں۔ مثلاً ''فقہ الابسط امام بنام عثمان بتی'' رسالہ **العالم والمتعلم** وصیت امام برائے یوسف بن خالد وغیرہا، کتب کو اپنے اساتذہ **ابو نصر احمد بن عباس بیاضی، احمد بن اسحق جوزجانی اور نصر بن یحییٰ بلخی رحمهم الله** سے روآیت کرتے ہیں اور اَپنے استاذ محمد بن حسن سے روآیت کرتے ہیں یہ ''سند اشارات المرام'' میں موجود ہے۔ ان کتب کے ملاحظہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی تین وسائط کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ عقائد سے متعلق امام ابومنصور ماتریدی کے نظریات امام ابوحنیفہ کے ان اقوال پر مبنی تھے جو انہوں نے ان رسائل میں بیان کئے۔ امام ابومنصور ماتریدی نے امام ابوحنیفہ کے افکار ونظریات کو عقلی ونقلی ومنطقی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ جو بلاشک وشبہ بڑی قابل قدرخدمت ہے۔ اشارات المرام کے مصنف کا بیان ہے کہ امام ابومنصور ماتریدی نے قطعی دلائل کی روشنی میں ان اصولوں کو ثابت کیا اور یقینی براہین کی بناء پر ان فروعاوت کو استحکام بخشا۔ علامہ کوثری ''اشارات المرام''

کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ بلاد ماوراء النہر بدعات کی آلودگی سے پاک وصاف تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ دلوں پر بلاشرکت غیرے حدیث نبوی کا سلسلہ جاری تھا۔ احادیث وآثار کا یہ سلسلہ جاری تھا۔ احادیث وآثار کا یہ سلسلہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا۔ تا آنکہ ماوراء النہر کے امام اھل السنۃ ابومنصور ماتریدی جن کو امام ہدایت کے لقب سے پکارا جاتا تھا منظر عام پر آئے۔ انہوں نے اَپنی تمام تر صلاحیتوں کو مسائل ودلائل کی تحقیق وتدقین کی نذر کردیا اور اَپنی گراں بہا تصانیف میں عقل ومذہب دونوں کو پیش نظر رکھا (مقدمۃ اشارات المرام ص۹)۔

ڈاکٹر محمد ابراھیم الفیومی لکھتے ہیں **و امام الهدی أبو منصور الماتریدی رحمه الله بنی توضیح الدلائل التی ساقها فی البحث حول القضایا الکلامیة علی مسائل تلك الرسائل. و هذا یدل علی انه حققها و کانت عنده الثقة بصحة نسبتها الی الامام کما لا یخفی علی من یتتبع مؤلفاته ۔ کما جری علی ذلك النمط الامام المجتهد أبو جعفر الطحاوی فی کتابه (بیان اعتقاد أهل السنة والجماعة علی مذهب فقهاء الامام ابی حنیفة و أبی یوسف و محمد بن الحسن) المعروف بعقیدة الطحاوی** (شیخ اهل السنة والجماعۃ ابو منصور الماتریدی، ص ۲۷ بحوالہ ابو حنیفۃ المتکلم)۔

اور یہ حقیقت ہے کہ امام اعظم کے بعد ماوراء النہر میں فرقہ معتزلہ وغیرہ کے خلاف علم کلام کی سب سے اول بنیاد رکھنے والے امام ابومنصور ماتریدی تھے اسی لئے آپ کو ائمہ علم کلام میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالملک عبدالرحمن سعدی لکھتے ہیں **فهو محمد بن محمد بن محمود ابو منصور الماتریدی من ائمة علماء الکلام نسبة الی ماترید محله سمرقند** (شرح النسفیۃ ص۸)۔ کہ وہ علم کلام کے علماء میں سے تھے۔ **و کان شیخ الحنفیه فی علم کلام** اور وہ شیخ حنفیہ تھے علم کلام میں۔

علامہ فتح اللہ خلیف تحریر فرماتے ہیں هذا ان الماتریدی کان اسبق من الاشعری الی نصرة مذهب اهل السنة والجماعة كما نشاء علی السنة ومات علیها بینما نشاء الاشعری علی الاعتزال وظل معتزلیا الی سن الاربعين (مقدمہ کتاب التوحید ص ۸۴، حاشیہ نمبر ۱ ص ۲۲۹)۔ کہ امام ابو منصور ماتریدی مذہب اہل سنت و جماعت کی مدد کرنے کے اعتبار سے امام اشعری سے بہت پہلے تھے جیسا کہ وہ سنت طریقہ پر چلے اور اسی طریقہ پر وصال فرمایا جبکہ امام اشعری اعتزال پر پیدا ہوئے اور چالیس برس تک معتزلی رہے۔ امام ابو منصور محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی انصاری رضی اللہ عنہ جس طرح اَپنے زمانہ کے عمدۃ المفسرین تھے اسی طرح امام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین بھی تھے۔ آپ نے مختلف علوم وفنون میں شاندار کتابیں تحریر کیں مگر کاش کہ وہ ہمارے دسترس سے باہر ہیں۔ چونکہ آپ کے دور میں مختلف فرقے پائے جاتے۔ بعض اسلامی فرقے تھے اور بعض غیر اسلامی اس لئے عقائد کی خاطر سب سے واسطہ پڑتا تھا تحریرًا تقریرًا مناظرے کرنے پڑتے تھے۔ اس لئے آپ نے اس میدان میں بڑا کام کیا۔ (اگر ایک طرف بدعتی فرقوں کے اعتراضات کے جوابات دینے ضروری تھے تو دوسری طرف عقائد اہل سنت کا قوی دلائل براھین کی روشنی میں ثابت کرنا بھی لازمی تھا)۔

ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی لکھتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے رسائل جنہیں انہوں نے وقتاً فوقتاً اَپنے تلامذہ کو املا کرایا تھا۔ مثلاً الفقه الاكبر. الرسالة. الفقه الابسط اور کتاب العالم والوصية ان کی روآیت بیسیوں علماء نے کی اور ان روآیتوں کے مطابق لوگوں نے اَپنے اَپنے معتقدات کو درست کیا۔ امام ابو منصور ماتریدی نے اَپنی سند سے ان رسائل کی روآیت کی ہے، اور اھل سنت کے اعتقادات کی شرح میں ان سے کام لیا ہے۔ اگر چہ بعض معتزلہ نے امام صاحب کی طرف ان رسائل کی نسبت سے انکار کیا ہے، مگر کبار علماء کی

اجماعی تصدیق ثبت ہے۔ غرض خلیفہ مامون الرشید کے عہد کی جابرانہ کاوشوں سے اھل اعتزال کا باطن پاک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ حقیقت ہے کہ اھل اعتزال نے اَپنے معتقدات کے قبول کرنے پر لوگوں کو مجبور کرنے کی بے جا کوشش کی۔ ان کے مظالم اور جبر و تشدد کا جواب اھل السنة والجماعة نے جس طرح دیا وہ بھی تاریخی حقیقت ہے۔ علمی اور تنقیدی جوابات کتب کلامیہ میں بالتفصیل درج ہیں، البتہ انیسویں صدی میں جب معتزلہ کی تاریخ لکھی جانے لگی تو غیر مسلم مستشرقین نے معتزلہ کی دانش پسندی کا حد سے زیادہ چرچا کیا، اور انکی مظلومیت کی شہادتیں نمایاں طور پر پیش کرنے لگے، اور اس بات پر تاسف کا برابر اظہار کیا جاتا رہا کہ معتزلہ کی کتابیں ساری برباد کر دی گئیں، اور اَب انکی آراء جو کچھ محفوظ ہیں وہ اکثر و بیشتر اشاعرہ اور اھل السنة والجماعة کی تالیفات میں مدفون ہیں، صرف لے دے کر کتاب الانتصار اور طبقات المعتزلہ دست بردِ زمانہ سے بچ گئی ہیں۔ بہر حال بیسویں صدی میں قاضی عبد الجبار معتزلی کی امالی، فتاوی، نیز احادیث کی شرحین طبع ہو کر اھل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ کچھ مخطوطات کی شکل میں دریافت ہو چکی ہیں۔ یہ کتابیں علامہ زمخشری کی مشہور تفسیر الکشاف کے علاوہ ہیں، جس میں علامہ نے جا بجا حسب موقعہ اَپنے معتقدات کی تشریح کی ہے، جیسا کہ قبل اشارہ کیا جا چکا ہے، یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ چونکہ امام اعظم (رحمہ اللہ) علیہ نے اَپنے رسالہ الفقہ الاکبر میں قدریہ (جو بعد میں معتزلہ کہلائے) کا رد لکھا، اسلئے امام صاحب کی طرف اس کی کتاب کی نسبت کو مشتبہ قرار دینے کی ہر طرح کوشش کی گئی، لیکن اھل حق علماء نے اس بات کی تصریح کر دی کہ یہ کتاب خود امام صاحب کی املا کی ہوئی ہے۔

اصول الدین (ص ۳۰۸) میں امام عبد القاھر بغدادی شافعی متوفی ۴۲۹ھ لکھتے ہیں واول متكلميهم من الفقهاء وارباب المذاهب ابو حنيفه والشافعي، فان ابا حنيفة له كتاب في الرد على القدرية سماه الفقه الاكبر وله رسالة

املاھا فی نصرۃ قول اھل السنۃ ان الاستطاعۃ مع الفعل الخ۔ فقہاء اور ارباب مذاھب کے متکلمین میں سب کے پیش رہ ابوحنیفہ اور شافعی ہیں، قدریہ کے رد میں ابو حنیفہ ایک کتاب ہے جس کا نام الفقہ الاکبر ہے، ان کا ایک اور رسالہ ہے جس کو اھل سنت کے قول کی تائید میں املا کیا، کہ استطاعت فعل کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ الخ۔ اسی طرح امام ابو المظفر اسفرائینی شافعی اپنی کتاب التبصیر (ص ۱۱۳) میں امام صاحب کے سارے رسائل کا بالتفصیل ذکر کرتے ہیں۔ امام ابومنصور ماتریدی جو امام الھدی کے لقب سے مشہور ہیں امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے عقائد کی تفصیل اور بڑی وضاحت کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں بیان کئے ہیں، امام ابومنصور ماتریدی نے کسی نئے عقائد کی ایجاد نہیں کی عقاید کا تجزیہ اور ثابت کیا ہے جن کو امام جعفر طحاوی نے اپنے رسالہ عقیدہ میں بیان کیا ہے، اس رسالے کے نام اس کا مضمون واضح ہے بیان عقیدۃ فقہاء الملۃ: ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد بن الحسن، رحمھم اللہ۔ اس رسالے میں حضور مقبول ﷺ کے بیان کردہ مسائل، صحابہ کرام اور تابعین کے مسلک وغیرہ بیان کئے گئے ہیں جو اھل سنت کے عقائد سمجھے جاتے ہیں، معتزلہ کے خلاف امام ابوالحسن اشعری نے اھل سنت کے عقائد کو بالتفصیل بیان کیا، جن کی اشاعت زیادہ تر ایران وممالک عربیہ میں ہوئی، اور ماوراء النہر میں امام ابومنصور ماتریدی کی تشریحات عام طور پر مقبول ہوئیں (مقدمہ تفسیر ماتریدی سورہ فاتحہ ۵)۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کے علم کلام کی کتابیں

امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ نے علم کلام میں بیت سی کتب تحریر فرمائی بالخصوص فرقہ معتزلہ رافضی اور قرامطہ کی تردید میں ان کے نام یہ ہیں:

(۱) کتاب التوحید، (۲) کتاب بیان وھم المعتزلہ، (۳) کتاب رد الاصول الخمسہ لامی محمد الباھلی (۴) کتاب رد اوائل الادلہ الکعبی، (۵) کتاب رد

تھذیب الجدل الکعبی، (۶) کتاب رد وعید الفساق، (۷) کتاب رد الامامۃ بعض الروافض، (۸) کتاب الرد علی القرامطہ، (۹) کتاب الرد علی اصول القرامطہ، (۱۰) کتاب الرد علی فروع القرامطہ، (۱۱) کتاب التوحید، (۱۲) مقالات فی الکلام۔ تاویل القرآن (تاویل اھل السنۃ) میں بھی متکامانہ ومحدثہ طریقہ بھی لکھی گئی ہے۔
اب ان کتابوں کے ناموں سے اچھی طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ میں کتنا عظیم الشان فریضہ سرانجام دیا اور کس قدر معتزلہ رافضی قرامطہ اور دیگر فرقوں سے مقابلہ کیا تھا اور پھر انہوں نے اس میدان میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ افسوس کہ آج ہمارے سامنے وہ کتابیں ہوتیں تو ہم ان سے استفادہ کرتے اور اسلامی خدمات کا صحیح اندازہ لگا سکتے۔ مگر گردش زمانہ کی وجہ سے وہ قیمتی قابل قدر کتابیں ہمارے پاس نہیں ہیں۔ کچھ تو فتنہ چنگیزی کی نظر ہوگئیں جو رہ گئیں وہ جلدی طبع نہیں ہوسکیں اور نہ بعد کے آنیوالوں نے ان پر کوئی کام کیا۔ الحمدللہ کہ اب تاویلات اھل السنۃ اور کتاب التوحید دونوں متعدد اداروں کی طرف سے شائع کی گئی ہیں اور جو امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کے بارے میں کمی محسوس کی جارہی تھی وہ پوری ہوگی ہے۔

باب ہفتم: بعض ائمہ متکلمین ماتریدیہ کا تذکرہ

امام ابومنصور ماتریدی کے تلامذہ کے علاوہ دیگر علماء احناف جو آپ کے مرتب کردہ علم عقائد وکلام کے پیروکار تھے اور انہوں نے طریقہ ماتریدیہ حنفیہ کو پھیلانے بے حد کی کوشش کی۔
ان کی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہے مگر یہاں صرف چند علماء متکلمین کا ذکر کیا جاتا ہے:

ابوبکر محمد بن یمان سمرقندی (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ اپنے زمانہ کے امام کبیر، فقیہ بے نظیر متکلم تھے اور طبقہ ابی منصور ماتریدی میں سے تھے۔

کتاب معالم الدین اور کتاب رد کرامیہ تصنیف کی اور آپ ۲۶۸ھ میں فوت ہوئے ہیں (حدائق حنفیہ ص ۱۸۳ تاریخ الادب العربی المجلد الاول جزء الربع ص ۲۹)۔ علامہ عبدالقادر قرشی نے ذکر کیا کہ ابومنصور ماتریدی کے معاصرین میں تھے۔ یہ آپ کے تلامذہ میں سے نہیں تھے ان کے طبقہ میں، اور معاصر تھے۔

فخر الاسلام ابوالحسن علی بن محمد بن حسین عبدالکریم بن موسی بزدوی (رحمہ اللہ)

آپ فروع واصول میں اپنے زمانہ کے امام الائمہ، شیخ حنفیہ، مرجع انام، جامع علوم مختلفہ، فقیہ کامل، محدث جید، حافظ مذہب میں ضرب المثل تھے۔

فخر الاسلام اور ابوالحسن اور ابوالعسر کنیت تھی۔ سمرقند کی تدریس وقضاء آپ کی سپرد کی گئی۔ ۸۲ھ یا ۸۹ھ کو مقام کش میں فوت ہوئے اور آپ کا جنازہ سمرقند میں لے جا کر دفن کیا گیا۔ بزدوی قلعہ بزدوہ کی طرف منسوب ہے جو نسف سے چھ فرہنگ کے فاصلہ پر واقع ہے (حدائق حنفیہ ص ۲۲۸)۔ فاما ابوہ ابو الحسن محمد بن الحسین عبد الکریم البزدوی فقد کان فقیہا حنفیا اماما فاضلا متکلما اخذ والکلام عن جدہ عبد الکریم عن الامام ابی المنصور الماتریدی۔ واما جدہ الاعلی عبد الکریم بن موسی البزدوی فکان اماما فقیہا محدثا متکلما (ترجمہ الامام البزدوی برحاشیہ اصول البزدوی ص ۳۷۷)۔ ترجمہ: لیکن آپ کے والد ابوالحسن محمد بن حسین بن عبد الکریم بزدوی بیشک حنفی فقیہی امام فاضل اور متکلم تھے اور انہوں نے علم فقہ اور کلام اَپنے دادا عبدالکریم سے حاصل کی۔ انہوں نے ابومنصور ماتریدی سے حاصل کی۔ اور ان کے جداعلیٰ عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی امام فقیہی محدث اور متکلم تھے۔ کفوی نے کہا ہے کہ انہوں نے امام الہدیٰ ابومنصور ماتریدی سے علم حاصل کیا اور انہوں نے ابوبکر جوزجانی سے اور انہوں نے ابو سلیمان سے۔ انہوں نے امام محمد رحمہم اللہ سے حاصل کیا۔

آپ نے تصنیفاتِ معتبرہ سے زمانہ کو پُر کیا: (۱) مبسوط (۲) شرح جامع کبیر (۳) شرح جامع صغیر (۴) اصول بزدوی (۵) تفسیر قرآن شریف (۶) غناء الفقہاء (۷) کتاب آمالی (۸) شرح تقویم الادلہ للدبوسی (۹) شرح الجامع الصحیح البخاری (۱۰) شرح زیادات الزیادات (۱۱) شرح فقہ الاکبر لابی حنیفہ (۱۲) المسیر فی الکلام۔

آپ کی کتاب اصول بزدوی کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے (۱) کشف الاسرار علامہ عبدالعزیز بخاری (متوفی ۸۳۰ھ) (۲) شرح الکافی علامہ حسام الدین حسن بن علی السغناقی (متوفی ۷۱۴ھ)۔ (۳) اور شرح اکمل الدین امام بابرتی کی مشہور ہیں۔ اور راقم الحروف نے آپ کی کتاب المیسر فی الکلام کا مخطوطہ بڑی تلاش کے بعد مدینہ منورہ سے حاصل کیا۔ تو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کتاب مخطوطہ ابوالحسن علی بزدوی کا نہیں ہے بلکہ ان کے بھائی صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی کی کتاب اصول الدین کا مخطوطہ ہے۔ اور اس کی نسبت ابوالحسن علی کی طرف غلط کر دی ہے اور وہ مخطوطہ بھی ناقص نکلا۔ (۱)

قاضی صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی (رحمۃ اللہ علیہ)

صدر الاسلام ابو یسر محمد بن محمد بن حسین بن عبدالکریم بن موسی بزدوی (رحمہ اللہ) اَپنے وقت کے امام الائمہ، علی الاطلاق جامع فروع واصول، صاحب تصنیفات تھے۔ ماوراء النہر میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتھی ہوئی۔ فقہ وغیرہ اسماعیل بن عبدالصادق سے، انہوں نے امام ابوالیسر کے دادا امام عبدالکریم سے پڑھا اور انہوں نے امام ابومنصور ماتریدی محمد بن محمد بن محمود سے، انہوں نے ابوبکر جوزجانی سے، انہوں نے سلیمان سے، انہوں نے امام محمد سے حاصل کی۔ اور نیز ابویعقوب یوسف سیاری سے اخذ کیا۔ اور آپ سے نجم الدین نسفی اور علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء اور ابن ابی یسر ابوالمعالی احمد اور ان کے بھائی

کے بیٹے حسن بن علی نے اخذ کیا۔اور بخارا میں ۹۳؁ھ میں وفات پائی (حدائق الحنفیہ ص ۳۳۳)۔اورانہوں نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں سے کتاب اصول الدین ہے جو مصر سے طبع ہو چکی ہے۔اور اصول فقہ میں معرفۃ الحجج الشرعیۃ بھی مطبوع ہے۔امام ابو منصور ماتریدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں **وقال بعض علمائنا فیھم ابو منصور الماتریدی (رحمہ اللہ) ان العام یوجب العمل بغالب الرائی والظن لابطریق الاحاطۃ والیقین** (معرفۃ الحجج الشرعیۃ ص۲۶)۔**والشیخ الامام الزاھد ابو منصور الماتریدی (رحمہ اللہ) علیہ رئیس ھؤلاء** (معرفۃ الحجج ص۱۹۷)۔شیخ امام زاہد ابومنصور ماتریدی ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اِن علماء وقت کے سردار ہیں۔

اور کتاب اصول الدین میں امام ابومنصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) کے بارے میں لکھتے ہیں **و قد وجدت للشیخ الامام الزاھد ابی منصور الماتریدی السمرقندی کتابا فی علم التوحید علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ وکان من رؤساء اھل السنۃ والجماعۃ صاحب کرامات، حکی لی الشیخ الامام والدی (رحمہ اللہ) من جدہ الشیخ الامام الزاھد عبدالکریم موسی (رحمہ اللہ) کرامۃ. فان جدنا کان اخذ معانی کتب اصحابنا و کتاب التوحید و کتاب التاویلات فی خلق من الشیخ الامام ابی منصور الماتریدی** (ص ۲ و ۳ طبع القاھرۃ ۱۳۸۳ھ)۔

ترجمہ: میں نے شیخ امام زاھد ابومنصور ماتریدی سمرقندی کی کتاب علم التوحید اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر پائی اور وہ اہل سنت و جماعت کے سردار اور صاحب کرامت تھے۔ مجھ سے میرے شیخ امام والد نے اَپنے دادا شیخ امام زاھد عبدالکریم بن موسیٰ (رحمہ اللہ) سے

کرامتیں بیان کیں۔بیشک ہمارے دادا (عبدالکریم) نے اَپنے احناف کی کتابوں کے معانی اور کتاب التوحید کتاب تاویلات کے معانی کو شیخ امام ابومنصور ماتریدی کے خلقے (درس) میں حاصل کیا تھا۔

امام ابوالمعین میمون بن محمد مکحولی نسفی (رحمۃ اللہ علیہ)

میمون بن محمد بن محمد بن معتمد بن محمد بن مکحول بن الفضل مکحولی ہیں اور آپ کی ابوالمعین کنیت تھی۔امام فاضل جامع فروع واصول تھے۔ کتاب **تبصرۃ الادلہ فی اصول الدین** اور **تمہید قواعد التوحید** اور **کتاب المناھج** اور **شرح جامع کبیر** وغیرہ تصنیف کیں اور علاء الدین ابوبکر محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء نے آپ سے تفقہ کیا (حدائق الحنفیہ ص ۳۳۵) اور آپ کی تالیفات میں سے مندرجہ ذیل بھی ذکر کی جاتی ہیں **بحر الکلام، العمدہ فی اصول الفقہ، العالم المتعلم، ایضاح المحجۃ، شرح جامع الکبیر شیبانی فی فروع الحنفیہ، مناھیج الائمۃ فی الفروع، مقدمہ بحر الکلام فی علم الکلام** ہیں۔

اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے تبصرۃ الادلہ کے شرح عقائد نسفی میں حوالے دئے ہیں اور دیگر علماء نے بھی اس کے حوالے دیئے ہیں۔آپ اَپنے زمانہ کے بہت بڑے متکلم ومناظر تھے۔ حضرت امام ابومنصور محمد ماتریدی کے بے حد معتقد اور پیروکار تھے۔اور آپ کے عقائد و نظریات کو مفصل بیان کرنے والے تھے۔ ماتریدیہ میں آپ کا مرتبہ ومقام وہی تھا جو اشاعرہ میں امام باقلانی (متوفی ۰۲؁ھ) اور امام غزالی (رحمہ اللہ) کا تھا۔

ڈاکٹر فتح اللہ خلیف فرماتے ہیں **یعتبر الامام ابو معین النسفی المتوفی عام ۵۰۸ھ (۱۱۱۴ء) من اکبر من قام بنصرۃ مذھب الماتریدی وھو بین الماتریدیۃ کالباقلانی والغزالی بین الاشعریۃ ولا شك فی ان کتابه تبصرۃ الادلۃ الذی مازال مخطوطا حتی الان یعد الینبوع الثانی بعد**

كتاب التوحيد لكل الماتريدية الذين جاؤا بعده. فليست العقائد
النسفية لامام عمر النسفي الا بثمابة فهرست لكتاب تبصرة الادلة
ويحدثنا الامام نور الدين الصابوني (المتوفى ٥٨٠ھ ١١٨٤ء) بانه تتلمذ
على تبصرة الادله فيقول في مناظراته مع الرازي يايها الرجل اني كنت
قد قراة كتاب تبصرة الادلة لابي المعين النسفي واعتقدت انه لا مزيد
على ذلك الكتاب في التحقيق والتدقيق (حاشیہ مقدمہ کتاب التوحید ص ۵)۔
صاحب کشف الظنون (ج ا ص ۲۶۶ مطبوعہ دار الکتب علمیہ) لکھتے ہیں جمع فيه ما جل
من الدلائل في المسائل الاعتقادية وبين ما كان عليه مشائخ اهل
السنة وابطل مذاهب خصومهم معرضا عن الاشتغال بايراد ما دق
من الدلائل سالكا طريقة التوسط في العبارة بين الاطناب والاشارة
فجاء كتابا مفيدا الى الغاية. ومن نظر فيه علم ان متن العقائد لعمر
النسفي كالفهرس لهذا الكتاب (کشف الظنون ج ا ص ۳۶۶)۔ ڈکتور علی عبد الفتاح
مغربی لکھتے ہیں وهو من اكبر شخصيات المدرسة الماتريدية من بعد
مؤسسها، ولقد ناصر مذهب الماتريدي بقوة، وهو منه بمثابة
الشهرستاني من الأشعري، ولقد ذكره الشرواني في الطبقة السادسة في
طبقات اصحاب الامام الاعظم، وهو امام فاضل جامع الأصول و
عالم بارع، وله كتاب التمهيد لقواعد التوحيد، و كتاب التبصرة،
قال عمر بن محمد نسفي في كتاب 'القند' كان عالم الشرق والغرب
يغترف من بحاره ويستضاء بانواره مات سنة (٥٠٨ھ) (الفرق الکلامیة
الاسلامیة، ص ۱۳۳)۔

کتاب تبصرۃ الادلۃ شائع ہو چکی ہے جو عقائد ماتریدیہ میں سب سے زیادہ معتبر مفصل سمجھی جاتی
ہے۔ امام ابو المعین نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام ابو منصور ماتریدی کے عقائد و نظریات علم
کلام کو بڑی وضاحت و تشریح سے بیان کیا ہے۔ اور آپ نے تبصرۃ الادلۃ میں امام ابو منصور
ماتریدی (رحمہ اللہ) کا تقریباً ستائیس (۲۷) مقامات پر حوالہ دیا ہے اور ان کے اقوال و
ارشادات بطور استدلال نقل کئے ہیں اور اسی طرح دوسری تالیفات میں بھی آپ کا ذکر کیا اور
کتاب التوحید، کتاب المقالات، تاویلات القرآن کے حوالے دئے ہیں۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ العقائد النسفیہ تبصرۃ الادلۃ کی فہرست کے برابر نہیں ہو گی مگر جو شہرت
مشہوری اور مقبولیت عامہ العقائد النسفیہ کو حاصل ہوئی ہے وہ کسی عقائد و کلام کی کتاب کو
حاصل نہیں ہے۔ چونکہ اس میں نہایت ہی اختصار و جامعیت سے عقائد کو بیان کیا گیا ہے اس
لئے اس کے چند ہی صفحات ہیں۔ امام ابو المعین نسفی (رحمۃ اللہ علیہ) ابتداء سمرقند میں
رہتے تھے اور پھر بخارا منتقل ہو گئے تھے۔ آپ نے ۵۰۸ھ میں وفات پائی آپ کے تلامذہ
میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) امام نجم الدین عمر النفی (۲) علاالدین سمرقندی
(۳) نور الدین احمد صابونی (۴) ابوبکر الکاشانی (۵) ابوالحسن البلخی ابوالمظفر الطاقانی (۶)
ابوالفتح الحلمی (۷) احمد البزدوی (۸) عبد الرشید الوالوالجی (۹) محمد الساگرجی (۱۰) علی بن
الحسین السکاکندی (ابو المعین النسفی وعصرہ)

الشیخ الامام الاجل الزاہد ابو الثناء محمود ماتریدی

الشیخ الامام الاجل الزاہد ابو الثناء محمود بن زید لامشی (رحمہ اللہ) تعالیٰ حنفی ماتریدی پانچوی
سدی ھجری کے اواخر اور چھٹی ھجری کے آغاز میں ہوئے ہیں۔ آپ کی تالیفات میں
سے التمھید لقواعد التوحید اور کتاب اصول الفقہ مشہور ہیں۔ آپ کی وفات ماہ رمضان ۵۲۲
ھ میں ہوئی ہے۔

امام نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد نسفی سمرقندی (رحمۃ اللہ علیہ)

امام نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد بن احمد نسفی سمرقندی (رحمۃ اللہ علیہ) (متوفی ۵۳۷ھ)۔ آپ اپنے وقت کے مفتی الثقلین تھے۔علامہ علی قاری اپنی کتاب طبقات میں فرماتے ہیں **انہ کان یعلم الانس والجن ولذلك قیل مفتی الثقلین** (الجواھر البھیۃ علی شرح العقائد النسفیہ ص ۲۱ ج ۱) کہ آپ جنوں اور انسانوں کو علم سکھاتے تھے، اسی لئے آپ کو جنوں اور انسانوں کا مفتی کہا گیا ہے۔صاحب نبراس فرماتے ہیں **وھو من المجتھدین فی فروع الحنفیہ ومن اتباع الامام ابی منصور الماتریدی فی الاصول** (نبراس ص ۱۵)۔آپ فروع حنفیہ میں اجتہاد کا درجہ رکھتے ہیں اور اصول میں علامہ ابومنصور ماتریدی کے مقلدین میں سے ہیں۔امام ابوحفص نجم الدین عمر نسفی (رحمہ اللہ) نے ۵۳۷ھ میں **وفات پائی ودفن بمقبرۃ جاکردیزۃ سمرقند**۔اور سمرقند کے جاکردیزہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے اور آپ کی قبر امام علم الھدی حضرت شیخ ابومنصور الماتریدی (رحمہ اللہ) کی قبر کے قریب ہے (مقدمۃ القندص ۲۰)۔

شرح العمدۃ (الاعتماد فی الاعتقاد) کے محقق لکھتے ہیں **وممن اشتھر بلقب النسفی الامام نجم الدین ابوحفص النسفی متوفی ۵۳۷ وھو من تلامذ الشیخ ابی المعین النسفی وقد صنف نجم الدین فی شتیٰ العلوم الاسلامیۃ واللغویۃ وقد بلغت مصنفاتہ مائۃ مصنف من اشھرھا من العقائد النسفیۃ وھو برغم صغر حجمہ الا انہ یحتوی علی جل المسائل الکلامیۃ** (مقدمہ ص ۱۰)۔کہ آپ نے سو کے الگ بھگ مختلف علوم میں کتابیں لکھیں ہیں۔

امام نجم الدین ابوحفص عمر نسفی علیہ الرحمہ کی تالیفات میں سے التیسیر فی التفسیر قرآن پاک کی عظیم الشان مشہور ومعروف تفسیر ہے اور علماء مفسرین کے اقوال کی جامع اور مفصل ہے۔آپ

امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ حوالے دیتے ہیں۔اور ان کے اقوال وارشادات نقل کرتے ہیں، اسی طرح دوسرے ائمہ مفسرین سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ یہ چار جلدوں میں ہے۔تین جلدوں والا مخطوطہ نظر سے گزرا ہے۔اللہ کرے کوئی ادارہ اس تفسیر کو بھی شائع کرنے کا شرف حاصل کرے۔اور آپ کی تالیفات میں سے سب سے زیادہ مشہور ومتداول کتاب عقائد النسفیۃ چھوٹی ہونے کے باوجود بڑے بڑے مسائل پر حاوی ہے اور عقائد ماتریدیہ میں بہت عمدہ ہے۔اور یہ کتاب عقیدہ ماتریدیہ کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا حنفیہ پڑھنے پڑھانے کا بڑا اہتمام کیا ہے اور مدارس میں صدیوں سے داخل ہے۔

واتخذ الازھر مصدرا اساسیا منذ زمن بعید حتی الیوم وھو المعتمد عند علماء الازھر ونالت الماتریدیۃ حظا وافرا (مقدمہ فتح اللہ خلیف لکتاب التوحید)۔اور علماء ازہر نے اس کو عرصہ دراز سے آج تک بنیادی مصدر بنا رکھا ہے۔اور یہ کتاب علماء ازہر کے نزدیک معتمد ہے۔اور ماتریدیہ نے وافر حصہ حاصل کیا ہے۔اور ماتریدیہ اس پر ٹوٹ پڑے تو اس کی سو سے زائد شروح وشروح الشروح الحواشی والحواشی علی الحواشی لکھے ہیں۔اور تمام شروح میں سے زیادہ اہم شرح علامہ تفتازانی کی ہے (الماتریدیہ ج ۱ ص ۲۸۵)۔علامہ سعد الدین تفتازانی کی شرح کی شروح وحواشی اَسّی سے زائد ہوں گے (الماتریدیہ، ص ۲۹۲)۔اَب اس کی اردو میں شروح لکھی گئی ہیں۔اس کی متعدد شروح ہیں اور ان میں سب سے عمدہ شرح علامہ سعد الدین تفتازانی (متوفی ۷۹۲ھ) کی ہے۔

راقم الحروف نے العقائد النسفیہ کو مختصر حاشیہ کے ساتھ اردو میں مع ترجمہ شایع کیا تھا اور پھر اس کی شرح تحریر کی اور ذاتی رقم سے شایع کر کے دوست واحباب میں مفت تقسیم کی۔اللہ اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اَپنے بندوں کے لئے نافع بنائے۔اور مؤلف

ومعاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

علامہ علاء الدین ابوبکر محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقند (رحمہ اللہ)

محمد بن احمد بن احمد سمرقندی: ابوبکر کنیت، علاء الدین لقب تھا۔ اَپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل بے نظیر، فقیہ جلیل القدر تھے۔ فقہ ابی المعین میمون مکحولی اور صدر الاسلام ابی الیسر بزدوی سے پڑھی اور کتاب تحفۃ الفقہاء تصنیف کی۔ اور آپ سے ابوبکر بن مسعود صاحب بدائع والصنائع متوفی ۵۸۷ھ اور ضیاء الدین محمد بن حسین صاحب ہدایہ کے استاد نے فقہ پڑھی۔ آپ کی ایک بیٹی فاطمہ نام کی بڑی فقیہ علامہ تھیں جس نے آپ سے فقہ پڑھی اور آپ کے تحفۃ الفقہاء کو حفظ کیا یہاں تک کہ فتاوے پر آپ کی اور ان کی مہر ہوا کرتی تھی۔ جب آپ نے اس کا نکاح اَپنے شاگرد صاحب بدائع والصنائع سے کر دیا تو آپ کے شوہر جب بھی کسی مسئلہ میں غلطی کرتے تو اس غلطی سے آگاہ کر کے صواب کی طرف راہ دکھاتیں۔ آپ کے وقت میں فتاوی پر تینوں یعنی آپ کے اور آپ کی بیٹی اور اس کے شوہر کے دستخط ہوا کرتے تھے (حدائق الحنفیہ ص ۲۶۷، الفوائد البہیۃ)۔

تحفۃ الفقہاء، شرح کتاب تاویلات اہل السنۃ، میزان الاصول فی نتائج العقول، شرح الجامع الصغیر آپ کی مشہور کتابیں ہیں اور تقدیم بدائع السنائع وغیرہ۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے: ۵۵۲ھ یا ۵۵۳ھ یا ۵۳۹ھ (مقدمہ میزان الاصول، شرح کتاب تاویلات) (تاویلات القرآن) (حاشیہ حدائق الحنفیہ)۔ میزان الاصول فی نتائج العقول اصول فقہ میں بہت ہی عمدہ کتاب ہے۔ امام ابو منصور الماتریدی (رحمہ اللہ) کا میزان الاصول میں بڑی تعظیم اور تکریم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ کتاب الجدل و ماخذ والشرائع کے حوالے متعدد مرتبہ دیئے ہیں۔

نصر الحق والدین نور الدین احمد بن محمود بخاری صابونی (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ، امام، نور الدین، احمد بن محمود بن ابی بکر صابونی بخاری۔ آپ نے علامہ شمس الائمہ محمد الکردری سے علم حاصل کیا تھا۔ نور الدین لقب سے ملقب تھے، ابو محمد کنیت تھی۔ آپ بڑے بلند پایا کے عالم، متکلم اور مناظر تھے۔ شیخ نور الدین اور علامہ رشید الدین کے درمیان اس مسئلہ میں مناظرہ ہوا کہ معدوم دکھائی نہیں دیتا اور یہ طویل و مفید مناظرہ ہوا تھا۔ اس کا ذکر حافظ الدین النسفی نے الاعتماد کی فصل المعدوم لیس بمرئی میں کیا ہے (الاثمار الجنیۃ، ج ۱، ص ۳۴۲)۔ اس مناظرہ کا ذکر الاعتماد فی الاعتقاد کے ص ۲۳۰ پر ہے۔ آخر شیخ رشید الدین نے اَپنے موقف رجوع کر لیا تھا۔

امام فخر الدین رازی متوفی (۶۰۶ھ) کے ساتھ امام نور الدین صابونی بخاری کے تین مناظرے ہوئے تھے (۱) مسئلہ التکوین (۲) مسئلہ البقاء (۳) مسئلہ الرؤیۃ۔

آپ نے مناظرہ کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی سے کہا یایھا الرجل انی کنت قد قرات کتاب تبصرۃ الادلۃ لابی المعین النسفی واعتقدت انہ لا مزید علی ذلک الکتاب فی التحقیق والتدقیق (مناظرات فخر الدین رازی، ص ۲۳) (اے مرد بے شک میں نے کتاب تبصرۃ الادلہ مولفہ ابو المعین النسفی پڑھی اور میں نے یقین محکم کر لیا کہ بلا شبہ کوئی کتاب تحقیق و تدقیق میں اس کتاب سے بڑھ کر زیادہ نہیں ہے)۔ آپ نے علم کلام علم اصول میں بڑی قابل قدر کتابیں تحریر کی تھیں ان میں سے کتاب البدایہ (جس کے علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد میں حوالے دئے)۔ ڈاکٹر فتح اللہ خلیف تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابو منصور ماتریدی کا اسم گرامی کا ذکر کرتے ہیں و کذلک لم یھمل الصابونی ذکر اسم الماتریدی فی البدایہ کما اھمل ذکرہ صاحب العقائد النسفیہ (مقدمہ کتاب البدایہ، ص ۲۴) کہ صاحب عقائد نفسیہ کی طرح امام ابو منصور ماتریدی کے نام سے

کتاب کو خالی نہیں رکھا بلکہ امام ابومنصور ماتریدی کا ذکر کرتے ہیں۔امام نورالدین صابونی علیہ الرحمۃ کی کتابوں کے متعدد نام ملتے ہیں۔ملاعلی قاری لکھتے ہیں **الملقب نور الدین، الامام صاحب (الھدایہ) فی اصول الدین و الکفایہ فی الھدایہ، المنتقی** (الاثمار الجنیۃ، ج ا،ص ۳۴۲)۔ملاعلی قاری لکھتے ہیں کہ آپ نورالدین کے لقب سے ملقب ہیں اور تین کتابوں کے نام لکھے: الھدایہ فی اصول الدین، الکفایہ فی الھدایہ، المنتقیٰ۔ **بدایہ صابونی، ھدایہ صابونی، کفایہ صابونی، کتاب المغنی فی اصول الدین، کفایہ شرح الھدایہ فی اصول الدین، الھدایہ فی علم کلام، الکفایہ فی علم کلام، کتاب الکفایہ فی الھدایہ** اس کا **اختصار البدایہ (الھدایہ) من الکفایہ فی اصول الدین، عقائد الصابونی، الھدایہ فی الکلام بدایۃ مختصر الھدایہ، الھدایۃ فی علم الکلام** اس کا **اختصار البدایۃ** ہے (کشف الظنون)، **بدایۃ مختصر الھدایہ فی علم کلام** اس کا **اختصار العمدۃ** ہے، (کشف الظنون)، **الکفایہ شرح الھدایہ فی الاصول** (ایضاح المکنون)، **حاشیہ الجواھر المضیۃ**، (تاج التراجم ص ۱۴)۔معلوم نہیں کہ ایک کتاب کے کئی کئی نام ہیں یا یہ مستقل الگ الگ کتابیں ہیں تو جہاں سے جو نام ملے ہیں وہ لکھ دئے ہیں۔واللہ اعلم۔

(۱) کتاب البدایہ من الکفایہ فی الھدایہ فی اصول الدین پہلی مرتبہ ڈاکٹر فتح اللہ خلیف کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۶۹ء میں ادارہ المعارف مصر سے طبع ہوئی اور دوسری مرتبہ البدایہ فی اصول الدین کے نام سے ایک ترکی عالم کی تحقیق کے ساتھ دمشق سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی ہے۔

(۲) **المنتقی من عصمۃ الانبیاء تلخیص کشف الغوامض فی احوال الانبیاء** مطبوع ہے۔

امام نورالدین احمد صابونی بخاری کی وفات نماز مغرب کے وقت ۶ صفر، ۵۸۰ھ میں ہوئی **و دفن بمقبرۃ القضاء السبعۃ ببخاری**۔اور آپ کو بخاریٰ کے القضاء السبعہ کے قبرستان

میں دفن کیا گیا۔آپ صابون بناتے تھے یا صابون کا کاروبار کیا کرتے تھے اس لئے آپ کو صابونی بخاری کہا جاتا ہے (الفوائد البھیہ وغیرہ)۔ڈاکٹر فتح اللہ خلیف لکھتے ہیں کہ امام رازی نے جس کے ساتھ بھی ماوراء النہر میں مناظرہ کیا ہے اس کا نام نہیں لیا لیکن شیخ نورالدین صابونی کا نام لیا ہے۔**فلا شك ان كل ذلك يدل علىٰ مكانه الصابونی فی علم الکلام و انه من اشهر العلماء عصره فی البلاد ما وراء النهر** (مقدمۃ کتاب البدایہ ص ۱۰)۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات شیخ صابونی کے مرتبہ پر دلالت کرتی ہے جو آپ کو علم کلام میں حاصل تھا اور یہ بھی کہ آپ اپنے زمانہ کے بلاد ماوراء النہر کے تمام علماء میں سے زیادہ مشہور تھے۔

امام فضل اللہ تورپشتی (رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابوعبداللہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی (رحمۃ اللہ علیہ) (متوفی ۶۶۱ھ) بہت بڑے عالم، متکلم ومحدث ہوئے ہیں۔لفظ تور، تا کے ضمہ (پیش) واو کے سکون کے ساتھ ہے اور پشتی کی با پر پیش ہے۔تُوْرِبُشْتِی عربی میں پڑھا جاتا ہے۔توربشت کی طرف نسبت ہے جو شیراز کے ناحیہ سے ہے۔بعض نے کہا کہ آپ شافعی المذھب تھے (مقدمہ کتاب المیسر ج ا ص ۲۵) اور بعض نے لکھا ہے کہ آپ حنفی المذھب تھے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔آپ کی تالیفات میں سے (۱) **المعتمد فی المعتقد** ہے جو عقائد ماتریدحنفیہ کی معتبر کتاب ہے۔عصمت انبیاء کے بارے میں امام ابومنصور ماتریدی کے قول کو کتاب کے ص ۸۳ پر بطور دلیل نقل کیا ہے۔حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی (رحمہ اللہ) سرہندی (متوفی ۱۰۳۴ھ) مکتوبات دفتر اول مکتوب ۱۹۳ میں فرماتے ہے از برائے تصحیح این عقائد حقہ رسالہ امام اجل تورپشتی بسیار مناسب است و قریب بفہم مذکور مجلس شریف بودہ باشد۔امام اجل تورپشتی کا رسالہ بہت مناسب اور آسان ہے۔اپنی مجلس شریف میں اس کا ذکر کرتے رہا کریں۔آپ کی تالیفات میں، (۲)

الميسر فی شرح مصابيح السنة (۳) مطلب الناسک فی علم المناسک۔
چالیس بابوں پر مشتمل ہے اور تمام احکام حدیث کی روشنی میں مرتب کئے ہیں۔ (۴) تحفة
السالكين فی التصوف فارسی (۵) تحفة المرشدين فی اختصار السالكين
فارسی (مقدمۃ المحقق ص ۲۵)۔ المیسر شرح مصابیح کے حوالے شارحین مشکوۃ المصابیح امام طیبی
(رحمہ اللہ)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمہ اللہ)، علامہ علی قاری (رحمہ اللہ) اور صاحب
التعلیق الصبیح نے دیئے ہیں۔

حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ نسفی (رحمۃ اللہ علیہ)

امام حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (رحمۃ اللہ علیہ) کی وفات ۷۱۰ھ یا
۷۵۱ھ بمطابق ۱۳۱۰ء میں ہوئی ہے، آپ بہت بڑے عالم، فقیہ مفسر، متکلم تھے۔ اور آپ
نے بڑی عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل المعروف تفسیر
النسفی، الوافی، الکافی، المنار فی اصول الفقه، کشف الاسرار فی شرح
المنار، عمدۃ العقائد، شرح عمدۃ العقائد، کنز الدقائق فی الفقه۔ راقم الحروف نے
المنار فی اصول الفقہ اور مختصر المنار دونوں کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اور عمدۃ العقائد کی شرح بھی
تحریر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب محیہ فرمائے کہ شرح عمدۃ العقائد بھی شائع ہو جائے، اور
عمدۃ العقائد بہت معتبر مستند کتاب ہے۔ آپ کے کچھ حالات شرح عمدۃ العقائد کے شروع
میں تحریر کر دئے ہیں۔ شہر نسف کی نصبت سے سب سے زیادہ مشہور امام ابو مطیع مکحول بن
الفضل النسفی متوفي سنه ۳۱۸ھ امام نجم الدین عمر النسفی سنه ۵۳۷ھ امام ابوالمعین النسفی
متوفی سنه ۵۰۸ھ امام ابوالبرکات عبداللہ النسفی متوفي سنه ۷۱۰ھ یا سنه ۷۵۱ھ

امام علامہ عبدالعزیز بن احمد بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)

امام علامہ عبدالعزیز بن احمد بخاری متوفی ۷۳۰ھ علاء الدین لقب تھا، علامہ عصر فقیہ تھے
آپ کی تالیفات میں سے کتاب کشف الاسرار شرح اصول بزدوی ہے اور کتاب تحقیق شرح
منتخب حسامی مشہور اور معتبر و مستند ہیں۔

علامہ ابوالشکور محمد سالمی (رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ ابوشکور محمد بن عبدالسید بن شعیب سالمی سنی حنفی (رحمۃ اللہ علیہ) پانچویں صدی ہجری کے
نصف آخر میں ہوئے ہیں۔ امام ابوشکور سالمی علیہ الرحمۃ، اپنا تعارف یوں فرماتے ہیں قال
المھتدی ابوشکور السالمی وھو محمد بن عبدالسید بن شعیب الکشینی (رحمۃ اللہ علیہ) (التمہید مخطوط ص ۱)
اور جبکہ کوئی نیا مسلہ شروع کرتے ہیں تو کہتے ہیں قال المھتدی ابوشکور سالمی (التمہید فی بیان
التوحید)۔ حاجی خلیفہ فرماتے ہیں التمهيد في بيان التوحيد لابی شکور محمد بن
عبد السيد بن شعيب الكشني سالمی حنفی (کشف الظنون ص ۴۸۴)۔ مؤلف
التمهيد ابو شكور محمد بن عبد السيد بن شعيب سالمی النشابوری
(سیف الابرار ص ۳۱) تمہید ابوشکور (حاشیہ المعتمد فی المعتقد) تمهيد لابی الشكور سالمی (حاشیہ
عقائد اسلام ص ۱۳۰) تمهيد ابو شكور سالمی عمدة الاسلام التمهيد ابو شكور
سالمی (ریاض الناصحین ص ۵)۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے امام، متکلم ہوئے ہیں اور
طریقہ ماتریدیہ کے پیروکار تھے آپ کی تالیف التمہید فی بیان التوحید بہت مشہور ہے جو کسی
زمانہ میں ہندوستان کے بعض مدارس میں سبقا پڑھی پڑھائی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاء (۱۷ ربیع الاول متوفی ۷۲۵ھ) کو شیخ کبیر (حضرت خواجہ فرید الدین شکر
گنج) نے تمہید ابوشکور سالمی اول سے آخر تک سبقا سبقا پڑھائی تھی (تاریخ دعوت وعزمت ص ۶۴

حصہ ۳)۔ پھر اس کی جگہ دیگر کتب علم کلام نے لے لی اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج ختم ہو گیا۔ یہ کتاب بڑی جامع ہے۔ اس میں اتنا مواد پایا جاتا ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔ علماء اس کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) خطاء صحابہ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو شکور سالمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہل سنت وجماعۃ اس بات پر ہیں کہ حضرت معاویہ مع ان کے تمام اصحاب جوان کے ہمراہ تھے سب خطا پر تھے لیکن ان کی خطاء اجتہادی تھی (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ص ۲۵۱)۔

علامہ کمال الدین احمد البیاضی ایک مسلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں **رواہ الامام ابو شکور سالمی فی التمھید** (اشارات المرام ص ۹)۔ مولانا نجم الغنی خان رامپوری فرقہ مشبہ خشویہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے کہ اسمائے الٰہی کے ان کے نزدیک تین مراتب ہیں اَسمائے ذات، اَسمائے صفات، اَسمائے افعال دیکھو: تمہید ابو شکور سالمی (مذاہب اسلام ص ۵۰۹)۔

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ تمھید ابوشکور سالمی ماتریدیہ کی مشہور و مستند کتاب ہے (حاشیہ سیرت النبی ج ۴ ص ۲۶۷)۔ علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کے عقائد کی کتب کلام مثلاً شرح عقائد، تمھید ابوشکور سالمی **المعتقد فی المنتقد** اور تکمیل الایمان وغیرہ میں بیان کئے گئے ہیں (اشعۃ اللمعات اردو ج ۵ ص ۶۳)۔

بعض علماء نے تمھید ابوالشکور سالمی پر کچھ تنقید بھی کی ہے۔ چنانچہ مفتی نذیر احمد سیالوی صاحب تمہید کے بعض مسائل پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں علامہ ابوشکور سالمی صاحب کی تصنیف التمہید فی بیان التوحید بلاشبہ عمومی طور پر فوائد کثیرہ پر مشتمل ہے اور معلوماتی کتاب ہے۔ تاہم کتاب کے مندرجات پر نظر ڈالنے سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ مصنفِ کتاب بیانِ مسائل میں محتاط محقق اور متکلم علوم شرعیہ میں ماہر نہیں واقعہ ہوئے (نبوت مصطفی ﷺ ص ۴۹۸)۔

علامہ حکیم محمد نجم الغنی رامپوری علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۹۳۱ء) نے شرح فقہ اکبر موسوم بہ تعلیم

الایمان کے ص ۱۹۴ اور ص ۲۰۴ پر علامہ سالمی علیہ الرحمۃ پر بعض مسائل پر تنقید کی ہے۔

بہر حال تمام مسائل میں اتفاق ہونا بھی ممکن نہیں ہے۔ کتاب کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اور تمام مسائل میں اتفاق ہونا بھی ممکن نہیں ہے۔ امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعد ان جیسا کوئی محدث نہیں ہوا تو لوگ ان کی کتابوں پر تنقید کرتے ہیں مثلاً جامع صغیر، جمع الجوامع کی حدیثوں کے راویوں پر تنقید کرتے ہیں۔ اور بعض حدیثوں کو ضعیف اور موضوع قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی اور نہ ان کی تالیفات کی مقبولیت میں کوئی فرق پڑا ہے۔ علماء اور عوام کے دل میں ان کی بڑی تعظیم اور تکریم پائی جاتی ہے۔ مشہور و مقبول ترین تفسیر بیضاوی کے مصنف قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ رحمہ اللہ کی ۱۰، اخطاء کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ان سے تفسیر بیضاوی میں ہوئی ہیں (اثمار تکمیل ج ۲ ص ۲۸۳)۔ تو ان کی وجہ سے تفسیر بیضاوی کی شان وعظمت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔

امام ابوشکور سالمی رحمہ اللہ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ کتاب ابو مطیع مکحول بن الفضل نسفی متوفی ۳۱۸ھ کے محقق لکھتے ہیں **و تبع المؤلف ابا مطیع ابو شکور سالمی متوفی بعد ۴۶۰ھ فی التمھید فی بیان التوحید** (مکحول ص ۱۴)۔ اور مؤلف ابوشکور سالمی نے التمہید فی بیان التوحید میں فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے ابو مطیع مکحول کی پیروی کی ہے۔ اور ابوشکور سالمی ۴۶۰ھ کے بعد فوت ہوئے ہیں **و قال المھتدی ابو شکور سالمی سمعت عن الشیخ الامام الزاھد ابی بکر محمد بن حمزۃ الخطیب بسمر قند فی سنۃ نیف و ستین و اربع مائۃ کنت متفقھا عندہ و تلقفت منہ کتاب السرقۃ وغیرہ** (التمھید فی بیان التوحید ص ۱۷۸) امام ابوشکور سالمی فرماتے ہیں مہتدی ابوشکور سالمی نے فرمایا کہ میں نے شیخ امام زاہد ابوبکر محمد بن حمزہ خطیب سمرقند سے ۴۶۵ھ کے لگ بگ سنا، جب کہ ان سے فقہ پڑھتا تھا اور ان

سے کتاب السرقۃ وغیرہ پڑھیں۔معلوم ہوا کہ پانچویں ہجری میں آپ زیر تعلیم تھے۔المکتبۃ الشاملہ خزانۃ التراث میں آپ کی وفات ۵۳۹ھ کے بعد تحریر کی ہے (از انٹرنیٹ) یہ علماء احناف ماتریدیہ میں سے ہوئے ہیں، اسی مناسبت سے آپ کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔زیادہ معلومات التمہید فی بیان التوحید اردو کے آغاز میں ہیں۔

صدرالشریعت عبیداللہ بخاری (رحمہ اللہ)

صدرالشریعت عبیداللہ بن مسعود محبوبی انصاری بخاری (رحمہ اللہ) (متوفی ۷۴۷ھ بمطابق ۱۳۴۶ء)۔آپ اپنے زمانہ کے بہت بڑے امام، متکلم، فقیہ ومفسر تھے۔آپ کی تالیفات میں سے کتاب تعدیل العلوم، التوضیح شرح التنقیح، نقایہ، مقدمات الاربعہ، کتاب الوشاح فی علم المعانی، کتاب الشروط اور کتاب المحاضر، شرح الوقایہ ہیں۔التنقیح مع شرح توضیح اصول فقہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مسائل پر مشتمل ہے اس لئے اشاعرہ اور ماتریدیہ عقائد اور اصول فقہ میں ایک دوسرے کے قریب تر ہیں۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام (رحمہ اللہ)

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بہ ابن ہمام حنفی (رحمۃ اللہ علیہ) (متوفی ۸۶۱ھ)۔آپ امام، علامہ، محقق، مدقق، جامع معقول ومنقول محدث تھے۔آپ نے متعدد کتابیں تحریر کی ہیں۔چنانچہ فتح القدیر شرح الھدایہ محققانہ، محدثانہ بغیر مذھبی تعصب کے کتاب و کالت تک تحریر کی تھی کہ پیغام اجل آ گیا۔اس لئے اس مقام سے آخر کتاب تک مولیٰ شمس الدین احمد قاضی زادہ مفتی رومی (رحمۃ اللہ علیہ) (متوفی ۹۸۱ھ) نے کامل کیا۔اصول فقہ میں کتاب التحریر، عبادات میں زاد الفقیر تصنیف کی اور عقائد میں کتاب **المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ** لکھی۔اس کی شرح کمال الدین محمد ابن ابی شریف المقدسی

الشافعی (متوفی ۹۰۵ھ) نے لکھی جو **المسامرہ فی شرح المسایرہ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ** کے نام سے مشہور ہے۔اور علامہ زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی المسایرہ کا حاشیہ تحریر کیا تھا۔یہ کتاب شرح عقائد نسفی کی طرح بعض مدارس کے نصاب میں داخل رہی ہے۔امام ابن ھمام نے امام غزالی کی کتاب الرسالہ القدسیہ (قواعد العقائد) کے طریقہ پر تحریر کی تھی۔اور امام ابومنصور ماتریدیہ کے اصول، اور اشاعرہ کے ساتھ مختلف فیہ مسائل میں (المسایرہ) بہترین کتاب ہے۔

عمدۃ المحققین علامہ سعدالدین مسعود بن عمر بن عبداللہ تفتازانی شافعی اشعری رحمہ اللہ:

آپ کی ولادت ۷۲۲ھ میں ہوئی ہے اور وفات ۷۹۳ھ میں ہوئی۔اور آپ کے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں: قاضی عضد الدین عبدالرحمن الایجی شافعی متوفی ۷۵۶ھ۔

علامہ قطب الدین رازی تحتانی ۷۶۶ھ۔

علامہ بہاء الدین السمرقندی ضیاء الدین الحنفی متوفی ۷۸۰ھ۔

علامہ سعدالدین احمد۔علامہ محمد بن مسعود

اور آپ کے تین صاحبزادے تھے جو علم وفضل والے تھے (۱) علامہ محمد رحمہ اللہ جن کے لئے تہذیب المنطق والکلام تحریر کی تھی (۲) شیخ الاسلام قطب الدین (۳) شیخ الاسلام، سیف الدین احمد اور آپ کے تلامذہ کی تعداد انیس تک بیان کی جاتی ہیں۔اور آپ مختلف شہروں اور ملکوں میں سفر کیا کرتے تھے مثلاً نساء، جرجانیہ، ھراۃ، جام، غدبان، کلتستان، ترکستان، خوارزم، غجدوان، سمرقند اور سرخس میں ۷۸۲ھ کو گئے تھے اور پھر ۷۸۵ھ سمرقند واپس اگئے تھے یہاں ہی آپ کی وفات ہوئی تھیں۔آپ تیمورلنگ کے دربار میں صدرالصدور کے عھدہ پر فائز رہے۔اور آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، جو مختلف علوم میں تحریر کی گئی مثلاً علم صرف، علم نحو، علم بلاغۃ، علم لغت، علم منطق، علم کلام، علم اصول فقہ، علم فقہ، علم

تفسیر، علم حدیث وغیرہ، جن کی تعداد ۱۸ بیان کی جاتی ہے ان میں سے چار کتابیں درس نظامیہ میں داخل ہیں۔(۱) شرح عقائد نسفی، (۲) تہذیب المنطق، (۳) مختصر معانی، (۴) التلویح مع التوضیح۔ اور آپ کے ہمعصر دربار تیمور لنگ میں علامہ سید علی جرجانی رحمہ اللہ متوفی ۸۱۲ھ تھے۔ اور تیمور لنگ کی غلط پالیسی کی بنا پر ان میں مناظرے ہوتے تھے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی کی زبان میں کچھ لکنت تھی۔ جس کی وجہ سے صاف بولنے میں دقت ہوتی تھی اور دونوں کے درمیان۔ ۷۹۱ھ میں ایک مناظرہ ہوا تو منصف معتزلی نے فیصلہ دیا کہ آپ کو شکست ہوئی تو اس سے آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ علماء محققین کے نزدیک ایسے واقعات میں کچھ حرج نہیں کیونکہ کسی ایک مسئلہ میں مغلوب ہوجانا نقصان علمی کو مستلزم نہیں ہے۔ پھر ۸۰۶ھ میں شیخ محمد ابن جزری اور سید علی جرجانی کے درمیان مناظرہ ہوا جس میں علامہ جزری غالب ہوگئے تو امیر نے جزری کے مقام کو بڑھا دیا اور سید علی جرجانی کو گھٹا دیا، یہ امیر کی سوءفہم کا نتیجہ تھا۔ یہ دونوں حضرات علم کے بحر زخار تھے۔ مگر سید شریف صاحب کو وہ مقام علمی حاصل نہیں تھا، جو علامہ تفتازانی کو حاصل تھا۔ (مختصر جواھر الفرائد)

اس میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آپ علم کلام اور علم فقہ میں شافعی تھے یا حنفی بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ شافعی تھے مگر غیر متعصب بعض نے لکھا ہے کہ آپ حنفی تھے۔ بعض علماء کا راجع قول یہ ہے کہ آپ شافعی تھے لیکن علماء احناف کے کتابوں کی شرحیں حنفی مذھب کے مطابق لکھتے تھے۔ آپ کی کتاب شرح مقاصد اور تہذیب المنطق والکلام کا اشعریہ طریقہ پر تحریر کی گئی ہے اس لئے کہ علم کلام ماتریدیہ اور علم کلام اشاعرہ کی اصطلاحات میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔

شرح عقائد نفسی میں آپ نے علم کلام ماتریدیہ کی کتابوں سے بہت استفادہ کیا ہے۔ مثلاً ابوالمعین نسفی نورالدین احمد صابونی امام حمید الدین علی ضریری، فخر الاسلام علی بزدوی ابو القاسم حکیم ابوالنصر دبوسی اور صدر الشہید وغیرہم کے حوالے دئے ہیں۔ اس لئے شرح عقائد کی

عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف شرح تحریر کرتے ہیں، ماتریدیہ کے حامی نہیں ہیں۔

چنانچہ صاحب جواہر الفرائد لکھتے ہیں شارح کے کلام سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ وہ بھی ماتریدیہ کے حامی ہیں حالانکہ وہ ایسا نہیں ہیں، بلکہ وہ اس سلسلہ میں اشاعرہ کے حامی ہیں اور یہاں ان کا مقصد مصنف کے کلام کی شرح کرنا ہے۔ (ص ۲۶۲) شرح عقائد کی شروح اور حواشی کے مجموعہ کے ٹائٹل پر لکھا ہے کہ یہ شرح عقائد ماتریدیہ، اور عقائد اشاعرہ کی کتاب ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ العقائد نسفی امام ابو منصور ماتریدی کے عقائد کی ہے۔ اور شرح کرنے والے اشعری اور شافعی ہیں۔ چونکہ علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ نے العقائد النسفیہ کی شرح لکھی ہے جو عقائد ماتریدیہ کی ہے اور اس شرح کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کا یہاں علماء ماتریدیہ کے ذکر کے ساتھ کیا گیا ہے۔

علامہ میر سید شریف علی جرجانی رحمہ اللہ

حنفی اشعری متوفی ۸۱۶ھ اپنے زمانہ کے علماء محققین میں سے تھے۔ علم صرف، علم نحو، علم بلاغۃ، علم منطق، علم فلسفہ، علم حدیث، علم تفسیر، علم فقہ، وغیرہ علوم میں امام تھے مگر زیادہ تر آپ نے حواشی لکھے ہیں صرف میر نحو میر صغریٰ، کبریٰ مدارس نظامیہ میں داخل ہیں۔ اور آپ کی تالیفات میں سے شرح المواقف اور میر قطبی حاشیہ علیٰ شرح المطالع الانوار (فی المنطق) مشہور ترین کتابوں میں سے ہیں۔ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وساطت سے علامہ میر سید علی جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاہ شجاع الدین بن مظفر کے دربار میں رسائی حاصل کی تھی پھر تیمور لنگ کے دربار میں بلند مرتبہ حاصل کیا اور بعد میں علامہ تفتازانی کے ساتھ مناظرے کئے علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتابوں سے بھی ابتدا میں استفادہ کرتے تھے لیکن مناظرہ کے بعد ان کی تردید کرنے لگے مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ میر سید شریف کی احسان فراموشی تھی اور علامہ سعد الدین تفتازانی کے مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش کی گئی تھی پھر اس کے بعد علماء کے

دوگروہ ہوگئے تھے ایک علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ کا حمائتی اور دوسرا علامہ میر سید شریف علی جرجانی علیہ الرحمۃ کا۔ اورزیادہ حمایت کرنے والے علامہ سید الدین تفتازانی کے تھے (روح المعانی ج ۱ ص ۱۶۷) علامہ میر سید شریف علی جرجانی علیہ الرحمۃ فروع میں حنفی تھے، اور طریقت میں نقشبندی اور اصول عقائد میں اشعری اور اسی لئے شروح وحواشی العقائد نسفیہ کے محقق شیخ احمد فرید المزیدی نے آپ کا ذکر علماء اشاعرہ میں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

علامہ کمال الدین احمد البیاضی الحنفی الرومی (رحمہ اللہ)

علامہ کمال الدین احمد بن حسن بن شیخ سنان الدین البیاضی رومی حنفی قاضی العسکری دولت عثمانیہ کے صدور روم کے علماء اجلاء میں سے تھے۔ فنون علم کے ماہر تھے۔ آپ فقہ اور فصل احکام میں بہت مشہور تھے۔ علماء کی ایک جماعت نے آپ سے علم حاصل کیا۔ آپ کے والد مکہ کے قاضی تھے۔ آپ نے اَپنے والد کے ساتھ حج بیت اللہ ادا کیا۔ ۱۰۷۷ھ کو حلب میں قضاء کے مرتبہ فائز ہوگئے۔ وہاں سے معزول کئے گئے۔ بروسہ کے قاضی بنائے گئے۔ اور پھر سنہ ۱۰۷۳ھ میں مکہ کے قاضی بنائے گے تھے۔ آپ بہت اچھی سیرت والے تھے۔ قضاء مکہ کی معزولی کے بعد دمشق چلے گئے۔ آپ علم کے جبال میں سے ایک جبل تھے۔ پھر قسطنطنیہ کے قاضی مقرر کئے گئے۔ پھر روم میں اس لشکر وفوج کے قاضی بنائے گے۔ آپ کے زمانہ قضاء میں گواہوں کی شہادت سے ثابت ہوا کہ ایک عورت کے ساتھ یہودی نے زنا کیا ہے اور چار افراد نے اس پر شہادت دی تو آپ نے اس کے رجم کا فیصلہ فرمایا۔ اس حکم کے مطابق اس عورت کے لئے ایک گڑھا کھودا گیا۔ پھر اس کو اس میں ڈال کر رجم کیا گیا۔ اس قسم کے فیصلے صدر (شروع) اسلام میں ہوتے تھے۔ پھر آپ کو معزول کیا گیا اور آپ اَپنے گھر میں ہی ایک مدت قیام پزیر رہے یہاں تک کہ سنہ ۱۰۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا (رحمہ اللہ) رحمۃ واسعۃ (خلاصۃ الاثر مختصرا ج ۱ ص ۱۸۱)۔ آپ نے متعدد کتابیں لکھیں ہیں، ان میں سے بعض کے نام

یہ ہیں: **الاصول المنیفة للامام ابی حنیفه، رسالة فی اللوائح علی وجه البحث والسؤال، سوانح المطارحات ولوائح الذکرات فی العلوم، شرح کتاب الوصایا، والفقه الابسط للامام الاعظم، اشارات المرام من عبارات الامام ابی حنیفة النعمان**۔ اور آپ کی یہ آخری کتاب ماتریدیہ حنفیہ کے مصادر میں بڑی اہم ہے۔

اور اسی طرح علامہ عبد العزیز پرھاروی (رحمہ اللہ) (متوفی ۱۲۲۸ھ) بھی امام ابومنصور ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ماننے والوں میں سے تھے۔ اسی لئے النبراس میں بتیس سے زائد اُن کے حوالے دئے ہیں۔ آپ کے ماننے والوں کی تعداد پوری دنیا میں پائی جاتی ہے۔ ان کا شمار دشوار ہے۔ اسی لئے تو حاسدین، منکرین ان کے کمالات کا انکار کرتے ہیں۔

چراغ را کہ ایزد برفروزد　　　　کسے کش تف زند ریشش بسوزد

امام ابومنصور ماتریدی کے فضل وکمال کا اعتراف:

کتاب عداء الماتریدیہ للعقیدۃ السلفیۃ کے مؤلف مولوی شمس الدین نے امام ابومنصور ماتریدی اور دوسرے علماء ماتریدیہ اوران کی کتابوں کا تعارف بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اگرچہ وہ علماء ماتریدیہ کے سخت خلاف تھے بالخصوص امام ابومنصور ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) کے لیکن مخالفت کے رنگ میں بہت سی معلومات جمع کردی ہیں اوران کی زبان سے کوئی عالم کوئی صوفی محفوظ نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں اَپنی زبان اور قلم کو محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولوی شمس الدین غیر مقلد سلفی نے امام ابومنصور ماتریدی کے فضل وکمال کا اعتراف بھی کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں **لقد رزق الامام الماتریدی عمرا طویلا، وقوة عقلية فائقة، وذهنا وقادا فنراه من خلال کتبه انه کان شدید المعارضة قوی العارضة فائقا فی المناظرة موردا حججا باهرة غالبها شبهات کذاب**

المتکلمین۔ له مشارکة تامة فی کثیر من العلوم کالتفسیر، والفقه، والاصول، والکلام (عداء الماتریدیة للعقیدة السلفیة ج ا ص ۲۳۲)۔ ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے امام ابومنصور ماتریدی کو طویل عمر عطاء فرمائی اور قوت عقلیہ فائقہ سے نوازا اور تیز ذہن عطاء کی تو ہم ان کو ان کی کتابوں کے درمیان دیکھتے ہیں کہ سخت مقابلہ کرنے والے قوت اور دلیری والے، عمدہ مناظرہ کرنے والے، روشن دلائل وارد کرنے والے، شبہات کو دور کرنے والے، متکلمین کے طریقہ پر تھے۔ اور آپ کو بہت سے علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی جیسے تفسیر، فقہ، اصول فقہ، اور کلام ہیں۔

ویبدو لی ایضا انه ادیب متمکن من اللغة العربیة علی غموض فی کثیر من عباراته ولکن فنه الخاص هو علم الکلام. فیظهر لی انه افنی جل عمره وبذل غالب سعیه وقواه فی المباحث الکلامیة، والمناهج الفلسفیة. فنراه خبیرا بالملل والنحل، ومذاهب الفرق الکلامیة۔

ترجمہ: اور میرے لئے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ادیب تھے جو لغت عربیہ سے اس کی بہت سی مشکل عبارتوں پر قدرت رکھنے والے تھے لیکن ان کا خاص فن علم کلام ہی تھا۔ میرے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ اَپنی بڑی عمر کا طویل حصہ اس میں فناء کر دیا اور اَپنی زیادہ سعی اور اَپنی قوت کو کلامی مباحث اور فلسفی طریقوں میں صرف کیا تو ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ ادیان اور فرَق کلامیہ کے مذاہب سے خبر رکھنے والے تھے (اسی طرح آپ کا شغل حدیث میں بھی تھا)۔

نیز لکھا ہے **وان کنا نعترف له حقا بما قام من مناصرة للاسلام فی الرد علی المجوس، والیهود، والنصاری والقرامطة، والروافض، والجهمیة، والمعتزلة** (عداء الماتریدیة للعقیدة السلفیة ج ا ص ۲۳۳)۔ اور ہم ان کو جانتے ہیں کہ آپ اسلام کی مدد اور حمایت کرنے کے لئے مجوس، یہود، نصاری، قرامطہ، روافض، جہمیہ اور معتزلہ کے رد

کرنے میں کمربستہ رہے۔

یہ اعتراف ڈگری حاصل کرنے کے لئے کیا تھا یا خلوص دل سے کیا اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ حصول ڈگری کے بعد کتاب کا نام بدل دیا تھا۔ یہ کتاب دجل وفریب وتدلیس کا پلندہ ہے اسی لئے مدینہ منورہ کی یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر عبداللہ عبود نے براءت کا اظہار کیا ہے۔ مسائل میں اختلاف کرنے میں آزادی ہے لیکن علماء صوفیاء کا مذاق اڑانا، ان کی تذلیل کرنا، ان کی شان میں ہلکے الفاظ بولنا اور ان کے کمالات، علم وفضل کا انکار کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ احترام انسانیت اور اکرام مسلمین کی توفیق عطا فرمائے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کی شان میں کچھ اچھی باتیں لکھوادی ہیں لیکن جو امام ابومنصور ماتریدی اور دیگر ماتریدیہ حنفیہ کے خلاف زبان استعمال کی گئی ہے وہ بہت ہی سخت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابومنصور ماتریدی نبیوں، رسولوں یا فرشتوں میں سے نہیں تھے اور نہ معصوم عن الخطا تھے لیکن اَپنے وقت کے **عمدة المفسرین، مصحح عقائد المسلمین، مبلغ دین اسلام** تھے اور آپ کے علمی فیوض وبرکات سے اہل ایمان فائدہ حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور آپ پر جو جھمیہ، کلابیہ اور بدعتی ہونے کے الزام لگائے گئے اور اعتراض کئے گئے ہیں سب جھوٹے اور لغو ہیں۔ آپ کی دینی واسلامی خدمات کے پیش نظر ان کا ذکر بھلائی سے کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔

خوارج اہل بیت کے منکر ہین۔ روافض صحابہ کے منکر ہیں اور الزام لگاتے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح بعض بے ادب قسم کے لوگ ائمہ دین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اسی لئے کہاں جاتا ہے کہ مخلوق کی زبان سے اللہ جل جلالہ، رسول کریم ﷺ اور اللہ کے نیک بندے بھی نہیں بچ سکے۔ اسی لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مَا نَجٰی اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا　　مِنْ لِّسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا
قِیْلَ اِنَّ الْاِلٰہَ ذُوْ وَلَدٍ　　قِیْلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَہَنَ

یعنی جب اللہ رسول مخلوق کی زبان سے نہ بچے تو میں کون ہوں۔ دیکھو لوگوں نے کہا کہ خدا کے بال بچے ہیں اور کہا گیا کہ نبی جادوگر تھے۔ اپنے کو لوگوں کے طعن سے بچانے کوشش کی جائے۔ ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع ملے مگر اگر پھر بھی لوگ الزام لگائیں تو پرواہ نہ کرو (تفسیر نعیمی ۴ ص ۳۰۲)۔ کہاں جاتا ہے کہ یہ مذکورہ دونوں بیت (شعر) حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ منسوب ہیں (حاشیہ النفحات القدسی فی رد الامامیہ ص ۱۳۲)

باب ہشتم

امام ابو منصور کی اعتدال پسندی

امام الھدی ابو منصور محمد بن محمد بن محمود بن محمد ماتریدی علیہ الرحمۃ کے علم کلام پر مستقل کتاب تحریر کی ہے۔ اس لئے یہاں علم کلام ماتریدی کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ صرف آپ کی اعتدال پسندی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ شرعی حکم کی تشریح و توضیح میں انسانی عقل و دانش کا کسی درجے میں دخل ہے یا نہیں ہے اس کے متعلق تین بنیادی نظریات پائے جاتے ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

معتزلی مکمل طور پر ایک عقل پرست مکتب فکر تھا جسکا آغاز پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں ہوا۔ ان لوگوں نے عقل و شریعت میں توافق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ان لوگوں کے بعض عقائد صریحا گمراہ تصور کئے جاتے ہیں (اردو دائرہ معاف اسلامیہ، مقالہ معتزلہ) انہوں نے ہر مسئلے میں انسانی عقل و فکر کو اساسی اہمیت دی۔ اس عینک سے انہوں نے ہر مسئلے کو دیکھا اور اس پر اَپنی رائے دی۔ معتزلہ کا نظریہ ہے کہ اشیاء میں اچھا یا برا ہونا ان کا ذاتی وصف

ہے۔ تمام اشیاء نفع و نقصان اور خیر و شر میں متردد ہیں اور ہر شے فی نفسہ نفع بخش ہوگی یا نقصان دہ، خیر ہوگی یا شر۔ بعد ازاں انہوں نے انسانی اعمال کو حسن و قبح یعنی اچھے اور برے ہونے کے اعتبار سے حسب ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) **قبیح لِلنّٰھی**: اس سے مراد ہر وہ عمل ہے جسکے متعلق اللہ تعالی بندوں کو اسے کرنے کا حکم دے سکتے تھے مگر دیا نہیں۔ ایسا فعل بوجہ ممانعت قبیح یعنی برا ہے (محمد ابو زہرہ، اصول الفقہ ص ۷۰)۔

(۲) **قبیح لِنَفْسِہٖ** (اَپنی ذات میں برا): اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جسکے کرنے کا حکم اللہ تعالی دے ہی نہیں سکتے۔ ایسے افعال فی نفسہ قبیح یعنی برے ہیں جیسے کہ اللہ کے متعلق قائل ہونے کا عقیدہ رکھنا (نعوذ باللہ)۔

(۳) **حَسَن لِاَمرِ اللہ**: (اللہ تعالی کی طرف سے اس کا حکم دئے جانے کے باعث اس کا اچھا ہونا) اس سے مراد ہر وہ فعل اور عمل ہے جس کے متعلق یہ امکان ہو کہ اللہ تعالی اگر چاہتا تو اس کا حکم نہ دیتا۔ ایسا فعل حسن لامر اللہ ہے۔ وہ محض حکم خداوندی ہونے کی بنا پر حسن اور خیر ہے، فی نفسہ نہیں۔

(۴) **حَسَن فی نفسہ** (اَپنی ذات میں اچھا): ایسا فعل جسکے متعلق یہ امکان ہی نہ ہو کہ اللہ تعالی اس کا حکم نہ دیتا۔ ایسا فعل فی ذاتہ محمود اور اچھا ہے (ایضًا، بحوالہ مقالات الاسلامیین للاشعری) اس تعریف کی رو سے معتزلہ نے تمام انسانی افعال کو حسن لذاتہ یا قبیح لذاتہ اور حسن لامر اللہ اور قبیح لامرہ میں تقسیم کیا ہے اور یہ کہا کہ تمام انسانی افعال بذاۃ یا تو اچھے ہیں یا برے ان میں ذاتی طور پر اچھائی یا برائی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی جانب سے ان کا حکم دئے جانے یا رد کیے جانے کی بناء پر اچھائی یا برائی پائی جاتی ہے اس طرح انہوں نے افعال میں حسن و قبیح کے لئے عقل و دانش ہی کو حاکم تسلیم کیا ہے۔

ان حضرات کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ اگر کوئی فعل ذاتی طور پر اچھا ہو تو خواہ شریعت اسلامیہ کی طرف

سے اس پر عمل کرنے کا حکم موجود نہ ہوتب بھی وہ فعل واجب عمل ہے اسی طرح اگر کوئی فعل فی ذاتہ برا ہے تو خواہ شریعت اسلامیہ کی طرف سے اس سے رکنے کا حکم موجود نہ ہوتب بھی وہ فعل قابل ترک اور ممنوع تصور ہے (المستصفی من علم الاصول)۔

معتزلہ کی فکری گمراہیوں کا جواب دینے اور ان کا عملی محاسبہ کرنے کے لئے امام ابوالحسن اشعری (رحمہ اللہ) متوفی ۳۳۰ نے علماء کا ایک گروہ جمع کیا وہ انکی نسبت سے اشاعرہ کہلاتا ہے۔

اشاعرہ نے معتزلہ کی تمام غلطیوں پر گرفت کی ہے۔ زیر بحث مسئلہ میں اشاعرہ کا نظریہ اس کے بالکل الٹ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ کسی بھی فعل میں نہ تو ذاتی طور پر حسن ہے اور نہ ذاتی قبح بلکہ اشیاء کا حسن وقبح ایک اضافی شے ہے۔ ہر وہ فعل جس سے اس نے روکا اور منع کیا ہے وہ قبیح (برا) ہے۔ رہا عقل ودانش سے حسن وقبح کا فیصلہ کرنا تو اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے (محمد ابوزہرہ، اصول الفقہ ص ۷۳)۔

امام غزالی (رحمہ اللہ) اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "عقل کسی شے کی اچھائی ثابت کرتی ہے اور نہ برائی اور نہ محسن کے شکر کو واجب قرار دیتی ہے۔ شریعت کا حکم آنے سے قبل افعال میں از روئے حسن وقبح کوئی حکم نہیں ہے" (المستصفی من علم الاصول) اس میں کوئی شک نہیں کہ اشاعرہ کا یہ نقطہ نظر قرآن وسنت کی بہتر نمائندگی کرتا ہے لیکن اس نظریے سے عقل ودانش اور فکر انسانی کی مکمل طور پر نفی ہو جاتی ہے اور افعال میں حسن وقبح یا خیر وشر کا اندازہ کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ماتریدیہ امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) متوفی ۳۳۳ء کی طرف منسوب علمی مکتب فکر ہے اور علم کلام میں حنفی مکتب فکر کی نمائندگی کرتا رہا ہے اس مسئلے میں اس کا مسلک اعتدال وتوسط پر مبنی ہے ان حضرات کا کہنا ہے کہ افعال واشیاء میں ذاتی طور پر حسن (اچھائی) بھی موجود ہے اور قبح (شر) بھی۔ اللہ تعالی نے جن باتوں کا حکم دیا ہے انہی میں حسن ذاتی پایا جاتا ہے اور

جن باتوں سے اس نے روکا اور منع کیا ہے انہی میں قبح (شر) ذاتی طور پر موجود ہے۔ جن افعال کے بارے میں شارع کی طرف سے کوئی حکم موجود نہ ہوان کے متعلق حسن وقبح کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا (ابوزہرہ، اصول الفقہ ص ۷۲) محمد خضری مسلک ماتریدیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یا یہ نظریہ اس بات پر مبنی ہے کہ افعال میں حسن بھی ذاتی طور پر موجود ہے اور قبح بھی، لیکن کسی شے کے حسن وقبح سے متصف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالی کا حکم بھی اس کے موافق ہو جس کا عقل انسانی ادراک کر سکتی ہے۔ حکمِ شریعت آنے سے قبل تکلیف (ذمہ داری) کا کوئی تصور نہیں" (محمد الخضری، اصول الفقہ ص ۱۹) اس طرح ماتریدیہ کا نظریہ معتزلہ اور اشاعرہ کے نظریات کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے ان حضرات نے عقل ودانش کو شریعت اسلامیہ کی سرپرستی عطا کر کے ایک انقلابی نظریہ پیش کیا جسکے تحت نہ تو سوچنے اور سمجھنے کے دروازے مسدود ہوتے ہیں اور نہ انسانی عقل ودانش کے لئے شریعت اسلامیہ کے اوامر ونواہی (احکام) پر نقد وتبصرہ کی گنجائش رہتی ہے۔ عہد حاضر کے بہت سے مفکرین نے ماتریدیہ کے نقطہ نظر ہی کو عہد جدید کے لئے متوازن اور موزوں قرار دیا ہے (علم اصولِ فقہ۔ ایک تعارف جلد دوم ص ۹)۔

معلوم ہوا کہ آپ کا طریقہ کار درمیانی تھا۔ خیال رہے کہ ماتریدیہ کے علم کلام کا طریقہ اشاعرہ و غیرہ کے علم کلام سے مختلف ہے اور ماتریدیہ کے علم کلام کا انداز بیان اور طریقہ وہی ہے جو کتاب التوحید کا انداز بیان ہے فرق صرف اجمال وتفصیل اور سھل وادق کا ہے۔

ماتریدی بے شک موضعی متوسط میان معتزلہ واشار اتتحاذ کردہ است (تاریخ دوفلاسفہ اسلام ج ا ص ۳۸۳) ماتریدی نے بلاشبہ معتزلہ اشاعرہ کے درمیان کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر آپ معتزلہ کے زیادہ قریب تھے پھر ان سے مذھبی اختلاف اور جنگ وجدال ردو قدح کس بات پر تھا اور معتزلہ کے رد میں کئی کتابیں لکھی تھیں۔ تاویلات میں بھی ان کا رد

کرتے ہیں معتزلہ عقل کو حاکم مانتے ہیں اور محدثین عقل کا بالکل اعتبار نہیں کرتے اور ماتریدی عقل ونقل سے کام لیتے تھے اس لئے آپ کا انداز تحریر سب زیادہ اچھا اور حسین تھا۔

علامہ عبداللہ مصطفی مراغی لکھتے ہیں وَتَوَسَّطَ الْمَاتُرِيْدِی. فَقَالَ بِحُسْنِ الْاَفْعَالِ وَقُبْحِهَا، وَاَنَّ الْاَحْكَامَ تَابِعَةٌ لِذٰلِكَ الْحسن اَوِ الْقَبِيْحِ ضَرُوْرَةً اَنَّ الشَّارِعَ حَكِيْمٌ لَا يُوْجِبُ غَيْرَ الْحُسْنِ وَلَا يُحَرِّمُ غَيْرَ الْقَبِيْحِ وَاَنَّ الْحُكْمَ لَا يَتَعَلَّقُ بِاَفْعَالِ الْمُكَلَّفِيْنَ قَبْلَ وَرُوْدِ الشَّرْعِ (الفتح المبین فی طبقات الاصولیین ج ا ص ۱۸۲)۔ فعل حسن فعل وقبیح میں آپ کی رائے معتزلہ اور اشعریہ کے درمیان تھی نہ کہ معتزلہ کے قریب اگر اتفاقی مسائل میں قریب ہوں تو اس میں کون سا حرج ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی مسائل زیرِ بحث رہتے تھے اور آپ کا طریقہ اشاعرہ اور معتزلہ کے درمیان تھا بعض کہتے ہیں کہ آپ معتزلہ کے زیادہ قریب تھے۔ یہ درست نہیں یہ الزام ہے آپ معتزلہ کے عقائدِ فاسدہ کا ردّ کیا کرتے تھے آپ اعتدال پسند تھے معتزلہ تو عقل کو حاکم مانتے تھے مگر یہ آپ کا یہ نظریہ نہیں تھا۔

شیخ محمد زاھد الکوثری لکھتے ہیں اِنَّ الْاَشَاعِرَةَ بَيْنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَالْمَاتُرِيْدِيَةَ بَيْنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْاَشَاعِرَةِ (تاریخ المذاہب الاسلامیہ ص ۱۷۸)۔ کہ بیشک اشاعرہ محدثین اور معتزلہ کے درمیان تھے اور ماتریدیہ معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان۔

وَبِهٰذَا نَرَی مَاتُرِيْدِيَّ تَوَسَّطَ بَيْنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْاَشَاعِرَةِ (تاریخ المذاہب الاسلامیہ ص ۱۷۹)۔ اس تحقیق سے ہم دیکھتے ہیں کہ ماتریدی اور معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان میں ہیں۔ بلکہ محدثین کے بھی قریب ہیں کیونکہ امام ابومنصور ماتریدی نے اپنی تفسیر تاویلات القرآن میں ایک ہزار دوسو اکاون احادیث اور آثار سے استدلال کیا ہے۔ معتزلہ تو حدیثوں کو اس طرح مانتے ہی نہیں ہیں۔

ماتریدیہ کے اصول

مذہب ماتریدیہ میں اصول دین کو ''عقلیات'' اور سمعیات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ''عقلیات'' اس میں توحید وصفات باری تعالیٰ حسن وقبح وغیرہ شامل ہیں یعنی ارسال رسل کے بغیر بھی ہر انسان کو توحید باری تعالیٰ کا اقرار ضروری ہے، اور اسی طرح اشیاء کے حسن وقبح جاننے میں عقل مستقل ہے، شرح میں اسی حسن وقبح کی تائید ہے۔ ''سمعیات'': اس باب میں وہ امور ہیں جن تک عقل کی رسائی نہیں مثلاً: شریعت، امور آخرت، عذاب قبر وغیرذ لک۔

عقائد کے باب میں ماتریدی کا مذہب

دلیل جب قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو تو اس سے عقائد ثابت ہونگے، یعنی نص قرآنی اور سنۃ متواترہ۔ اور اگر دلیل قطعی الثبوت ہو مگر قطعی الدلالۃ نہ ہو تو اس سے عقائد ثابت نہیں ہونگے۔ اور اسی طرح خبر آحاد سے جو کہ ظنی الثبوت ہے اس سے بھی عقیدہ ثابت نہیں ہوگا۔

خبر آحاد صرف احکام شرعیہ اور اثبات اعمال کے لئے مفید ہے۔ باقی عقائد اور اصول کی تفاصیل عقائد النسفیۃ اور دیگر کتب میں مذکور ہیں (توضیح شرح عقائد ص ۵۷)۔

مذھب ماتریدیہ حنفیہ کی مقبولیت

اَلْمَاتُرِيْدِيُّ الَّذِيْ يُنْتَسَبُ اِلَيْهِ الْيَوْمَ اَكْثَرُ مِنْ خَمْسِيْنَ بِالْمِائَةِ مِنْ سكان العالم الاسلامی (تقدیم کتاب التوحید) عالم اسلام میں رہنے والے پچاس فی صد سے زائد ہیں امام ابومنصور ماتریدی کو ماننے والے ہیں۔ امام ابومنصور ماتریدی اہل سنت وجماعت کے رئیس وسردار تھے اور ماوراء نھر کے شہروں سے باہر بھی مناظروں کیلئے جاتے ہیں فَكَانَتْ لَهُ رَحَالَاتٌ اِلَى الْبَصْرَةِ حَيْثُ الْاَشَاعِرہ وَالْمُعْتَزِلَةَ وَغَيْرُهُمْ لِلْمُنَاظَرَةِ فِي العقائد بَلَغَتْ نَحْوَ اِثْنَيْنِ وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً (تاریخ المذاھب الاسلامیہ لابی زھرۃ ص ۲۸۸)۔

آپ کی تالیفات کے اسماء سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ متعدد فرقوں کا رد کیا کرتے تھے اور عقائد اہل سنت کے دلائل سے ثابت کرتے تھے۔ ابراھیم نجار معتزلی ابوعمر بن محمد باھلی اور ابوالقاسم الکعبی کے اقوال کا خصوصی رد فرمایا کرتے تھے جیسا کہ کتاب التوحید میں ہے۔

مذہب ماتریدی کو بہت جلد قبولیت عامہ حاصل ہوئی جس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کے تمام سلاطین امام تریدی کے مذہب پر تھے۔ جہاں جہاں تک خلافت عثمانیہ تھی وہاں پر امام تریدی کا مذہب غالب تھا۔ یعنی سمرقند و بخارا سے لیکر مکمل جزیرہ عرب، ہندوستان، بلاد فارس، روم اور براعظم یورپ میں امام ابومنصور ماتریدی کے افکار رائج تھے۔

ہندوستان میں ''درس نظامی'' پڑھانے والے تمام (احناف) کے مدارس امام ابومنصور ماتریدی کے مذہب پر ہیں، اسی طرح چین، افغانستان، بلاد ماوراءانہر، ترکی، رومانیہ، عراق، مصر، براعظم افریقہ میں اَب بھی مذہب ماتریدیہ ہی غالب ہے ہندوستان میں مذہب ماتریدیہ کے بہت بڑے امام، فقیہ اور محدث ''الشاہ احمد رضا خان'' المتوفی: ۱۳۴۰ھ ہیں۔ دولت عثمانیہ (۷۰۰ تا ۱۳ھ) کی مدت ۶۰۰ برس رہی ہے اور اس دور میں حنفیہ ماتریدیہ کو عروج حاصل ہوا اس لئے کہ دولت عثمانیہ فروع میں حنفی تھے اور عقائد میں ماتریدی۔ پوری سلطنت میں قاضی، مفتی، خطیب، مدرس سب فروع میں حنفی اور عقیدہ میں ماتریدی تھے۔ اور دور عثمانیہ میں میں علم کلام کی کتابیں بکثرت تحریر کی گئیں متون، شروح، شروح الشروح خواشی برخواشی بر خواشی اور اس دور میں عقائد ماتریدیہ مشرق و مغرب ھند، ترکیا، فارس، روم اور عرب وعجم میں پھیلا۔

کتاب نور الیقین فی اصول الدین فی شرح عقیدۃ الطحاویہ علامہ زھری عالوعیتش ابوسنوی (لعلامہ حسن الکافی) کے محقق لکھتے ہیں فَانْتَشَرَ فِی بَلَادِ الْمُؤَلِّفِ المذھبِ الماتریدی فِی العقیدۃ حَیْثُ کَان کُلُّ عَالِمٍ یَنْسِبُ نَفْسَهُ الی الماتریدیة

افتحارًا وَشَرَفًا وَقَدْ رَاَیْنَا ذٰلِكَ مِنَ الْمُؤَلِّفِ ذکر عدة مواضع من کِتَابِهٖ هٰذا عبارته وهکذا کان وکلذا یقول امامنا اَبُوْ مَنْصُوْر (ص ۵۹)۔

علماء دیوبند کا مسلک تمام متکلمین کی عظمت کے ساتھ امام ابومنصور ماتریدی کا اتباع ہے (کتاب مسلک علماء دیوبند ۵۹)۔

اور حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا میں امام ابومنصور ماتریدی (رحمہ اللہ) کے ماننے اور پیروی کرنے والے بہت زیادہ ہیں اور مخالفین کی وجہ سے ان کی شان میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور نہ ہو گی۔ کسی نے کہا خوب کہا ہے:

چراغ را کہ ایزد برفروزد   کسے کش تف زند ریشش بسوزد

جس چراغ کو اللہ تعالی روشن کرے۔ جو کوئی اس پر پھونک مارے گا اس کی داڑھی جلے گی۔ یا اللہ میری اس محنت اور سعی کو شرف قبولیت عطا فرما اور اَپنے نیک بندوں کے ذکر کی برکت سے عمر بھر کے میرے گناہوں کو معاف فرما۔ آمین!

اشاعرہ اور ماتریدیہ کی مقبولیت

اَپنے وقت کے تین بہت بڑے آئمہ اہل سنت و جماعت ہوئے ہیں جنہوں نے بڑا عظیم الشان کام کیا ہے بالخصوص علم کلام وعقائد میں اور اس وقت کے بدمذہب فرقوں کا رد کیا اور عقائد اہل سنت و جماعت کو دلائل عقلیہ ونقلیہ کے ساتھ ثابت کیا۔ ان میں سے ایک تو مصر کی سرزمین میں ہوئے جو امام محمد جعفر طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں جو کہ بہت بڑے مفسر، محدث، متکلم اور فقیہ تھے۔ دوسرے امام ابومنصور محمد ماتریدی سمرقندی انصاری حنفی متوفی ۳۳۳ھ اور تیسرے امام ابوالحسن اشعری شافعی عراق میں اور تینوں ہم عصر (ہم زمانہ) تھے۔ آخر الذکر دونوں نے فرقہ باطلہ کے مقابلہ میں بڑا کام کیا اور بہت بڑا نام بھی پیدا کیا۔ فرق دونوں میں یہ تھا ایک امام ابوالحسن شافعی تھے اور امام ابومنصور ماتریدی حنفی

تھے، مگر طریقہ کار دونوں کا ایک تھا۔ چنانچہ حاشیہ شرح عقائد نسفی میں ہے، **اعلم ان الشیخ ابا الحسن الاشعری رئیس اهل السنة والجماعة فی اصول الشافعی والشیخ ابا المنصور الماتریدی رئیس اهل السنة والجماعة فی اصول الحنفی** (حاشیہ ص ۷)۔ جاننا چاہئے کہ شیخ ابوالحسن اشعری اصول شافعیہ میں اہل سنت وجماعت کے سردار ہیں۔ اور اصول حنفیہ میں شیخ ابومنصور ماتریدی اہل سنت کے سردار اور پیشواء ہیں۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں کہ اہل السنت والجماعت سے مراد اہل حدیث اور صحابہ کی پیروی کرنے والے ہیں ان کا نام اشعریہ اور اشاعرہ رکھا جاتا ہے۔ اکثر متکلمین اہل سنت سے ان ہی کے مذہب پر ہیں جیسے اہل عرب، شام، عراق اور خراسان اور اکثر شہروں کے۔ اور ماوراء النہر میں بے شمار بڑے بڑے علماء اور امام ہوئے ہیں جو امام اعظم ابی حنیفہ کے طریقہ پر تھے اور ان کے مقتدا علم کلام میں امام علم الهدی (ھدایت کی علامت) ابومنصور ماتریدی ہیں (نبراس ص ۳۱)۔ ماترید سمرقند کا گاؤں ہے ان کو ماتریدیہ کہا جاتا ہے، علماء متاخرین کی اصطلاح میں دونوں فریقوں کو تغلیبا اشاعرہ کا نام دیتے ہیں (نبراس ص ۳۱)۔ یعنی اشعریہ اور ماتریدیہ کو اشاعرہ بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں ہی اہل سنت کے مقتدا ہیں۔ مدرسہ ماتریدیہ کے سربراہ امام ابومنصور ماتریدی تھے اور مدرسہ اشعریہ کے امام ابوالحسن اشعری تھے مگر دونوں سکول اور مدرسے خالص اسلامی تھے۔ جو مدرسہ ماتریدیہ تھا وہ حضرت امام ابوحنیفہ کے اصولوں پر قائم تھا اور دوسرا مدرسہ اشعریہ امام شافعی کے طریقے پر تھا۔ بعض مسائل میں دونوں کے درمیان اختلاف بھی پایا جاتا ہے وہ مسائل جن میں اختلاف ہے بعض نے ان کی تعداد ۳۲ بعض نے چالیس اور بعض نے پچاس مسائل میں اختلاف بیان کیا ہے، (مذاهب اسلام، اشارات المرام اور الروضة البهية)۔

علامہ احمد مصطفی الشهیر بطاش کبری زادہ لکھتے ہیں **ثم اعلم ان رئیس اهل السنة والجماعة فی علم الکلام رجلان احدهما حنفی والاخر شافعی اما الحنفیؒ فهو ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی واما الاخر الشافعی فهو شیخ السنة ورئیس الجماعة امام المتکلمین وناصر السنة سید المفسرین والذاب عن الدین والسعی فی حفظ عقائد المسلمین۔ ابو الحسن اشعری البصری** (مفتاح السعادة ج ۲ ص ۱۳۳)

علامہ عز بن عبدالسلام فرماتے ہے: **ان عقیدة الاشعری اجمع علیها الشافعیه والمالکیه والحنفیه وفضلا الحنابله** (شرح احیاء ص ۷ ج ۲)۔ کہ بے شک عقیدہ اشعری پر شافعیہ مالکیہ حنفیہ اور حنابلہ کا بھی اتفاق ہے۔

علامہ سعدالدین تفتازلی (رحمہ اللہ) تعالی لکھتے ہیں کہ مذہب اهل سنت اشعری حراسان عراق شام زیادہ تر عالم اسلام میں پھیلا ہے جبکہ مذہب ماتریدی اہل سنت وجماعت کے درمیان ماوراء النہر کے مسلکوں شہروں میں شائع ہوا ہے بیان کرتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے بعض مسائل کلامیہ میں مثلا مسلہ تکوین ایمان میں استثناء ایمان مقلد اور سکن دونوں فریقوں ک علماء ایک دوسرے پر بدعت والخراف کا الزام اور تہمت نہیں لگاتے تھے پھر بعد کے دور میں شافعہ و مالکیہ کے درمیان مذہب اشعری پھیلا (کہ دونوں عقائد کلام میں) اشعری میں اور حنفیہ میں مذہب ماتریدی پھیلا (تصدید تاویلات القرآن ص ۱۳۱ بحوالہ شرح مقاصد ج ۲)

ماتریدیہ بھی اختلاف کے باوجود عقائد اشعریہ کو حق مانتے ہیں جیسے المسامرہ اور اشارات اعرام میں ہے اور مدارس میں شرح عقائد شرح مقاصد شرح مواقف کو پڑھا جا رہا ہے۔ اور حنبلی مذہب سلفی زمانہ محدود خطوں میں تھا مگر اب حنبلی مذہب ابن تیمیہ محمد بن عبدالوہاب اور

حکومت سعودیہ کی وجہ سے ساری دنیا میں پھیل گیا ہے اگرچہ ان کی تعداد زیادہ تو نہیں ہوئی

ترکستان میں صوفیہ کا ورود۔

شیخ ابوزہرا مصری ماتریدیہ اور اشاعرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وظهر فی آخر القرن الثالث واول القرن الرابع رجلان امتازا بصدق البلاء، و كثرة الاتباع والاولياء، احدهما ابو منصور الماتريدی، وثانيهما ابو الحسن الاشعری، وكلاهما كان يدعو الی ما كان يدعو اليه الفقهاء والمحدثون، ومناصروهم دون المعتزلة۔ وقد ولد الاول بقرية (ماتريد) من اعمال سمرقند، وتفقه علی مذهب ابی حنيفة، ونبغ حتی رجع الناس اليه فيما وراء النهر يأخذون عنه الفقه واصوله وسائر علوم الدين، والف فی الاصول كتاب الجدل، وفی الفقه كتاب مآخذ الشريعة، ثم ذاعت شهرته فی علم الكلام، حتی صار له مذهب يسلكه اهل خراسان يقارب مذهب الاشعری الذی سنبينه، وقد ذكر الاستاذ الامام الشيخ محمد عبده فی تعليقاته علی العقائد العضدية ان بين الماتريدية والاشاعرة خلافا فی نحو ثلاثين مسالة، ولكن اكثر العلماء علی انها مسائل جزئية۔ والاختلاف فيها لفظی، فهما متفقان فی الغاية واكثر الوسائل۔ وقد الف الماتريدی فی علم الكلام كتاب الرد علی الكعبی المعتزلی و كتاب اوهام المعتزلة، و كتاب الرد علی الرافضة، و كتاب الرد علی القرامطة، وقد مات سنة ٣٣٢ھ۔ اما الاشعری فقد ولد بالبصرة، وتوفی سنة نيف وثلاثين وثلاثمائة بعد الهجرة، وتخرج علی المعتزلة فی علم الكلام، وتتلمذ لشيخهم فی عصره ابی علی الجبائی، وكان لفصاحته

ولسنه يتولی الجدل والمناظرة نائبا عن شيخه، اذ كان هذا يجيد الكتابة والدفاع بالقلم ولا يجيد النقاش باللسان۔ ولكن الاشعری وجد من نفسه ما يبعده عن المعتزلة فی تكفيرهم، مع انه تغذی من موائدهم ونال كل ثمرات فكرهم ثم وجلا ميلا الی اراء الفقهاء والمحدثين (کتاب الجدل ص ۲۲۷)۔ ان دونوں کے سامنے جو دشمن تھا وہ معتزلہ تھا اور ان کو شکست دینے کے لئے یہ دونوں امام شب و روز ان کے دلائل کو توڑنے کے در پے رہتے تھے۔ اور حق کو ثابت کرتے تھے اس لئے ان دونوں کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

شیخ محمد بن احمد بن سالم سفارینی حنبلی (رحمہ اللہ) (متوفی ۱۲۸۲ھ) لکھتے ہیں اهل السنة والجماعة ثلاث فرق: الأثرية وامامهم احمد بن حنبل رضی الله عنه، و الأشعرية وامامهم ابو الحسن الأشعری (رحمه الله)، والماتريدية و امامهم ابو منصور الماتريدی (لوامع الانوار البهية وسواطع الاسرار الاثرية، ص ۷۳، ج ۱)۔ ترجمہ: اہل سنت و جماعت کے تین گروہ ہیں: (۱) اثریہ: ان کے امام امام احمد بن حنبل ہیں (۲) اشعریہ: ان کے امام ابو الحسن اشعری ہیں (۳) ماتریدیہ: ان کے امام ابو منصور ماتریدی ہیں۔

شیخ محمد بن احمد بن سالم سفارینی حنبلی (رحمہ اللہ) ایک اور موقع پر لکھتے ہیں قال بعض الائمة هم يعنی الفرقة الناجية اهل الحديث يعنی الأثرية والأشعرية و الماتريدية (لوائح الانوار السنية، ج ۱، ص ۱۴۱)۔ ترجمہ: فرقہ ناجیہ اہل حدیث یعنی اثریہ ہیں اور اشعریہ و ماتریدیہ ہیں۔

الأثرية: نسبة الی اتباع أثر الرسول ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کی اتباع کرنے کی وجہ سے نسبت اثریہ ہے۔

معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ سے مراد حنفیہ، ماتریدیہ، اشعریہ، شافعیہ، مالکیہ، اثریہ، حنبلیہ ہیں اور یہ سب اهل السنة و الجماعة ہیں۔ یہ ایک بہت بڑے حنبلی عالم کی شھادت ہے۔

تغلیبًا دونوں کو اشاعرہ کہا جاتا ہے

علامہ فتح اللہ خلیف لکھتے ہیں **و کثیرا ما نقرء فی کتب الصابونی عبارة اهل السنة وعبارة اهل الحق ویرادبهما الاشاعرة والماتریدیة و کذلك لم یهمل الصابونی ذکر اسم الماتریدی فی کتبه** (مقدمۃ المنتقی من عصمیۃ الانبیاء ص ۱۴)۔

بسا اوقات ہم امام صابونی کی کتابوں میں یہ عبارت اہل سنت اور عبارت اہل حق پڑھتے ہیں اور مراد ان دونوں سے اشاعرہ اور ماتریدیہ ہیں کہ دونوں اہل حق اور دونوں اہل سنت ہیں۔ اور اسی طرح امام صابونی نے ماتریدی کے نام کے ذکر سے اپنی کتابوں کو خالی نہیں رکھتے کہ ہر کتاب میں امام ابو منصور ماتریدی کا ذکر کرتے ہیں اور ان کا نام بار بار دھراتے ہیں اس لئے کہ جس سے عقیدت اور محبت ہوتی ہے اس کے نام کے لکھنے پڑھنے سے بھی لطف حاصل ہوتا ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کسی نے مجنوں کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کی انگلی کو قلم بنا کر اور ریت کو کاغذ اس کے اوپر لیلی کا نام بار بار لکھ رہا ہے اور کسی کے پوچھا تم کیا کرتے ہو اور کس کا نام لکھ رہے ہو۔ اس نے جواب دیا

گفت مشق نام لیلی میکنم ۔ حاطر ا خود را تسلی میدھم

مجنون نے کہا میں لیلیٰ کے نام کی مشق کرتا ہوں — اَپنے دل کو تسلی دیتا ہوں

اور امام ابو منصور محمد ماتریدی (رحمہ اللہ) تعالیٰ ماوراء النہر کے علماء اور احناف کے علماء کے رئیس اور سردار ہیں اس لئے ان کے اقوال وارشادات سے استدلال کیا جاتا ہے۔

و اذا اطلق اهل السنة و الجماعة فالمراد هم الاشاعرة و الماتریدیة (اتحاف السادہ)

علامہ سید زبیدی فرماتے ہیں، **والحنفیة اکثرهم اشاعرة اعنی یعتقدون**

عقیدة اشعری نیز جب مطلق اہل سنت و جماعت بولا جائے تو مراد اس سے اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں مراد ہوتے ہیں (شرح احیاء ج ۲ ص ۲، مقدمہ کتاب التوحید)۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں **و اصطلح المتاخرون علی تسمیة الفریقین بالاشاعرة تغلیبا** (نبراس ص ۳۱)۔

متاخرین کی اصطلاح میں تغلیبا دونوں جماعتوں کا نام اشاعرہ ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں **ویسمی مجموع الفریقین بالاشاعرة تغلیبا لاسم ابی الحسن الاشعری لانه اشهر و اکثر علماء بالدقائق و الدلائل** (نبراس ص ۲۲۹)۔

اور دونوں گروہ کو اشاعرہ کے نام سے موسم کیا جاتا ہے۔ ابوالحسن اشعری کے نام کو غالب کرنے کی وجہ سے کیونکہ ایک تو یہ زیادہ مشہور ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دقائق ودلائل کا ان کو زیادہ علم ہے۔ یہ علامہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا اپنا خیال ہے۔ بعض علماء امام ابو منصور ماتریدی کو ترجیح دیتے ہیں۔ جیسا کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی اور ابوالحسن علی ندوی وغیرھما۔

خیال رہے کہ تغلیبا اہل حق کو اشاعرہ کہتے ہیں ورنہ اہل حق کے بھی تین گروہ ہیں: (۱) اشاعرہ (۲) ماتریدیہ جو شیخ ابو منصور ماتریدی کی جانب نسبت ہے جو حنفی المسلک تھے (۳) سلفیہ یا حنابلہ، مالکیہ اور شوافع اشاعرہ کہلاتے ہیں اور حنفیہ ماتریدی اور حنابلہ سلفی، تو معلوم ہوا کہ مذاهب اہل حق فروع میں چار اور اصول میں تین ہیں (جواھر العقائد ص ۴۶)۔ یعنی ماتریدیہ، اشاعرہ اور حنابلہ (سلفیہ)۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ کا اختلاف

شیخ محمد زاھد الکوثری مصری متوفی ۱۳۷۱ھ علماء ماتریدیہ میں ہوئے ہیں۔ امام ابو منصور ماتریدی کی حمایت میں متعدد کتابوں میں سلفیوں کا رد کیا ہے۔ شیخ محمد زاھد الکوثری فرماتے ہیں کہ

ماتریدیہ اشاعرہ اور معتزلہ کے درمیان (وسط) میں ہیں۔ **فالاشعری والماتریدی هما اماما اهل السنة والجماعة فی مشارق الارض ومغاربها لهم کتب ولا تحصی وغالبا ما وقع بین هذین الامامین من الخلاف۔ من قبل اللفظی** (مقدمہ کتاب التوحید)۔

امام اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کے عقاید اصول میں متفق ہیں، صرف پچاس جزوی مسائل میں بظاہر معنوی اختلاف معلوم ہوتا ہے، اور یہ اختلاف اسقدر خفیف ہے کہ کسی فساد کا شائبہ نہیں، ان مسائل کا تفصیلی جائزہ علامہ کمال الدین احمد البیاض الحنفی (گیارہویں صدی هجری کے ایک مشہور عالم) کی اشارات المرام من عبارات الامام (تحقیق یوسف عبدالرزاق، مطبعة مصطفی البابی الحلبی مصر) اور علامہ الحسن بن عبدالمحسن المشهو ر بابی عذبة کے رسالہ الروضة البهية فیما بین الاشاعرة والماتریدیة (مقدمہ تفسیر ماتریدی سورہ فاتحہ ۵)۔

اور علامہ عبدالرحیم بن علی الشهیر بشیخ زادہ (رحمہ اللہ) نے نظم الفرائض وجمع الفوائد فی بیان المسائل میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے چالیس اختلافی مسائل کا ذکر کیا ہے اور مولوی نجم الغنی (رحمہ اللہ) نے مذاہب اسلام میں بھی ان کو بیان کیا۔ ان میں سے چند مسائل مندرجہ ذیل ہیں: (۱) صفت تکوین کے بارے میں اشعریہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی مستقل صفت نہیں بلکہ قدرت کی طرف راجع ہے اور ماتریدیہ اس کو صفت مستقلہ قرار دیتے ہیں (۲) اہل قبلہ کی تکفیر کا مسئلہ ہے جس سے اشاعرہ احتراز کرتے ہیں نہ کہ ماتریدیہ (۳) مقلد کا ایمان بعض اشاعرہ کے نزدیک درست نہیں، ماتریدیہ کے نزدیک درست ہے (۴) مسئلہ استثناء یعنی انا مؤمن انشاء اللہ کو ماتریدیہ کفر قرار دیتے ہیں اور اشاعرہ کے نزدیک درست ہے (۵) افعال میں حسن وقبح کا مسئلہ، اشاعرہ کے نزدیک اس کو صرف شریعت ہی سے پہچانا جاسکتا ہے اور ماتریدیہ کہتے ہیں کہ عقل بھی ان کا ادراک کرسکتی ہے (۶) اشاعرہ کا کہنا ہے کہ اللہ کی طرف سے کوئی

چیز قبیح نہیں ہے، اللہ کی طرف سے اس کا صدور نہیں ہوگا (۷) اشاعرہ کے نزدیک افعال باری معلل بالاعراض نہیں ہیں، ماتریدیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بطور تفضّل واحسان کے مصلحت کی رعآیت فرماتے ہیں (۸) صفات ذاتیہ سات مانتے ہیں یعنی علم، قدرت، حیوٰۃ، سمع، بصر، کلام، ارادہ۔ اور ماتریدیہ کے نزدیک نہیں تو حضرت موسیٰؑ نے بقعہ مبارکہ میں کلام نفسی کو سنا تھا اور ماتریدیہ کے نزدیک وہ کلام لفظی سنا تھا جو کلام نفسی پر دال تھا (۱۰) دونوں فریق کا اتفاق ہے کہ بندہ اَپنے افعال کا کاسب (کمانے والا) ہے لیکن اشاعرہ کے نزدیک کسب وہمی ہے اور ماتریدیہ کے نزدیک حقیقی ہے (۱۱) اشاعرہ کے نزدیک طبائع غیر مؤثر ہیں اور ماتریدیہ کے نزدیک مؤثر ہیں، اشاعرہ کے مذہب پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر آگ مؤثر نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت ابراهیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی بننے کا حکم کیوں فرمایا تھا؟ **کما قال و قلنا یانار کونی بردًا وسلاما علیٰ ابراهیم** (نبراس ص ۱۳۱، جواهر الفرائد ص ۴۶، ۴۷)۔

امام ابومنصور ماتریدی اور امام اشعری کا اختلافی مسائل کی تعداد

(امام ابومنصور ماتریدی جن مسائل میں امام اشعری کے مخالف ہے ان کی تعداد بعض کے نزدیک ۹ ہے علم الکلام ص ۷۶ اور الروضة البهية مین ان مسائل کی تعداد ۱۳ مزکور ہے ۷ مسائل میں اختلاف لفظی ہے اور چھ مسئلوں میں اختلاف معنوی ہے مزهب اسلام کے ص ۸۷ تا ۹۷ پر ان مسائل کی تعداد چالیس بیان کی گی ء ہے اور اشارة المرام کے ص ۵۳ پر ان اختلافی مسائل کی تعداد پچاس تک ذکر کی گی ء ہے واللہ اعلم مگر ان مسائل کی بنا پر کسی کو بدعتی اور گمرہ نہیں کہا جائے گا واللہ اعلم)

علم کلام میں علماء اشاعرہ کی خدمات

حنفیہ ماتریدیہ ان ہی بدعتی فرقوں کا رد کیا کرتے تھے اور ذکر کرتے ہیں جن کا مقابلہ ائمہ اشاعرہ

بھی کرتے رہے ہیں اور ماتریدیہ بھی اشاعرہ کی کتب سے استفادہ کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں، اس لئے بعض ائمہ علم کلام کے اسماء گرامی حصول برکت کی خاطر یہاں تحریر کئے جاتے ہیں۔(۱)امام ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری متوفی ۳۲۴ھ۔آپ بہت بڑے مناظر تھے۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ۱۰۲ تک بیان کی جاتی ہے۔آپ امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کے ہم عصر تھے مگران کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔مقالات الاسلامین مشہور تالیف ہے۔

(۲)امام ابوبکر محمد بن الطیب باقلانی (رحمہ اللہ) متوفی ۴۰۳ھ۔آپ کی تالیفات کی تعداد ۴۹ سے زائد کا ذکر کیا گئی ہے۔

(۳)امام ابومنصور عبدالقاھر بن طاھر متوفی ہیں۔آپ کی تالیفات کی تعداد ۱۹ سے زائد بتائی جاتی ہیں۔اور کتاب اصول الدین زیادہ مشہور ہے۔

(۴)امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ الجوینی (رحمہ اللہ) متوفی ۴۷۸ھ۔آپ کی تالیفات کی تعداد ۲۰ سے زائد ہے جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہے۔الرشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد مشہور تصنیف ہے (مذاھب الاسلامین)۔

(۵) حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (رحمہ اللہ) متوفی ۵۰۵ھ آپ بڑے بلند مرتبہ فلسفی منطق اصولی مناظر تھے، ساری دنیا آپ کے نام سے واقف ہے آپ کی تصنیفات کی تعداد ۸۷ ہے بیان کی گی ہے۔جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں زیادہ تفصیل الغزالی میں وغیرہ میں ہے۔آپ کی کتابوں کے عنوان یہ ہیں فقہ، اصول فقہ منطق، فلسفہ، کلام، اور تصوف میں ہیں احیاء علوم الدین کیمائے سعادت، قواعد العقائد، المستصفی زیادہ مشہور ہیں۔

(۶)امام فخر الدین محمد رازی (رحمہ اللہ) متوفی ۶۰۶ھ آپ دنیا اسلام کے آفتاب ومعتاب تھے۔آپ بہت بڑے مفسر متکلم منطق فلسفی اور مناظر تھے۔کتاب امام رازی میں ہے کہ آپ آپ کی تالیفات کی تعداد ۸۰ بیان کی ہے۔جو مختلف علوم وفنوں پر مشتمل ہیں تفسیر کبیر بہت

بڑی تفسیر ہے جو علوم کا ایک بحر زخار ہے آپ امام المتکلمین نور الدین محمود صابونی بخاری کے ہمعصر تھے اور ان سے ۳ مناظریں بھی کئے تھے۔

(۷) قاضی ناصر الدین البیضاوی (رحمہ اللہ) متوفی ۶۸۵ھ آپ بڑے مشہور مفسر و متکلم تھے۔آپ کی تالیفات کی تعداد ۲۰ تک بیان کی گئی ہے۔ان سب میں سے بڑی مشہور مانہ تفسیر النوار التنزیل واسرار التاویل، طوالع الانوار، مصباح الارواح،، منھاج الوصول الی العلم الاصول زیادہ مشہور ہیں۔

(۸) قاضی عضوالدین ایجی متوفی ۷۵۶ صاحب المواقف العقائد العضد یہ، اَپنے زمانے کے مشہور محقق مدرث ہوئے ہیں۔

(۹) علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ آپ نے متعدد مستند اور محققانہ کتابیں لکھی ہیں۔ جن کی تعداد ۲۰ تک بیان کی جاتی ہے۔ان میں شرح مقاصد، شرح العقائد نسفی، التلوتح، تھذیب المنطق والکلام بہت مشہور کتابیں ہیں۔

(۱۰) علامہ سید شریف علی جرجانی حنفی ۸۱۶ھ اور اصول عقائد میں اشعری۔آپ کی تالیفات ۱۵ تک بیان کی جاتی ہیں۔آپ کی تالیفات میں سے نحو میر، صرف میر، صغریٰ، کبریٰ، شرح المواقف، حاشیہ تفسیر الکشاف بہت مشہور ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطاء فرمائے، ان کے فیوض وبرکات سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق فرما۔

آمین!

اس کتاب کو مرتب کرنے اور لکھنے میں راقم الحروف نے بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے۔ کتابوں کے جمع کرنے اور حوالے اور عبارتیں تلاش کرنے میں شب وروز مصروف اور مشغول رہا ہے اور جو مواد جہاں سے ملا وہ جمع کر دیا عبارات اور مضامین میں تکرار بھی پایا جاتا ہے مگر فائدہ سے خالی نہیں ہے، اس لئے اب تیسری مرتبہ مزید اضافوں اور تحقیق کے ساتھ جو کچھ ملا

وہ قارئین اور شائقین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بیا جامی رہا کن شرمساری ☆ زصاف و درد پیش آرانچہ داری

راقم الحروف نے بحمد اللہ تعالیٰ امام ابو منصور ماتریدی کے علم کلام کے موضوں پر بھی کتاب تحریر کی ہے۔ جو امام ابو منصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے اور دیگر علمائے ماتریدیاں کی کتاب کی روشنی میں مرتب کی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو احباب کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق عطا کرے **وماذالك على الله بعزيز. لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔**

یا اللہ اَپنے نیک بندوں کے ذکر خیر کی برکت سے راقم کو دنیا دین اور اخرت کی بھلایا عطا فرما۔ جملہ علماء ائمہ دین کو بلند درجے عطا فرما۔ حضرت امام ابو منصور محمد ماتریدی کو جنۃ الفردس میں اعلیٰ جگہ عطا فرما۔ امام ابو منصور ماتریدی کا تذکرہ لکھنے میں جو محنت وشفقت اٹھا تا رہا ہوں وہ مخفی نہیں جس طرح چاہتا تھا اس طرح نہیں لکھ سکا جو لکھا اس کو قبول فرما اور میری اس ناتمام سعی کو شرف قبولیت عطا فرما۔ اور میری تحریر اور ترتیب میں جو غلطیاں رہ جاتی ہیں دور کرنے کی توفیق عطا فرما۔ علم واستداد اور فہم کی کمی کو دور فرما۔ اَپنے نیک بندوں کے ذکر کی برکت سے سب گناہ فرما دے۔ میری، میرے والدین، اولاد، اساتذہ احباب اور سب اہل ایمان کی بخشش فرما۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (سورۃ ابراھیم ۴۱) اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ **رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا** (سورہ بنی اسرائیل ۲۴) اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے بڑی محبت اور پیار سے مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَاباً النَّار آمین! یَارَبَّ العَالَمِین

خاتمہ کتاب

نقشہ مزار امام ابو منصور ماتریدی

مزار کے متعلق بہت سی عربی عبارتیں تحریر ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم۔ قبر الإمام رضي الله تعالى عنه- يقع بمدينة سمرقند في جمهورية أوزبكستان۔ الفاتحة على روحه الشريفة

قبر الإمام صور من الخارج

امام رضی اللہ عنہ کی قبر جمہوریہ اوزبکستان کے شہر سمرقند میں واقعہ ہے۔ اور روح شریفہ کو فاتحہ پڑھو۔

قبر امام کے خارجی حصہ کی تصویر اور نقشہ یہ ہے۔

نسأل الله تعالى بنبيّنا المصطفى (ﷺ) وبجاه إمامنا أبي منصور إمام الهدى أن ينصر أهل الحق على الباطل وأن يجعلنا من الطائفة التي لن تزال قائمة لا يضرها من خذلها وأن يطهر بلاد المسلمين من المبتدعة كما يطهر الثوب الأبيض من الدنس

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه

http:www.aslein.net/showthread.php?t=12874

ہم اَپنے نبی ﷺ کے وسیلہ اوراَپنے امام ابومنصور امام الھدی کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کے اہل باطل پر اہل حق کی مدد فرمائے اور ہمیں اس گروہ میں کردے جو ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔اس کا کوئی نقصان نہیں کر سکے گا جو اس کو ذلیل کرنا چاہے گا۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مبتدع (بدعتیوں) سے مسلمانوں کے شہروں،ملکوں کو پاک کرے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔

اے اللہ درود نازل فرما ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کی آل اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنھم پر



امام الھدی ابومنصور الماتریدی کی قبر کی تصویر اور نقشہ دیکھ کر اَپنی اَنکھیں ٹھنڈی کر۔

خیال رہے کہ امام ابومنصور محمد ماتریدی کے مزار کے نقشے اور تصویریں بطور یادگار نقل کی ہیں۔

قبر یا تصویر کی پوجا کرنا ان کی طرف سجدہ کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔اور ذوق وشوق کی بنا پر ندا کرنا جیسا کہ کوئی محب اَپنے محبوب کو ندا کرتا ہے اے میرے دوست۔یا ماں اَپنے بیٹے کو جو اس سے دور ہو پکارتی ہے،اے میرے بیٹے تو جائز ہے۔سمرقند وبخارا میں جو مزارات ہیں ان کے ساتھ لوگ ایسا معاملہ نہیں کرتے جیسا کہ پاکستان میں مزارات کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے جو اداب قبر کے خلاف ہے۔کوئی سجدے کر رہا ہے،کوئی طواف کر رہا ہے،کوئی بوسے دے رہا ہے۔یہ طریقہ زیارت کسی حدیث میں نہیں آیا۔افسوس امت مسلمہ افراط اور تفریط کا شکار ہے۔

بزرگان دین کی قبروں سے فیوض وبرکات حاصل کرنا

اس سے قبل لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد پارس رحمہ اللہ متوفی ۸۸۲ھ) امام ابومنصور ماتریدی کے متعلق فرماتے ہیں **و دفن بجاکردیز و قبرہ مشہور یزار و یتبرک بہ** (فصل الخطاب، ص۱۶۷) کہ آپ کو جاکردیز میں دفن کیا گیا اور آپ کی قبر مشہور ہے، زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اسی طرح علامہ عبدالعزیز پرھاروی نے لکھا **و دفن موضع یقال جاکردیز و قبرہ مشہور یزار و یتبرک** (نبراس، ص۲۲۹)۔

کہ عقیدت مند حضرات امام ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے اور اس سے برکت بھی حاصل کرتے تھے۔ بعض لوگ قبروں کے ادب واحترام میں حد سے بڑھ جاتے ہیں اور طواف اور سجدہ کرتے ہیں۔ مماتی حضرات جو نبیوں رسولوں اور ولیوں کی حیات کے منکر

ہیں اہل قبور سے بالکل مایوس اور ان کے فیوضات و برکات کا انکار کرتے ہیں اور نبیوں رسولوں اور ولیوں کے وسیلہ سے اللہ سے دعا مانگنے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ حالانکہ صوفیاء کرام اور اولیاء عظام قبور اولیا سے برکتیں حاصل کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ارشاد پناہی قبلہ گاہی (خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی رحلت کے بعد مزار شریف کی زیارت کی تقریب سے شہر دہلی میں گزرنے کا اتفاق ہوا۔ عید کے دن حضرت کے مزار پاک کی زیارت کے لیے گیا، مزار پاک کی جانب توجہ کے دوران حضرت کی مقدس روحانیت سے کامل التفات رونما ہوا اور کمال غریب نوازی سے اپنی خاص نسبت جو حضرت خواجہ احرار کی جانب تھی مجھے مرحمت فرمائی۔ (مکتوبات امام ربانی ج۱ ص ۱۳۴، مکتوب ۲۹۷)۔

حضرت شاہ ولی اللہ ہمعات میں حدیث نفس کا علاج بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: **بارواح طیبہ مشائخ متوجہ شود و برائے ایشاں فاتحہ خواند یا بزیارت قبر ایشاں رود از انجا انجذاب دریوزہ کند۔** (ہمعات ص ۳۴ ہمعہ ۸) مشائخ کی پاک روحوں کے جانب متوجہ ہو اور ان کے لئے فاتحہ پڑھے یا ان کے مزارات کو جائے اور وہاں سے بیک مانگے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں **از اولیائے مدفونین انتفاع واستفادہ جاریست۔** (تفسیر فتح العزیز)۔ مدفون اولیاء سے نفع پانا اور فائدہ طلب کرنا جاری ہے۔ یعنی مسلمانوں میں جاری ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی (رحمہ اللہ) متوفی ۱۲۷۰ھ فرماتے ہیں **ولا شك فی انه یحصل لزائرهم مدد روحانی ببرکتهم و کثیرا ما تنحل عقد الامور بانامل التوسل الی الله تعالی بحرمتهم** (روح المعانی ج۳۰ ص ۳۱۴) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی زیارت کرنے والوں کو ان کی برکت سے روحانی مدد حاصل ہوتی ہے اور بہت سے کاموں کی گرہ کھلتی ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرنے سے اور ان کی حرمت سے (اللہ تعالیٰ حاجتیں پوری فرماتا ہے)۔

حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں اور اولیاء اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آ کر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے (ضیاء القلوب ص ۶۲)۔

اولیاء اللہ کی قبور کے پاس اللہ سے دعائیں مانگنا

وہ مقامات اور جگہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان کا ذکر کرتے ہوئے امام شمس الدین محمد جزری متوفی ۸۴۳ھ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَعِنْدَ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ، وَلَا یَصِحُّ قَبْرُ نَبِیٍّ بِعَیْنِہٖ سِوٰی قَبْرِ نَبِیِّنَا ﷺ بِالْاِجْمَاعِ فقط، وَقَبْرُ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَاخِلُ السُّوْرِ مِنْ غَیْرِ تَعْیِیْنٍ، وَجُرِّبَ اِسْتِجَابَۃُ الدُّعَاءِ عِنْدَ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ بِشُرُوْطٍ مَعْرُوْفَۃٍ (حصن حصین مع تحفۃ الذاکرین ۶۳)

ترجمہ:- اور نبیوں کی قبروں کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔ کسی نبی کی قبر بعینہ (اسی طرح) صحیح موجود نہیں ہے سوائے ہمارے نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کے باجماع، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر بیت المقدس کے اندر داخل ہے بغیر تعین کے چند مشہور شرطوں کے ساتھ۔ نیکوں کی قبروں کے پاس دعا کے قبول ہونے کا تجربہ کیا گیا ہے (واللہ اعلم)۔ اس کی شرح میں علامہ محمد بن علی الشوکانی قبور کے پاس دعا مانگنے کا انکار کی بجائے اس بات کی دلیل دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ (تحفۃ الذاکرین ص ۶۳) وہ ایسے لوگ ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔

علامہ عبدالحلیم لکھنوی صاحب حاشیہ قمر الاقمار لکھتے ہیں: وَیُسَنُّ الدُّعَاءُ عِنْدَ الْقُبُوْرِ قَائِمًا کَمَا کَانَ یَفْعَلُ فِی الْخُرُوْجِ اِلَی الْبَقِیْعِ وَاِنْ جَلَسَ یَجْلِسُ بعیدًا

اَوْ قَرِیْبًا بِحَسَبِ مَرْتَبَتِہٖ فِیْ حَالِ حَیَاتِہٖ (نور الایمان ص ۴)۔ قبروں کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت ہے۔ جیسا کہ کیا کرتے تھے بقیع کی طرف نکلتے وقت اور اگر وہ بیٹھے تو دور بیٹھ جائے قبر سے یا قریب اس کے مرتبہ کے مطابق اس کی زندگی کے حالات میں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: فَاِنَّ الدُّعَاءَ مِنَ اللّٰہِ عِنْدَ قَبْرِ اَحَدٍ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ لَیْسَ مَمْنُوْعًا فِی الشَّرِیْعَۃِ الْمُشَرَّفَۃِ وَلَمْ یَرِدْ بِمَنْعِہِ السُّنَّۃُ الْمُطَھَّرَۃُ فَدَعْوٰی کَوْنِہٖ خَلَافَ السُّنَّۃِ مُخَالِفَۃٌ لِاَقْوَالِ اَھْلِ السُّنَّۃِ (مجموعہ رسائل ج ۶ ص ۴۳۸)۔ ترجمہ:- تو بیشک دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنا اللہ کے دوستوں میں سے کسی کے قبر کے پاس شریعت مشرفہ میں ممنوع نہیں ہے اور نہ اس کی سنت مطہرہ میں ممانعت وارد ہے اور سنت کے خلاف دعوی کرنا اہل سنت کے ارشادات کی مخالفت ہے۔

بعض لوگ قبروں کے پاس دعا کرنے سے منع کرتے ہیں اور بدعت وشرک کے فتوے لگاتے ہیں اور یہ بڑی زیادتی کی بات ہے کیونکہ دعا نماز کی طرح نہیں ہے جس کے لئے قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہو' دعا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اداب دعا میں سے ہے' کسی دوسری طرف منہ کر کے دعا مانگنا حرام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ) تو جدھر منہ کرو وہاں اللہ ہی کو پاؤ گے۔ تو دعا کے لئے کوئی جہت فرض نہیں کہ ترک عمل کو حرام وشرک کہا جائے مسجد میں دخول وخروج کے وقت دعا کی جاتی ہے نہ جہت قبلہ ہوتی ہے اور نہ ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ بہر حال قبروں کی زیارت سنت ہے' انہیں سلام دینا اور دعا کرنا بھی سنت ہے۔ کچھ لوگ قبروں کے سجدہ کرتے ہیں اور طواف کرتے ہیں' یہ فعل حرام ہے۔ آج کل قبور اور مزارات پر جو کچھ ہے ہوتا ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ اور مردوں کا احترام اور ان سے حیا کرنا اسی طرح لازمی ہے جس طرح زندوں کا ادب اور ان سے حیا کرنا ہے

کیا قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے؟

شہزادہ محمد داراشکو لکھتا ہے وُمشہوراست کہ ہر کہ چہل شب جمعہ یا چہل روز پیہم طواف روضۂ
شریفہ ایشان بکند ہر حاجتی کہ داشتہ باشد بحصول می انجامد، (سفینۃ الاولیاء) اور مشہور ہے کہ جو
شخص چالیس جمعرات یا چالیس دن کامل روضہ کا طواف کرے اس کی ہر ضرورت پوری ہوتی
ہے۔اوراسی طرح الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں طریقہ کشف القبور میں لکھا ہے کہ تکبیر کے
بعد سات دفع طواف کرے اوراس میں تکبیر پڑھے طواف دائیں طرف پاؤں کی طرف اَپنا
رخسار رکھے اور میت کے منہ کے قریب آجائے۔ کتاب مذکور ص ۱۶۲۔راقم الحروف نے مکمل
عبارت نقل نہیں کی اس لئے کہ مقصداس عبارت کے اس حصہ کا ہی ذکر کرنا ہے، جس میں طواف
کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کچھ لوگ ولیوں کی قبر کا طواف بھی کرتے رہیں اوراب بھی کچھ
کرتے ہیں جومشابہ طواف خانہ کعبہ ہے یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ اس طوف سے کونسا طواف
مراد ہے،طواف تو خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہے۔مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:
سوال: برای طواف قبور وطواف کنندہ را تکفیر نمودہ شود یانہ
جواب: آنکہ طواف کردن قبور صلحاء و اولیا بلاشبہ بدعت است زیرا کہ درزمان سابق نبودہ
وحالا اختلاف است کہ این بدعت حرام است یا مباح بعضی درکتب فقہ مباح نوشتہ اند واصح
آنست کہ مباح نیست زیرا کہ مشابہت بابت پرستان لازم می آید کہ انہا گرداگرد بتان عمل
میکروندونیز طواف درشرع محض برای کعبہ داردشدہ قبر بزرگ رامشابہ کعبہ کردن خوب نیست
اماہر کہ این عمل مینماید اورا کافر گفتن واز دائرہ اسلام خارج ساختن بسیار شنیع وقبیح است وہمچنین
تکفیر کنندہ راتکفیر کردن بسیار قبیح استِ فقط (فتاوی عزیزج ۲ص ۱۰۴)۔
سوال: قبر کا طواف کرنا کفر ہے یا نہیں اور جو شخص قبر کا طواف کرے۔اس کو کافر کہنا چاہیے یا
نہیں؟

جواب: طواف کرنا صالحین اوراولیاء کی قبر کا بلاشبہ بدعت ہے۔اس واسطے کہ سابق زمانہ میں نہ
تھا۔اس امر میں اختلاف ہے کہ بدعت حرام ہے یا مباح، فقہ کی بعضے کتابوں میں مباح لکھا ہے
اوراصح یہ ہے کہ مباح نہیں۔اس واسطے کہ بت پرستوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے کہ وہ
بتوں کے گرداگرد یہ عمل (طواف) کرتے تھے۔اورمباح نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ شرع
میں طواف کا حکم صرف کعبہ شریف کے بارے میں وارد ہے اور یہ سمجھنا خوب نہیں کہ بزرگوں کی
قبر کعبہ شریف کے مانند ہے۔یہ بھی نہایت قبیح ہے کہ جو شخص یہ عمل کرے اس کو کافر کہا جائے اور
دائرہ اسلام سے اس کو خارج سمجھا جائے۔یہ بھی نہایت قبیح ہے کہ جو شخص ایسے شخص کو کافر کہا
جائے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں مسح نہ کند قبر را بدست وبوسہ نہ دہد آن را (اشعۃ اللمعات باب
زیارت القبور ج ا ص ۷۱۶)۔کہ قبر کو نہ ہاتھ لگائے نہ اس کو بوسہ دے۔در بوسہ دادن قبر والدین
روآیت بیہقی می کند وصحیح آنست کہ لایجوز است (مدارج النبوت ج ۲ص ۴۲۲)۔والدین کی
قبر کو بوسہ دینا اس بارہ میں امام بیہقی روآیت کرتے ہیں اورصحیح یہ ہے کہ بوسہ دینا جائز نہیں ہے۔
جب بوسہ دینا جائز نہیں تو طواف کرنا کب جائز ہے؟!
مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بعض علماء نے (طواف کی) اجازت دی ہے مجمع
البرکات میں ہے **ویمکنہ ان یطوف حولہ ثلث مرات فعل ذلك** گرد قبر تین بار
طواف کرسکتا ہے۔مگرراجح یہ کہ ممنوع ہے مولانا قاری منسک متوسط میں تحریر فرماتے ہیں:
**الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء و
الاولیاء** (فتاوی رضوایہ ج ۹ جدید ص ۵۲۷ بحوالہ المنسک المتوسط)۔طواف کعبہ کی
خصوصیات میں سے ہے تو انبیاء واولیاء کی قبروں کے گرد (طواف کرنا) حرام ہے۔اورایک
سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: مسلہ مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے نا

جائز ہے ہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے مزار کو بوسہ دینا نہ چاہیے (فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۵۲۹)۔
امام احمد رضا خان بریلوی ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں صحیح اور قابل ترجیح مذہب میں کسی بھی قبر کو بوسہ دینے یعنی چومنے کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے۔ چنانچہ محدث ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) کی شرح عین العلم میں کہ قبر، تابوت اور دیوار کو ہاتھ نہ لگایا جائے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی قبر اطہر کے بارے میں اس طرح کرنے سے روکا اور منع کیا گیا ہے پھر باقی لوگوں کی قبور کے ساتھ یہ معاملہ کیسے روا ہوسکتا ہے۔ اور قبر کو بوسہ نہ دیا جائے کیونکہ یہ تو ہاتھ لگانے سے کہیں بڑھ کر ہے لہذا اس کے لئے نہی بطریق اولی ہے (فتاوی رضویہ، ج ۲۲ ص ۳۱۷)۔

مسئلہ استعانت بالغیر:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے باب زیارۃ القبو راور کتاب الجہاد اور باب الاسراء میں مسئلہ استعانت بالغیر بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہاں سے چند چیزیں نقل کی جاتی ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام (رحمۃ اللہ علیہ) نے اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے۔ اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کاملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان کی ارواح سے فیوض وفتوح حاصل ہوئے ہیں۔ اور اس گروہ صوفیہ اصطلاح میں انہیں اویسی کہتے ہیں (اشعۃ اللمعات باب زیارت قبور)۔ ۔ پھر کتاب وسنت اور اقوال سلف صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو۔ اور اس کی تردید کرتی ہو۔ بلکہ آیات واحادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور ان کے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قریب دو مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انہیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر۔ اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انہیں کائنات

میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے۔ یہ سب کچھ ان کی ارواح کرتی ہیں۔ اور وہ باقی ہیں (اشعۃ اللمعات، لمعۃ التنقیح باب زیارت القبور)۔
اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۰۰، لمعات التنقیح ج ۷ کے ص ۳۸ پر زیادہ تفصیل سے لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب وسنت ایسی چیزوں سے پر ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ مردوں کو دنیا اور دنیا والوں کا علم ہوتا ہے، پس اس کا انکار وہی کرے گا جو احادیث سے جاہل ہو اور دین کا منکر ہو۔ میں نے بیان کر دیا اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ اہل قبور سے استمداد کا بعض فقہاء نے انکار کیا ہے۔ انکار اگر اس بناء پر ہے کہ اہل قبور کو زائرین اور ان کے احوال کا علم نہیں ہے اور وہ ان کی بات نہیں سنتے تو اس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے (اشعۃ اللمعات کتاب الجہاد باب حکم الاسراء مختصرا)۔

استعانت کے دوطریقے:

شیخ عبدالحق فرماتے ہیں جہاں تک ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج اور فقیر دعا کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور بارگاہ عزت وبے نیازی سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے۔ (۱) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب اور معظم اس ہستی کی روحانیت کو وسیلہ بناتا ہے اور کہتا ہے خداوندا اس بندۂ مکرم کی برکت سے جس پر تو نے رحمت اور سرفرازی نچھاور فرمائی ہے اور تیرا خاص لطف وکرم اس کی طرف مبذول ہے۔ میری حاجت برلا کہ تو کریم حاجت روا ہے۔ (۲) یا اس بندۂ مکرم کو ندا کرتا ہے اے بندۂ خدا! اور اسے اللہ تعالیٰ کے ولی میری سفارش کیجے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجے کہ میرا مقصد ومدعا پورا فرمائے اور میری حاجت برلائے۔ پس عطا فرمانے والا، اور جس سے سوال اور امید ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے۔ قادر، فاعل اور وجود میں تصرف فرمانے والا صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے فعل اس کی قدرت اور اس کے غلبے کے سامنے فانی اور عاجز ہیں۔

ہاں اگر زائرین کا یہ عقیدہ ہو کہ اہل قبور مستقل طور پر متصرف اور قادر ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اس سے درخواست کرنے کی حاجت نہیں ہے، جیسے جاہل اور غافل عوام عقیدہ رکھتے ہیں اور ایسے کام کرتے ہیں جو دین میں حرام اور ممنوع ہیں مثلاً قبر کو بوسہ دینا، اسے سجدہ کرنا اور اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا وغیرہ ایسے امور جن سے منع کیا گیا ہے اور ڈرایا گیا ہے۔ تو یہ عقیدہ اور یہ افعال ممنوع اور حرام ہوں گے، اور عوام کا فعل لائق اعتبار نہیں ہے بلکہ بحث ہی سے خارج ہے۔ حاشا و کلا کہ شریعت کا عالم اور احکام دین کی خبر رکھنے والا ایسا عقیدہ رکھے اور ایسا کام کرے۔ کاملین کی ارواح سے اہل کشف مشائخ کی استمداد اور استفادہ کی روایات بے شمار ہیں اور ان کی کتابوں اور رسائل میں مذکور ہیں اور ان میں مشہور و معروف ہیں۔ ہمیں ان کے ذکر کی حاجت نہیں ہے ہوسکتا ہے بزرگان دین کے کلمات متعصب منکر کو فائدہ نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے بچائے (انتہی)۔ اور زیادہ تفصیل کے لئے اشعۃ اللمعات اور لمعات التنقیح کی طرف رجوع کیا جائے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

باید دانست کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد و او را مظہر عون الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون الٰہی دانستہ و بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست انبیاء و اولیا ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر استعانت بحضرت حق است لاغیر

سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح مدد چاہنا کہ اسی پر بھروسہ ہو اور اس کو مدد الٰہی کا مظہر بھی نہ جانے حرام ہے۔ اور اگر توجہ صرف حضرت حق کی طرف ہے اور غیر کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ حکمت و اسباب میں نظر کرکے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے تو یہ عرفان سے دور نہیں ہے۔ اور شریعت میں بھی جائز و روا ہے اور انبیاء و اولیاء نے بھی غیر سے اس طرح کی مدد طلب کی ہے۔ اور حقیقت میں یہ استعانت غیر کے ساتھ نہیں بلکہ حضرت حق ہی کے ساتھ ہے۔

(تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۰)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی استمداد کے جائز اور ناجائز طریقوں پر بحث کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

مدد خواستن دو طور می باشد مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مدد میجویند و عوام الناس از اولیاء دعا می خواہند کہ از جناب الٰہی فلاں مطلب ما را درخواست نمائید ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است دوم آنکہ بالاستقلال چیزمکہ خصوصیت بجناب الٰہی دارد مثل وادن فرزند یا بارش باران یا دفع امراض یا طول عمر و مانند ایں چیزہائے آنکہ دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند ایں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است و اگر از مسلماناں کسے

مدد چاہنا دو طریقوں سے ہوتا ہے اول مخلوق کا مخلوق سے مدد چاہنا جیسا کہ نوکر اور گدا اپنی ضرورتوں میں امیر اور بادشاہ سے مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس اولیاء کرام سے دعا کراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہے ارے فلاں کام کے لئے درخواست کریں اس قسم کی مدد چاہنا شریعت میں زندہ سے ہو یا مردہ سے جائز ہے دوسری یہ کہ اس چیزیں مستقل ہو جناب باری تعالیٰ کی خصوصیت ہو جیسے لڑکا دینا یا بارش برسانا یا امراض کا دور کرنا یا عمر لمبی کرنا اور ان کی مانند دیگر اشیاء بغیر اس کے نیت میں دعا اور سوال بجانب الٰہی سے منظور ہو مخلوق سے درخواست کرے تو یہ قسم مطلقاً حرام بلکہ کفر ہے اور اگر مسلمانوں میں سے

ازاولیائے مذہب خودخواہ زندہ باشند	کوئی اَپنے مذہب کے اولیاء کرام میں سے
ازاولیائے مذہب خودخواہ زندہ باشند	کوئی اَپنے مذہب کے اولیاء کرام میں خواہ
یامردہ ایں نوع مدخواہد از دائرہ مسلماناں	زندہ ہوں یا مردہ اس قسم کی امداد طلب کرے
خارج مے شود	تو وہ مسلمانوں کے دائرہ سے خارج ہوجائے گا

(فتاویٰ عزیزی ج ا ص ۳۳، ۳۴، اتمام البرھان ص ۴۱، ۴۲)۔

چونکہ اب صوفیاء کرام بزرگوں کو پکارتے اوران کی قبروں پر جاکران کی ارواح سے مدد مانگتے ہیں تو یہ عمل بعض کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کی مدد اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ہے مگر سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے دعائیں مانگی جائیں اوراسی سے مدد طلب کی جائے کیونکہ اللہ کی مدد یقینی ہے اور قرآن وحدیث میں اسی کی تاکید کی گئی ہے۔ اور دوسروں کی مدد ظنی اور غیر یقینی ہے۔

کیا غائبانہ ندا جائز ہے

اس میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اہل سنت وجماعت اَپنی عقیدت ومحبت کی بنا پر یارسول اللہ ﷺ کہتے ہیں اور بزرگوں کو بھی ذوق وشوق کی بنا پر ندا کرتے ہیں اور یہ غائبانہ ندا کرنا جائز ہے۔ اور بعض لوگ شرک، کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور منع کرتے ہیں اور اس فتویٰ سے وہ خود بھی نہیں بچ سکتے۔ اس لئے ہر نماز میں نمازی **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ** (آپ پر سلام ہوا ے نبی مکرم اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں) پڑھتے ہے اور یہ ندا ہے۔ اور یارسول اللہ، **یامحمد، یااحمد، ایھاالنبی** کہنا جائز ہے۔ چنانچہ حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی متوفیٰ ۱۳۱۷ھ لکھتے ہیں آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف **یااحمد** ﷺ اور بائیں طرف **یامحمد** ﷺ اور دل میں **یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ایک ہزار بار پڑھتا ہے۔ انشاء اللہ بیداری یا خواب میں

زیارت ہوگی (ضیاء القلوب ص ۳۶)۔

اور آنحضرت ﷺ کی زیارت کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں **اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ** کی داہنی اور **اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِىَّ اللّٰه** کی بائیں اور **اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه** کی ضرب دل پر لگائے (ضیاء القلوب ص ۵۲) اور **اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه** (ضیاء القلوب ص ۸)۔ اس درود میں باربار رسول اللہ ﷺ کو ندا کی گئی۔ اگر ندا کرنا ناجائز ہوتا تو یہ ندا نہ کی جاتی۔ اوراسی طرح مریدین اَپنے بزرگوں کو ذوق وشوق اور محبت کی بنا پر پکارتے ہیں۔ یہ بھی عمل جائز ہے بشرطیکہ جس کو پکارا جائے اس کو غیر مستقل قدرت والا سمجھا جائے۔ چنانچہ شاہ ولی محدث دہلوی **الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** میں قضائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں کہ پہلے دورکعت پڑھے پھر ایک سوگیارہ بار درود شریف، ایک سوگیارہ بار کلمہ تمجید، پھر ایک سوگیارہ باریہ پڑھے **شَيْئًا لِلّٰهِ يَاشَيْخ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيْلَانِىْ** (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹ ص ۵۶۴، بحوالہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء) اے شیخ عبد القادر جیلانی خدارا کچھ فرمائیں۔ اور قصیدہ اطیب النعم کی فصل گیارہویں میں نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کی ہے۔ (مولانا) اشرف علی صاحب تھانوی سے **يَاشَيْخ عبد القادر شَيْئًا لِلّٰهِ** کے جواز اور عدم جواز کے متعلق سوال کیا گیا تو جواب میں لکھا کہ ایسے امور ومعاملات میں تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ سلیم الفھم کے لئے جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے (امداد الفتاویٰ، ج ۵ ص ۳۵۷، فیصلہ ہفت مسئلہ) معلوم ہوا کہ صحیح العقیدہ کے لئے پڑھنا جائز ہے، شرک نہیں ہے۔ لیکن سب سے افضل واعلیٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے۔ زیادہ تفصیل انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ میں ہے۔

اَعِيْنُوْا يَاعِبَادَ اللّٰه: اے اللہ کے بندو

کتاب حصن وحصین کی منزل رابع میں ہے کہ جب جانور بھاگ جائے (یا کہیں جنگل میں

راستہ بھول جائے) تو یوں آواز دے اَعِیْنُوْا یَا عِبَادَ اللهِ رَحِمَکُمُ اللهُ اے اللہ کے بندو
میری مدد کرو اللہ تم پر رحم کرے۔اور بعض روآیت میں یوں ہے کہ جب مدد کا ارادہ کرے خواہ
کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو یوں پکارے یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْا یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْا یَا
عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْا ۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ
کے بندوں میری مدد کرو۔اس حدیث میں جن بندوں کو پکارنے کا حکم دیا گیا ہے ان بندو سے
کون سے بندے مراد ہیں؟ علامہ محمد بن علی بن محمد بن شوکانی الصنعانی متوفی ۱۲۵۰ھ اس کی
شرح میں لکھتے ہیں **وَفِی الحدِیثِ دَلیلٌ علیٰ جوَازِ الاِستِعَانۃ بمن لا یراھم
الانسان من عباد اللہ من الملائکۃ وصالحی الجن، ولیس فی ذلک باس
کما یجوز للانسان ان یستعین ببنی آدم اذعثرت دابتہ او انفلتت** (تحفۃ
الذاکرین ص ۲۰۲) یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جن کو انسان اللہ کے بندوں میں سے نہیں
دیکھتا ان کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے مراد فرشتے اور نیک جن اور اس میں کوئی خرج نہیں ہے
جیسا کہ انسان آپس میں ایک دوسرے سے مدد طلب کرتے ہیں جب کوئی جانور بھاگ جائے
یا کوئی اور مصیبت ہو۔علامہ محمد بن علان صدیقی لکھتے ہیں **قال فی الحرز ۔ المراد بھم
الملئکۃ والمسلمون من الجن اور جال الغیب المسمون بالابدال**
(الفتوحات الربانیۃ علی الاذکار النواویۃ ج ۵ ص ۱۵۰)۔حرز ثمین میں کہا ہے بندوں سے مراد فرشتے اور
مسلمان اور جن ہیں۔ یا رجال غیب جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔یعنی یہاں بندوں سے مراد اولیاء
اللہ اور ابدال ہیں جو نظر نہیں آتے تو ان سے مدد مانگے اور انہیں پکارے۔اور اسی طرح
کتاب ہدآیت المسلمین کے ص ۶۱ پر بحوالہ لکھا ہے کہ زید بن علی نے عتبہ بن غزوان سے
اور انہوں نے رسول ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی چیز کو کھو
بیٹھے یا مدد کا طالب ہو اور ایسی جگہ پر ہو جہاں اس کا کوئی مدد گار نہیں ہے تو وہ کہے کہ یَا عِبَادَ

اللهِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِیْ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو،
اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، کیونکہ اللہ کے بعض بندے
ایسے ہیں جن کو ہم دیکھ نہیں سکتے (طبرانی) اور اسی لئے صوفیاء کی اکثریت استعانت کی قائل ہے
کہ ارواح اولیاء سے مدد مانگنا جائز ہے اس لئے وہ ان کو پکارتے اور مدد مانگتے ہیں لیکن مماتی
فرقہ ارواح اولیاء سے مدد مانگنے اور وسیلہ ذوات کا انکار کرتے اور شرک قرار دیتے ہیں۔اس
عمل صوفیاء کو شرک قرار نہیں دینا چاہئے۔اسمائے حسنیٰ اور بزرگان دین کے وسیلہ جلیلہ سے
اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا چاہئے چونکہ سب انبیا و رسل اور اولیا اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتے رہے
ہیں، ہمیں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْئَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهٖ (سورۃ النساء
ایت ۳۲) اور تم اللہ سے اس کا فضل مانگو۔حدیث صحیح میں ہے **وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللهَ
وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ** (اربعین نبویہ حدیث نمبر ۱۹) ترجمہ: اور جب تو سوال کرے تو
اللہ سے سوال کر، اور جب مدد طلب کرے، تو اللہ سے مدد طلب کر، کیونکہ اللہ سب کی
حاجتوں کو جانتا ہے اور فریاد کو سنتا ہے اور مشکلیں آسان کرتا ہے۔یا اللہ اپنے نیک بندوں کے
ذکر کی برکت سے دینی دنیاوی حاجتیں پوری فرما ہم سب کو ایمان اور جان کی سلامتی عطاء
فرما۔اور قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔آمین، یارب العالمین!
یَا اللهُ اَسمَاءُ الحُسنٰی، صِفَاتُ الاَسنٰی، اور نبی کریم ﷺ کی ذکر کی برکت سے دنیا
و آخرت کی بھلائی عطا فرما۔صحابہ و اہل بیت اور ائمہ دین کے ذکر کی برکت سے تمام معاملات
درست فرما۔اور والدین و عزیز و اقارب سب کی بخشش فرما۔مجھے اور میرے اہل و عیال سب
کو اَپنی حفاظت میں رکھ۔اور معاونین کو دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔آمین۔

۱۷ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ ۱۸ ستمبر ۲۰۱۶ء

ماخذ و مراجع

کتاب	مصنف / محقق
تاویلات اھل السنہ	امام ابو منصور ماتریدی
تفسیر ماتریدی سورہ فاتحہ مع ترجمہ اردو	ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی اسلام اباد
التیسیر فی التفسیر مخطوطہ	امام نجم الدین ابو حفص عمر نسفی
مقدمہ تاویلات اھل السنۃ	تحقیق ابرھیم عوضین، سید عوضین ۱۳۹۱ھ، ۱۹۷۱ء
مقدمہ تاویلات اھل السنۃ	تحقیق ڈاکٹر مستفیض الرحمن ۱۳۹۱ھ، ۱۹۸۳ء
مقدمہ تاویلات اھل السنۃ	تحقیق فاطمہ یوسف الخیمی ۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۴ء
مقدمہ تاویلات اھل السنۃ	تحقیق ڈاکٹر مجدی باسلوم ۱۴۲۶ھ، ۲۰۰۵ء
مقدمہ تاویلات القرآن	دار المیز ان استانبول ۲۰۰۹؁ء
مقدمہ کتاب التوحید تحقیق	ڈاکٹر فتح اللہ خلیف ۱۹۷۰ء
تاج التراجم	امام زین الدین بن قاسم قطلو بغا متوفی ۸۷۹؁ھ
طبقات الحنفیۃ الحنائی	مولیٰ علاء الدین علی بابن الحنائی ۹۷۹؁ھ
الاثمار الجنیۃ فی اسماء الحنفیۃ	علامہ ملا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴؁ھ
الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ	علامہ ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی متوفی ۱۲۰۴؁ھ
شرح نبراس شرح شرح العقائد	علامہ عبد العزیز پرہاروی
حاشیہ نبراس	علامہ برخوردار ملتانی
دین مصطفی	علامہ سید محمود رضوی
اتحاف السادۃ المتقین	الامہ سید محمد بن محمد حسینی الشھیر بمرتضی
مرقاۃ شرح مشکوۃ	ملا علی قاری
توضیح شرح عقائد نسفی	عبد الناصر لطیف

کتاب	مصنف
شرح العقیدۃ الطحاویہ	مفتی احسان اللہ شائق
شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری
علم الکلام، الکلام	علامہ شبلی نعمانی
شرح سفر السعادت	شیخ عبد الحق محدث دھلوی
اصول الدین	ابو الیسر محمد البزدوی
التبصرۃ الادلۃ	ابو المعین میمون نسفی
القند فی علماء السمر قند	نجم الدین عمر نسفی
اشارات المرام من عبارۃ الامام	کمال الدین احمد العیاضی
الانساب	ابو سعد عبد الکریم سمعانی
حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جھلمی
تاریخ دعوت عزیمت	سید ابو الحسن علی ندوی
مذاھب اسلام	مولوی نجم الغنی
التاریخ مذاھب الاسلامیہ	امام محمد ابو زھرہ
مبداء و معاد	حضرت مجدد الف ثانی
کشف الظنون	حاجی خلیفہ
الجواھر المضیہ فی تراجم الحنفیہ	ابو الوفاء عبد القادر قرشی
طبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ	تقی الدین بن عبد القادر متوفی ۱۰۱۰ھ
تاریخ ادب العربی مجلد اول جزء الرابع	
اضواء علی تاریخ توران (ترکستان)	سید عبد المؤمن
تاریخ فلسفہ در اسلام	ڈاکٹر محمد شریف

اسلامک فلسفہ، جلد ا،	جرمن پرنٹ، ۱۹۶۳ (مقالہ محمد ایوب)
امام ابومنصور ماتریدی پی ایچ ڈی	ڈاکٹر مستفیض الرحمن، لندن
۱۹۷۰	
امام ابومنصور ماتریدی کا علم کلام	مصطفی سیریک، مالیزیا،
۱۹۹۵	
امام الاھل السنۃ والجماعۃ	علی عبدالفتاح مغربی
الفرق الاسلامیہ	علی عبدالفتاح مغربی
امام ابومنصور ماتریدی وارادوہ وعقیدتہ	ڈاکٹر بلقاسم حسن غالی
شیخ اھل السنۃ والجماعت ابومنصور الماتریدی	محمد ابراھیم الفیومی
روس میں مسلمان قومیں	آبادشاہ پوری
جہاد افغانستان	مفتی محمد رفیع عثمانی
فلسفیان اسلام	غلام جلانی برق
روس کے مسلمان تاریخ کے آئینے میں	ثروت صولت
ترغیب الصلوۃ	محمد بن احمد زاھد البونی
ترکستان نامہ محشی فارسی	
ترکستان نامہ عربی	
خلاصۃ الاثر فی تراجم اعیان القرن الحادی عشر	المحبی
اضواء علی تاریخ توران ترکستان	سید عبدالمؤمن وسید اکرم
کفاح ترکستان	محمد اسد شھاب
ترکستان	محمد شاکر

ترکستان قلب آسیا	عبدالعزیز چنگیز خان
ترکستان الشرقیہ والصین	عذالدین الوردائی
الاسلام فی آسیا الوسطی	دکتور حسن احمد محمود
الانساب	ابوسعید عبدالکریم
التمھید لقواعد التوحید	ابوالمعین نسفی
الفرق الکلامیۃ الاسلامیہ	ڈاکٹر علی عبدالفتاح

مؤلف کی غیر مطبوعہ کتب ورسائل

سیرت افضل الرسل (سیرت مصطفی)

ذکر مصطفی ﷺ

شرح عمدۃ العقائد

قرآنی سورتوں کا تعارف

کتاب التصوف والاحسان

شرح فقہ اکبر

سفر نامہ حرمین

علم کلام وعقائد ماتریدی

فضائل مکہ مکرمہ

فضائل مدینہ منورہ

حج وعمرہ کے احکام

شرح حدیث قدسی

صدقہ جاریہ

ترجمہ اردو منیۃ المصلی

مشعل راہ (شکر وصبر)

ترجمہ تخلیص المفتاح

ترجمہ متن منار الانوار

ترجمہ مختصر المنار

تسہیل صرف اردو صرف میر

شرح مائۃ عامل (جدید)

تسہیل نحو اردو نحو میر

تسہیل صرف اردو ترجمہ زنجانی

علم صرف

(مختصر اردو فصول اکبری)

خلاصۃ الصرف

مؤلف کی مطبوعہ کتب

شرف المصطفیٰ فی تفسیر سورۃ الضحیٰ

الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی

شرح اسماء الحسنیٰ

معراج مصطفی

سیرت خاتم النبیین ﷺ

شرح اسماء المصطفیٰ ﷺ

شرح حج مصطفی ﷺ

فضائل صحابہ واہل بیت

جمال مصطفی

کتاب الحج

تذکرہ امیر معاویہ

طریقہ حج وعمرہ کی دعائیں

فضائل قرآن مجید

شرح عقائد الطحاوی

شرح عقائد نسفی

کتاب الایمان

العقائد النسفیۃ (مترجم)

حقوق العباد

موت کی یاد

شرح قصیدۃ بانت سعاد

تذکرہ ائمہ دین

الناشر: مکتبۃ المرتضیٰ مصطفیٰ منزل، ۸۵ بی بلاک کشمیر کالونی جہلم، پاکستان